ذخیرہ

ایک شام

پروفیسر محمد رفیق بھٹی

کے نام

زِیر اہتمام

الملوک آرٹس اکیڈیمی

میر پور آزاد کشمیر

بتاریخ 29 اکتوبر 2001ء

پنجال پبلشرز میر پور۔ آزاد کشمیر

Marfat.com

Marfat.com

ایک شام

پروفیسر محمد رفیق بھٹی

کے نام

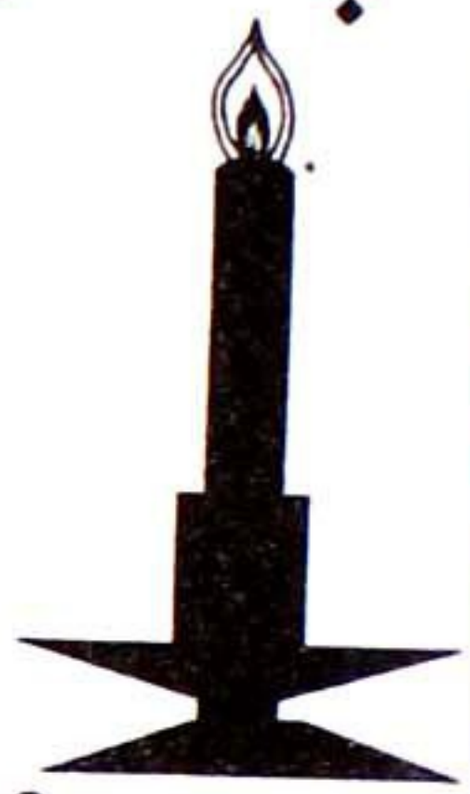

زیر اہتمام

المملوک آرٹس اکیڈمی

میر پور آزاد کشمیر

بتاریخ 29 اکتوبر 2001ء

پنجال پبلشرز میر پور۔ آزاد کشمیر

Marfat.com

81123

جملہ حقوق بحق مؤلفہ محفوظ ہیں

نام کتاب ..... ایک شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے نام

مؤلفہ ..... بنتِ رفیق بھٹی

پبلشرز ..... پنجال پبلشرز میر پور۔ آزاد کشمیر

کمپوزنگ ..... لائن آرٹ کمپیوٹرز
9الاشرف پلازہ چوک شہیداں میر پور

سرورق ..... رانا محمد اشرف لیزر ویژن اردو بازار لاہور

تعداد 250

موسم اشاعت ..... بہار 2002ء

طابع ..... مقصود احمد شرقپوری
سورج پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ..... -/240روپے

ملنے کے پتے:

☆ مقصود پبلشرز چوک اردو بازار لاہور
☆ کشمیر بک ڈپو مین بازار چڑہوئی، کوٹلی
☆ کیانی نیوز ایجنسی راولاکوٹ آزاد کشمیر
☆ جعفری بک ڈپو مین بازار چڑہوئی کوٹلی
☆ الفضل کتاب گھر میر پور آزاد کشمیر
☆ انٹرنیشنل فرینڈ شپ کلب میر پور
☆ ویری ناگ بک سنٹر نانگی میر پور
☆ مسلم بک ڈپو مظفر آباد آزاد کشمیر
☆ بھٹی برادرز شاپنگ سنٹر خالق آباد میر پور
☆ مکتبہ رضوان علامہ اقبال روڈ میر پور
☆ ارشد بک ڈپو میر پور آزاد کشمیر
☆ چائنہ بک ڈپو میر پور آزاد کشمیر

سٹ کسٹ: بھٹی برادرز شاپنگ سنٹر خالق آباد میر پور۔ آزاد کشمیر

☎ : 05-8610-44594

// 49317-66

Marfat.com

انتساب

اپنے جدِ امجد

حضرت الحاج نواب دین بھٹی

مرحوم و مغفور کے نام

جن کی سخنوری اور سخن شناسی نے میرے

والدِ محترم پروفیسر **محمد رفیق بھٹی**

کو گلستانِ شعر و ادب کی خوشہ چینی کا

شعور عطا کیا۔

مولفہ

Marfat.com

ترتیب و پیشکش

صاحبِ شام ..... پروفیسر محمد رفیق بھٹی

صدارت ..... بوٹا خان راجہ

مہمانِ خصوصی ..... علی محمد چاچا ایڈووکیٹ
سابق وزیر حکومت آزاد کشمیر

نظامت ..... جمیل احمد جمیل

تلاوتِ کلام پاک ..... قاری مسعود احمد سیفی

ہدیۂ نعت ..... محمد اسلام

مقام ..... پریس کلب میر پور

Marfat.com

فہرست عناوین

☆ حرف آغاز	مولفہ	9
☆ ابتدائیہ	جمیل احمد جمیل بانی وڈائریکٹر سیف الملوک آرٹس اکیڈمی	15

مقالات

☆ شام غربت سے صبح بشارت تک	پروفیسر محمد اکرم طاہر	19
☆ محبتوں کا سفیر	پروفیسر ارشد راٹھور	21
☆ کچھ یادیں کچھ باتیں	پروفیسر محمد حنیف خان	31
☆ کشمیر کا قومی شاعر	پروفیسر کبیر احمد مرزا	40
☆ لہو کا خراج	بابائے گوجری رانا فضل حسین	44
☆ چلتی پھرتی آرٹ گیلری	پروفیسر زبیر احمد قاضی	55
☆ حرکت اور اُمید کا شاعر	پروفیسر محمد شریف راجوروی	78
☆ ایک ہمہ جہت شخصیت	پروفیسر محمد بشیر چودھری	94
☆ ہر فن مولا	پروفیسر سرفراز احمد خان	100
☆ انقلاب وارتقاء کا پیامبر	راجہ خالد اکبر صدر معلم (ر)	105
☆ وطن کا شاعر	ذاکر نسیم	132

تاثرات

☆ محبِ وطن شاعر	پروفیسر محمد سعید ظفر	141

Marfat.com

☆ عظمت کی دلیل — پروفیسر محمد عارف کمپلوی — 143

☆ ہجرتوں کا اسیر — پروفیسر مشتاق احمد خان — 144

خطبات

☆ علی محمد چاچا ایڈووکیٹ (سابق وزیر آزاد حکومت) — مہمانِ خصوصی — 146

☆ بوٹا خان راجؔ — صدرِ محفل — 151

☆ پروفیسر محمد رفیق بھٹی — صاحبِ شام — 154

قومی اخبارات سُرخیاں — 172

تصاویر محفل شام — 183

فہرست شعراء کرام

Marfat.com

حرف آغاز

الیکٹرونکس میڈیا کی ترقی نے زندگی کے تمام شعبوں میں انقلاب برپا کر دیا ہے جس سے رابطے نا قابل یقین حد تک آسان، فاصلے کم، حرکات وسکنات ویڈیو ٹیپوں میں قید اور حروف و الفاظ ہوا میں تحلیل ہونے کی بجائے اصل حالت میں محفوظ ہو رہے ہیں کیمرے کی آنکھ ہماری دانستہ و نادانستہ ہر حرکت کی چغلی کھانے لگی ہے جس کے نتیجہ میں نشر و اشاعت، تصنیف و تالیف اور تحقیق و تخلیق کا عمل رو بہ افزائش ہے اس بات کا پوری طرح اندازہ مجھے تب ہوا جب زیرِ نظر کتاب کی تالیف کا بھاری بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ڈالا گیا۔

مجھے معلوم ہوا کہ سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کی انتظامیہ نے علم و ادب اور ثقافت کے فروغ کے لیے خوب تر کی تلاش میں میرے والدِ محترم پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا ہے میری دِلی خواہش تھی کہ میں بھی اس محفل میں شرکت کروں لیکن ہمارے معاشرے میں بالعموم اور میر پور شہر میں بالخصوص حالات اتنے سازگار نہیں کہ علم و ادب سے دِلچسپی رکھنے والی خواتین بلا تامل شامل ہوں یوں میں خواہش کے باوجود اس محفل میں شامل شعراء کرام، ادبا، دانشوروں اور اہل رائے اصحاب کی نگارشات اور خیالات سے براہ راست استفادہ نہ کر سکی البتہ میں نے اس تشنگی کو ویڈیو فلم کے ذریعے اس وقت بجھایا جب مجھے زیرِ نظر کتاب کی تالیف کا موقع ملا یہ شاید اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس کی ترتیب و تالیف ویڈیو فلم دیکھ کر کی جا رہی ہے۔ ''رفیق بھٹی کے نام ایک شام'' کی یہ

Marfat.com

ویڈیو فلم جو تقریباً 3 گھنٹوں پر مشتمل ہے اپنے اندر جہاں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کا شاندار اور جاندار الفاظ میں اعتراف کا ریکارڈ ہے وہاں مقالہ خوان حضرات، مقررین، صدرِ محفل، مہمانِ خصوصی اور صاحبِ شام کے پُر مغز اور فکر انگیز خیالات کا اظہار علمی اثاثے کی حیثیت رکھتا ہے ساتھ ہی شعراء کرام کے رنگا رنگ معنی افروز کلام کی دستاویز بھی ہے ویڈیو فلم اس بات کی شہادت ہے کہ اس محفل کے شرکاء مقداری اور معیاری اعتبار سے قابل رشک تھے. جس سے صاحبِ شام کی مقبولیت کا اندازہ لگانے میں کوئی مغالطہ نہیں ہوتا پریس کلب ہال میں نشستوں سے زائد حاضرین کا حاضر ہونا جن میں ہر مکتبۂ فکر کے افراد شامل تھے. اس بات کے غماز ہیں کہ میر پور شہر کے لوگ علم دوست، ادب نواز اور باذوق ہیں نفسا نفسی کے اس طوفان بلا خیز میں علمی و ادبی محافل کے لیے وقت نکالنا بالخصوص شام کو رات میں ڈھلتے دیکھنا ادب پروری کے گہرے شعور کا آئینہ دار ہے۔

تین گھنٹے کی اس ویڈیو فلم میں یوں تو بہت کچھ غور طلب، تحقیق طلب اور تحریر طلب ہے لیکن طوالت سے پہلو تہی کرتے ہوئے میں نے اس کتاب میں ان مقالات، خطبات اور تاثرات کو شامل کیا ہے جن کا تعلق براہ راست محفل کے نفسِ مضمون یعنی صاحبِ شام کی علمی و ادبی خدمات سے بنتا ہے وقت کی قلت کے باعث محفل میں شریک اہلِ فکر و نظر مقالہ خوان حضرات نے اپنے مقالات کے چیدہ چیدہ اقتباسات ہی پڑھے اور کچھ نے اپنے مقالات صاحبِ شام کی نذر کر دیے محفل میں شریک چند دانشوروں نے مختصر الفاظ میں صاحبِ شام کو خراج تحسین پیش کیا ہے. میں نے کوشش کی ہے کہ ویڈیو کیسٹ میں ریکارڈ شدہ ایسی تمام باتیں صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو جائیں جن سے محفل کے انعقاد کی غرض و غایت پر

Marfat.com

روشنی پڑتی ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے دوسری نشست میں شامل شعراء کرام کا کلام شامل نہیں کیا جاسکا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

اظہارِ خیال یا تقریر کے دوران جذبات وخیالات کا وہ تسلسل یا توازن قائم نہیں رہتا جو مقالہ نگاری میں ہوتا ہے چونکہ لکھتے وقت قلم کار حروف والفاظ کو تول کر اور معنی ومفہوم کو جانچ کر ہی ضبطِ تحریر میں لاتا ہے جبکہ زبانی اظہارِ خیال میں حسب حال جو بات ذہن میں آجائے اسے بیان کر دیا جاتا ہے اس طرح ویڈیو فلم کے اندر کسی صاحبِ علم یا مقرر کی گفتگو کو تحریری شکل دیتے وقت کچھ ردو بدل ہو جانا لازمی امر ہے میں نے احتیاط کے ساتھ اپنی استعداد کے مطابق کوشش کی ہے کہ اہم نقاط اور امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خطبات وگفتگو کا اصل متن قائم رہے تاکہ یہ شائبہ نہ ہو کہ ویڈیو فلم کے نازک ٹیپ کے اندر ریکارڈ شدہ اور زیرِ نظر کتاب میں درج شدہ گفتگو میں تضاد ہے اس ضمن میں حروف و الفاظ کی ترتیب میں تو فرق ہو سکتا ہے لیکن معنی ومفہوم میں قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے۔

قارئینِ کرام! علمی و ادبی محافل کے انعقاد کو کامیاب اور یادگار بنانے میں کچھ لوگ بڑی محنت اور محبت مگر خاموشی سے کام کرتے ہیں جس کے باعث یہ محفلیں رنگ جماتی ہیں اور علم و ادب کا کاروان آگے بڑھتا ہے۔ اس محفلِ شام میں جواد احمد بھٹی نے فوٹو گرافی، محمد رفیق دُکھی نے فلم بندی، قدیر احمد قدیر نے نشر و اشاعت اور عنصر محمود قریشی نے خوشنویسی کی جو خدمات سر انجام دی ہیں اُن کا تذکرہ نہ کرنا ادب کے ساتھ بے ادبی تصور ہوگی۔ ان کے علاوہ سیف الملوک آرٹس اکیڈیمی کے اراکین عبدالغنی چودھری، محمد فیصل، محمد احسان افضل، واجد محمود خان، محمد اسلام، محمود عالم، خلیل

Marfat.com

احمد ، عباس علی رضا ، راجہ جاوید اختر اور رضوان اللہ شاکر کی معاونت نے بھی اس محفل کے بخیر و خوبی آغاز و انجام میں سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے جس کے لئے سبھی لوگ مبارکباد اور خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

یہاں مجھے پریس کلب میر پور کی انتظامیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جس نے صاحبِ شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ یہ خوبصورت محفلِ شام منانے کے لئے پریس کلب ہال کے استعمال کی فراخدلانہ پیشکش کی مزید جس بات کا تذکرہ ممنونیت کے ساتھ کرنا اپنی تالیفی ذمہ داری سمجھتی ہوں وہ میر پور شہر کی جملہ صحافی برادری کا ادب اور ادیب پرور رویہ ہے جس نے اس محفلِ شام کی کاروائی کو سرخیوں بلکہ شہ سرخیوں کے ساتھ اپنے موٴقر اخباروں میں مشتہر کیا۔ اخبارات میں ''روزنامہ جنگ راولپنڈی'' روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد ، روزنامہ اوصاف اسلام آباد'' ، ''روز نامہ پاکستان اسلام آباد'' ، ''روزنامہ خبریں اسلام آباد'' ، ''روزنامہ جذبہ میر پور'' ، ''ہفت روزہ چنگاری میر پور ، ادبیاتِ کاشر میر پور اور ''ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی'' کی انتظامیہ ، نامہ نگاروں اور کارکنان کا خصوصی شکریہ احسان مندی کا تقاضا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے تعاون کے بغیر علوم وفنون کی تشہیر اور فروغ کا تصور ایک وہم کی حیثیت رکھتا ہے ماہرین ٹھیک کہتے ہیں ۔''We are what media make us''یعنی ''ہم وہ ہیں جو ذرائع ابلاغ ہمیں بناتے ہیں۔''

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے ڈائریکٹر جمیل احمد جمیل ، سیکرٹری نشر و اشاعت نامور فنکار قدیر احمد قدیر اور ان کے دیگر ساتھیوں نے جس محنت اور مستعدی سے اس محفل کو آراستہ کیا ہے اس کا تذکرہ نہ کرنا ، ادیبانہ ناانصافی شمار ہوگا ویسے میں نے آغاز میں ہی ان کی علمی و

Marfat.com

ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں اور کارکردگی کا ذکر کیا ہے علم وادب سے محبت کرنے والے اہل ثروت اور اعلیٰ مناصب پر فائز سرکاری وغیر سرکاری اہلکاروں کو اس اکیڈمی کی مالی ضروریات کا بھرپور خیال رکھنا، قوم وملک سے گہری وابستگی کا مظہر ہوگا کیونکہ قومیں دولت سے نہیں علم سے طاقت وتوانائی اور عزت ووقار حاصل کرتی ہیں روح کی بالیدگی اور کردار کی پختگی کا وسیلہ علمی فضیلت ہے علم وادب کے لیے خرچ کی جانے والی دولت اس کی افزائش اور تحفظ کا ذریعہ بنتی ہے ۔میں حکومت یا حکمرانوں کو اس ملّی فریضہ کی طرف متوجہ کرنا ضروری نہیں سمجھتی کیونکہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھنے والا ادب، پروپیگنڈہ زیادہ اور ادب کم ہوتا ہے ایسا ادب ادیب کے تنفس کو آکسیجن کِٹ تو لگا سکتا ہے ادب کو بسترِ مرگ سے نہیں اٹھا سکتا یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ادبِ عالیہ کی تخلیق حکومتی نہیں عوامی سرپرستی میں ہوئی ہے ایسے حکمرانوں کی قسمت قابلِ رشک نہیں جو سچے ادب کی تخلیق میں معاون ثابت نہ ہوں میں آخر میں اپنے زمانے اور تمام زمانوں کے عظیم مفکر حکیم سقراط کے درج ذیل قول کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

''میں سوائے اس کے کوئی کام سرِانجام نہیں دیتا کہ میں تم سب بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا پھرتا ہوں کہ فکر کو صرف اپنی ذات اور جائیداد کے لیے استعمال نہ کرو بلکہ تمہارا اولین اور بالاترین فرض اپنی روح کی نگہداشت کرنا ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ دولت سے فضیلت حاصل نہیں ہوتی بلکہ ہمیں فضیلت سے ہی دولت اور ہر قسم کی ذاتی اور اجتماعی بھلائی حاصل ہوتی ہے ''(سقراط)

مولّفہ

فرحت مشتاق

(بنتِ رفیق بھٹی)

Marfat.com

Marfat.com

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سامعینِ محترم

علم وادب کے فروغ ، نامور شعراء، ادبا اور شخصیات کی عزت افزائی کے لیے سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور آزاد کشمیر آج سے اپنی علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کے ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی ہے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آزاد کشمیر کی قابلِ قدر شخصیات کے اعزاز میں خصوصی محافل منعقد کر کے ان کی خدمات کو سراہا جائے تا کہ جن لوگوں نے اپنی عمرِ عزیز کے بہترین ایام علم وادب یا قومی خدمات کے لیے وقف کر رکھے ہیں انہیں خراجِ تحسین پیش کیا جائے اس مقصد کے لیے ہم نے اپنی ابتداء ملک کے نامور شاعر، ادیب، دانشور اور ماہرِ تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ آج کی شام منانے کا اہتمام کیا ہے جس میں اہلِ فکر و نظر کو پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شخصیت اور فن پر اظہارِ خیال کی دعوت دی ہے۔

بفضلِ تعالیٰ ہماری اس دعوت پر پریس کلب کے اس ہال میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم وفضل تشریف فرما ہیں میں ہال میں موجود جملہ حاضرین کو شکریہ کے ساتھ خوش آمدید کہتا ہوں اتنی بڑی تعداد میں آپ کی آمد جہاں صاحبِ شام کی مقبولیت کی ترجمان ہے وہاں سیف الملوک آرٹس اکیڈمی سے آپ کی گہری وابستگی کی مظہر بھی ہے۔

سامعینِ کرام..... صاحبِ شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی آزاد کشمیر، پاکستان اور بیرون ملک علمی و ادبی حلقوں میں اپنی شناخت رکھتے ہیں شاعر بھی ہیں اور نثر نگار بھی ان کی قلم نے جو منظوم و

Marfat.com

منثور ادب پارے تخلیق کیے ہیں وہ ادب کا قیمتی اثاثہ ہیں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ تحریکِ حُریّت کشمیر کی مناسبت سے پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے ادبی محاذ پر گراں قدر اور قابلِ فخر کام کیا ہے ''ستونِ دار'' ''لہو نگر'' اور ''محسنینِ کشمیر'' ان کی ایسی تصنیفات ہیں جنہیں آزادی پسند، انسان دوست اور ادب نواز حلقوں نے بے حد سراہا ہے یہ ہمارا ملّی فریضہ ہے کہ ہم ایسی شخصیات کی حوصلہ افزائی اور قدر و منزلت کا اہتمام کریں تا کہ مادہ پرستی کے بڑھتے ہوئے سائے میں دم توڑتے ہوئے معاشرے کو سچائی اور دانائی کی توانائی سے زندہ رکھ سکیں اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نہ صرف ہماری شناخت ختم ہو جائے گی بلکہ ہمارے روشن مستقبل کے دریچے بھی بند ہو جائیں گے یہ توانائی عطا کرنے والے اہلِ فکر و نظر کی عزت افزائی معاشرے اور حکومت کی اولین ذمہ داری بنتی ہے۔

شاعر معاشرے کا وہ فرد ہوتا ہے جو اپنے دردوں اور زخموں کو بھلا کر قوم کے دردوں اور زخموں کی بات کرتا ہے اپنی محرومیوں اور مشکلات کو بخوشی قبول کرتا ہے لیکن دوسروں کی محرومیوں اور تکالیف کے ازالہ کے لیے بے تاب رہتا ہے وہ دِلوں کو گرماتا، روح کو تڑپاتا اور فکر کو تازگی عطا کرتا ہے علامہ اقبالؒ نے اپنی ایک نظم میں بجا طور پر شاعر کو قوم کا دیدۂ بینا قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

پورے جسم یعنی قوم کی ہمدرد یہ آنکھ آج ہمارے درمیان پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی صورت میں موجود ہے یہ اپنی قوم کے درد کو کس طرح محسوس کرتے ہیں اس کا اظہار موصوف اپنی باری

Marfat.com

آنے پر آپ کے سامنے کریں گے۔

محمد رفیق بھٹی کے نام ایک شام کی یہ پروقار تقریب دو حصوں پر مشتمل ہوگی پہلی نشست میں مقالہ خواں حضرات پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے اپنے مقالات پیش کریں گے جبکہ دوسری نشست میں شعراء کرام اُردو، پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبان میں اپنا کلام پڑھیں گے ۔ چونکہ آج پریس کلب کے ہال میں اہلِ علم و شعراء کرام کافی تعداد میں ہماری حوصلہ افزائی کے لیے موجود ہیں اس لیے میری استدعا ہے کہ مقالہ خواں حضرات وقت کی قلت اور نمازِ مغرب کا خیال رکھتے ہوئے اپنے مقالات سے مختصر اقتباسات ہی پڑھیں گے تاکہ سب کو اپنی بات کرنے کا موقع مل سکے ۔ اکیڈمی نے ان مقالات کو محفوظ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ارادہ ہے کہ انہیں کتابی شکل دی جائے گی اس لیے جن صاحبان نے صاحبِ شام کے بارے میں مقالات لکھے ہیں اُن سے ان کی اصل یا فوٹو سٹیٹ کاپی فراہم کرنے کی استدعا ہے۔

حاضرینِ محترم..... دعوت نامہ کے مطابق نامور ماہرِ تعلیم جناب راجہ خالد اکبر خان کو اس محفل میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کرنا تھی لیکن عین وقت پر خرابیٔ صحت کی بناء پر وہ پہنچ نہیں پائے اب اس مسند پر جناب علی محمد چاچا ایڈووکیٹ سابق وزیر آزاد حکومت کو جلوہ افروز ہونے کی دعوت دی جاتی ہے جناب علی محمد چاچا ایک نڈر، بے باک سیاست دان اور نامور ماہرِ قانون ہونے کے ساتھ اعلیٰ حُسنِ اخلاق کے مالک ہر دِلعزیز عوامی شخصیت ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ علم دوست اور ادب پرور انسان ہیں جنہوں نے ہماری اکیڈمی کو ہمیشہ پذیرائی بخشی، ہماری دعوت پر اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر شمولیت فرماتے ہیں اور

Marfat.com

عالمانہ خطبات ودانشمندانہ خیالات سے نوازتے آرہے ہیں۔

میں صاحبِ شام کے اعزاز میں منعقدہ اس شام کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرنے سے قبل مہمانِ خصوصی جناب علی محمد چاچا ایڈووکیٹ، محفل کے دولہا صاحبِ شام جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی اور صدرِ محفل جناب بوٹا خان راجسؔ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سٹیج پر لگی اپنی مخصوص نشستوں پر جلوہ افروز ہوں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بوٹا خان راجسؔ اسلامی قدروں کے داعی، نامور شاعر، محبِ وطن قلم کار اور انسان دوست شخصیت ہیں دیارِ غیر میں رہتے ہوئے بھی ان کا دِل وطنِ عزیز کے لیے دھڑکتا رہتا ہے۔

حضراتِ محترم..... ہماری اکیڈمی 1995 میں قائم ہوئی اور اب تک ہم نے علم وادب اور عوامی فلاح وبہبود کے لیے جو کام کیے ہیں وہ بفضلِ تعالیٰ تاریخ ساز ہیں ہماری سنجیدہ کوشش ہے کہ ملک کے ایسے تمام افراد جنہوں نے انسانی حقوق امن وسلامتی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں ان کے اعزاز میں تقریبات منعقد کی جائیں تاکہ امانت، دیانت، صداقت اور شجاعت کا کلچر پروان چڑھ سکے ہماری جدوجہد معاشرے کو منفی رجحانات کے خوفناک پنجے سے نکال کر مثبت راستوں پر ڈھالنا ہے جس کے لیے ہر مکتبہِ فکر سے ہر طرح کے تعاون کی بجا طور پر توقع رکھتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ نیکی اور سچائی کی قوتیں بدی اور جھوٹ کے مقابلے میں ہمارا ہاتھ تھامے رکھیں گی اور یوں اس کارِ خیر میں ہمارے لیے ضروری وسائل کی فراہمی پر بھی توجہ دیں گی شکریہ

جمیل احمد جمیل بانی وڈائریکٹر

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی

میرپور آزاد کشمیر

Marfat.com

شامِ غربت سے صبحِ بشارت تک کا سفر

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا سراپا میرے سامنے آتا ہے تو مجھے علامہ اقبالؒ کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

راہِ محبت میں کون کسی کا رفیق؟

ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو

رفیق بھٹی ایک شامِ غربت کے ہنگام ہجرت کر کے مقبوضہ کشمیر سے آزاد کشمیر میں داخل ہوئے یہاں آکر انہوں نے اپنے علمی اور تعلیمی سفر کا آغاز کیا جو پوری رفتار سے جاری و ساری ہے ان کے قلم نے ایسے نثر پارے اور نظم پارے تخلیق کیے ہیں جن پر ان کے اہلِ وطن ناز کر سکتے ہیں رفیق بھٹی نے اپنے ہجرت کے سفر کو نئی معنویت دی اور نظم و نثر میں مزاحمتی ادب تخلیق کیا وہ ایک کثیر الجہات شاعر اور ادیب ہیں اگرچہ بنیادی طور پر استاد ہیں وہ وطن اور اہلِ وطن کے لیے نغمے اور رزمیہ نظمیں لکھتے ہیں جس سے اہلِ نظر نیا حوصلہ پاتے ہیں اور جو اہلِ شمشیر کے شوقِ شہادت کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ رفیق بھٹی کے قلم میں تلوار کی کاٹ ہے لیکن جب ان کو کشمیر کے حُسن و جمال کا تذکرہ لکھنا ہوتا ہے تو ان کا یہی قلم جوئے نغمہ خواں کی طرح بہنے لگتا ہے . محمد رفیق بھٹی اپنے وطن اور اہلِ وطن کے لیے ایک تسلسل سے قلمی جہاد کر رہے ہیں اور مزاحمتی ادب کے ذخیرہ میں بیش قیمت اضافہ کر رہے ہیں وہ ایک ایسے محبِ وطن ہیں جس کے فکر و فن معنویت اور مقصدیت کے تابع ہیں۔ وہ ہم سب کی طرح کشمیر کے مستقبل کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں اور اس کے مستقبل سے ہرگز مایوس نہیں ہیں ان کی تیز نگاہی کے اس پار موجود روشنی لگی ہوتی ہے اور وہ اپنی قوم اور

Marfat.com

بالخصوص اس کی نوجوان نسل کو امن، سلامتی اور آزادی کے خورشید کی صبحِ بشارت کی نوید دے رہے ہیں ان کی تازہ ترین تصنیف ''محسنینِ کشمیر'' اس بات کا اشارہ ہے کہ کشمیری نوجوان اپنے قومی ہیروز کو نہ صرف یاد رکھیں بلکہ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آزادی کی منزل پر جا کر دم لیں۔ میں اپنی غیر حاضری کے باوجود رفیق بھٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ''شامِ غربت سے صبحِ بشارت'' تک کے اس سفر میں ایک قافلہ آپ کے ہمراہ چلے گا میں جمیل احمد جمیل بانی و ڈائریکٹر سیف الملوک آرٹس اکیڈمی اوران کے رفقاء عبدالقیوم، قدید احمد قدیر اور محمد فیصل کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے پروفیسر رفیق بھٹی کے نام ایک شام کی ہے میں اپنا ایک شعر محفل کی نذر کر کے رخصت چاہتا ہوں۔

تاریخ کے ہر باب کے ماتھے پر رقم ہیں
ہم اہلِ قلم اہلِ قلم اہلِ قلم ہیں

پروفیسر محمد اکرم طاہر

29-10-2001

Marfat.com

محبتوں کا سفیر

صدرِ محفل بوٹا خان راجپوت، مہمانِ خصوصی محترم چاچا علی محمد ایڈووکیٹ
صاحبِ شام استادِ محترم پروفیسر محمد رفیق بھٹی و حاضرینِ محترم

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ میرے کئی طرح کے رشتے ہیں سوچتا ہوں کہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں ختم ان کے ساتھ میری ابتدائی ملاقات 1976ء میں گورنمنٹ کالج کوٹلی میں ہوئی جہاں آپ گذشتہ چند سال سے بطورِ لیکچرر تعینات تھے اور کالج کے اکلوتے حمید ہاسٹل کے ناظم بھی تھے میرے بڑے بھائی اسد راٹھور آپ کے سٹوڈنٹ تھے اور فخریہ انداز میں اپنے آپ کو اکنامکس کا طالب علم کہا کرتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب کوٹلی کالج چند برس قبل قائم ہوا تھا اکنامکس فیشن کے طور پر پڑھی جاتی تھی اور پروفیسر رفیق بھٹی اکنامکس کے واحد استاد تھے یوں تو اس کالج کے پرنسپل بھی اکنامکس کے استاد تھے لیکن وہ اکنامکس سے زیادہ انتظامی امور میں دلچسپی رکھتے تھے۔

اپنے بڑے بھائی کی وساطت سے اور رفیق بھٹی کے بیٹے شہزاد احمد کی وجہ سے جو کے جی سکول میں میرے ساتھ پڑھتے تھے بھٹی صاحب سے غائبانہ تعارف تھا میٹرک کرنے کے بعد جب کالج میں قدم رکھا اور چند دوستوں کے ساتھ مضامین کے انتخاب کے لیے مشورہ شروع کیا تو اکنامکس پر کوئی بحث نہ ہوئی اور یوں فسٹ ایئر کی پہلی کلاس میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی سے باضابطہ تعارف ہوا اور پھر آپ کی شخصیت کے سحر نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا سچ تو یہ ہے کہ ہمیں اکنامکس سے اتنی دِلچسپی نہیں تھی جتنی وابستگی رفیق بھٹی کے ساتھ یہاں میں اس بات

Marfat.com

کا اقرار کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی پڑھاکو اور سنجیدہ قسم کا طالب علم نہیں تھا اور اتفاق سے اپنے جیسے چند ساتھیوں کا گروپ بن گیا جو کلاس میں اساتذہ کی علمی ''سفید پوشیوں'' کو چھیڑتے تھے مخلوط تعلیم کا زمانہ تھا بعض استاد لڑکیوں کی موجودگی میں ایسے علمی سوالات کا جن کا ان کی ذات سے کوئی تعلق نہ ہو، برا مناجاتے تھے شاید اس لیے کہ ان میں اکثریت ''سکول ٹیچرز'' کی تھی جو حادثاتی طور پر کالج آ گئے تھے (یہ حادثہ ہمارے لیے تھا) اور اُردو کی کلاس میں خوبصورتی اور تشبیہ کی وضاحت کرنے کے لیے میر کا یہ شعر کئی بار پڑھتے تھے۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب خوبصورتی کی تعریف رفیق بھٹی صاحب سے پوچھی گئی تو انہوں نے ایک شخص کا اپنی محبوبہ کے نام خط کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ''خوبصورتی ایک بے معنی اور اضافی چیز ہے جو تمہارے جسم میں ہے نہ میری آنکھ میں، بلکہ تمہارے جسم اور میری آنکھ کے درمیان پیدا ہونے والے رشتے کے احساس کا نام خوبصورتی ہے۔''

پروفیسر محمد رفیق بھٹی ان چند اساتذہ میں سے تھے جن کی کلاس میں Pin drop silence کا محاورہ اپنی اصل شکل میں دکھائی دیتا تھا لیکچر کے دوران سامعین پر اتنی گہری گرفت میں نے اپنی طالب علمی کی زندگی میں پروفیسر سی۔ اے۔ قادر میں دیکھی یا پروفیسر محمد رفیق بھٹی میں کلاس میں سناٹے کا عالم ہے اور ایک ہی آواز گونج رہی ہے۔

Economics is a science

یہ آواز پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی ہے اور یہ سناٹا خوف اور دہشت کا نہیں بلکہ اس امر کا اعلان.....

81123

Marfat.com

کہ ہمارا پورا وجود ہماری سماعتیں اور بصارتیں بن گیا ہے اور عجیب بات یہ تھی کہ رفیق بھٹی کے ساتھ ہمارے متضاد قسم کے رشتے یکجا ہو جاتے تھے کلاس میں وہ ہمارے مہربان استاد تھے جن کی نگاہیں ہر لمحہ کسی سوال کرنے والے طالب علم کی متلاشی رہتی تھیں۔

کلاس روم سے باہر وہ بڑے بے تکلف اور دلچسپ دوست تھے جو حیرانگی کی حد تک ہمیں دوسروں سے چھین لیتے تھے ہاسٹل میں وہ ایک ظالم اور جابر وارڈن تھے ایک ایک پائی اور ایک ایک روٹی کا حساب سختی سے لینے والے سفر میں وہ اپنے نام کی طرح رفیق تھے ٹور میں وہ فرسٹ ایئر کے بانکے طالب علم بن جاتے تھے لاہور تفریحی ٹور کے دوران ایک طالب علم کو سگریٹ خرید کر دے دیے شرم کے مارے اس طالب علم نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی۔

بطورِ شاعر وہ جب کبھی ترنگ میں آتے تو محسوس یہ ہوتا کہ کشمیر ان کی شعوری محبت ہے کشمیر ہی تحت الشعور ہے اور کشمیر ہی لاشعور میں ہے۔

میرے نزدیک شاعری ایک کیفیاتی ادراک ہے جو اکثر لوگوں کے اندر اچھی بری شکل میں موجود ہوتا ہے شاعری کی کیفیت خود پر خود طاری کرنا پڑتی ہے پھر اس کیفیت سے لوٹ کر نارمل زندگی کی طرف آنے کی پریکٹس کی جاتی ہے یہ سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے۔ یہ تصوف کی ان منازل کی مانند ہے جو ترکِ دنیا کا تقاضا ہی اس شرط پر کرتی ہیں کہ لوٹ کر اپنی دنیا میں واپس جائے گا۔ جہاں کڑھتی ہوئی بیوی اور چیختے چلاتے ننگ دھڑنگ بچے اس سے ضروریات زندگی مہیا کرنے کے مطالبات لیے بیٹھے ہیں یا کرکٹ کے اس فاسٹ باؤلر کی طرح جو سٹیڈیم میں باؤلنگ کی شدید ترین کیفیت کو طاری کر لے اور وکٹ پر وکٹ لے، لیکن بعد میں حبیب بنک میں بیٹھا، بجلی کے بل جمع کر رہا ہو اور بنک مینجر یا کسٹمر کو باؤنسر نہ مارے۔

Marfat.com

اچھا شاعر بھی وہی ہے جو یہ کیفیت طاری کرنے کے بعد لوٹ کر آنے پر بھی قادر ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو انسان شاعری اور اپنی ذات دونوں پر بوجھ بن جاتا ہے اور میں نے اکثر لوگوں کو یہ دونوں بوجھ اٹھائے اٹھائے پھرتے دیکھا ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شاعری کے حوالے سے میں ان کو فرسٹ ایئر سے جانتا ہوں جب وہ اپنی پہلی کتاب ''ستونِ دار'' کی کتابت گھر پر اپنے دوست ذاکر نسیم صاحب سے کروایا کرتے تھے میں اکثر شام کو آپ کے پاس جایا کرتا تھا جہاں ایک مختلف رفیق بھٹی سے ملاقات ہوا کرتی تھی جو کسی آدم سمتھ، ریکارڈو یا مارشل کو نہیں جانتا تھا جسے اکنامکس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا تھا گھر میں چولہا جلنے نہ جلنے کی فکر سے آزاد کہ اس کا بندوبست وہ دن بھر میں کر چکا ہوتا تھا پھر غزلوں، نظموں کے ''محاسبے'' کا دور چلتا کتابت کے مراحل ہوتے اور یوں شام اپنے منطقی انجام کو پہنچتی۔ دوسری صبح رفیق بھٹی ایک مختلف انسان کی مانند کلاس میں موجود ہوتے جہاں ''طلب و رسد'' اور ''افادہ مختتم'' کے جھگڑے نمٹائے جاتے۔

مجھے آج بھی یاد ہے کہ ایک بار میں گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا جانا کہاں تھا دن بھر اِدھر اُدھر آوارہ گردی کرتا اور سوچتا رہا کہاں جاؤں شام کو بھٹی صاحب کے حمید ہاسٹل میں ان کے دفتر میں پہنچا اور کوئی وجہ بتائے بغیر کمرہ مانگا انہوں نے چوکیدار کو کہہ کر اپنے دفتر میں بیڈ لگوا دیا کہ ہاسٹل میں واقعتاً کہیں جگہ نہیں تھی۔

آج جب سوچتا ہوں کہ میں خود اب گذشتہ 13 سال سے ہاسٹل وارڈن ہوں لیکن میں نے کسی طالب علم کو دفتر کے اندر تو کیا ہاسٹل کے باہر بھی چارپائی نہیں لگانے دی تو خیال گذرتا ہے کہ ''ڈسپلن'' کا معاملہ ہے یا ''انا'' گوارہ نہیں کرتی اور جب میں اپنے طور پر رفیق بھٹی کے

Marfat.com

حمید ہاسٹل کا اپنے ہاسٹل سے موازنہ کرتا ہوں تو مجھے بے حد شرم آتی ہے (پتہ نہیں میری انا یہ کیسے گوارہ کر لیتی ہے)

خیر.....گھر سے ناراض ہو کر ہاسٹل گیا اور تین دن کے قیام کے بعد پروفیسر رفیق بھٹی نے وجہ پوچھی تو میں نے ایک خود ساختہ کہانی سنا دی بھٹی صاحب کچھ دیر خاموش رہے اور پھر یہ شعر پڑھا۔

گھر کا رشتہ عجیب رشتہ ہے
گل سے بچھڑی تو مر گئی خوشبو

اسی روز میں اپنے گھر واپس چلا گیا میں جب دیکھتا ہوں کہ پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا کون سا روپ زیادہ اچھا ہے تو میں فیصلہ نہیں کر پاتا۔

بحیثیت استاد جس کلاس میں Pin drop silence ہو اور حاضری 100% بحیثیت دوست جو آپ کے دکھوں کو آپ سے بہتر جانتا ہو بحیثیت منتظم کہ دوسروں کی سماعتیں بہری اور بصارتیں اندھی ہو جائیں. بحیثیت وارڈن کہ ایک ایک پائی کا حساب مانگے یا بحیثیت شاعر۔

میر ہم کو شاعر نہ کہو کہ صاحب ہم نے
درد و الم کتنے کیے جمع تو دیوان ہوا

رفیق بھٹی کی شاعری بھی درد و الم کا مجموعہ ہے۔ جس کا تعلق موصوف کے ذاتی تجربات و محسوسات سے ہے. جن کا مرکز و محور کشمیر ہے کبھی کبھی مجھے یوں گمان ہوتا ہے جیسے کشمیر الگ سے کوئی شے نہ ہو بلکہ رفیق بھٹی کے اپنے ہی وجود کا کوئی حصہ ہو اور اس کے سوا انہیں کچھ

Marfat.com

دکھائی اور سنائی نہ دیتا ہو قطعہ ملاحظہ ہو۔

گُل و بُلبُل کے افسانے سنا سکتا ہوں میں لیکن
مرے بُلبُل شکستہ پر مرے گُل سربریدہ ہیں
نہیں زیبا مجھے رُخسار و زلفِ یار کی باتیں
مری خاکِ وطن کے سارے منظر خوں چکیدہ ہیں

صاف گوئی اور بیباکی رفیق بھٹی کی زندگی میں اکثر مشکلات پیدا کرتی رہی ہیں۔ وہ افسران کے خفیہ کیفیت نامے ہوں یا شاعری کے پیچ وخم، حق و سچ کا اظہار برملا کرتے رہے ہیں اور فرماتے ہیں۔

نادیدہ واقعات کو دیدہ نہ لکھ سکا
جو کم نہاد ہیں انہیں چیدہ نہ لکھ سکا
نغمے وطن کے گیت وفا کے لکھے تو ہیں
لیکن کبھی کسی کا قصیدہ نہ لکھ سکا

اب ذرا رفیق بھٹی کے معاشرتی اور اقتصادی مسائل کی سوجھ بوجھ اور ان کے اظہار کا رنگ دیکھیں ایک پُل کے افتتاح پر ان کی نظرِ کیمیاء اور عقلِ سلیم کیا کہتی ہے۔

جس کی روز و شب کی محنت سے ہوا تعمیر پل
وہ مشقت کی سلوں میں دب کے فانی ہو گیا
جس نے کھینچا مرمریں پتھر سے ریشم کا نقاب
وہ زمانے کی نظر میں اس کا بانی ہو گیا

Marfat.com

پروفیسر محمد رفیق بھٹی سقراط کے مسلک کے راہی ہیں وہ اپنے لیے کیا سزا تجویز کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

دشمن جو کرے قتل تو ہے قابلِ تفہیم
قاتل ہو اگر دوست تو پھر کیسے جیوں میں
اس دور کا سقراط ہوں سچائی کی خاطر
لا زہر کا پیالہ کہ سرِ دار پیوں میں

میں نے رفیق بھٹی کو وزیروں ،مشیروں اور کبیروں کے پیچھے بھٹکتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا موصوف نے اپنی پوری سروس کوٹلی ،چڑھوئی ،ڈنہ کچیلی ،سماہنی ،چکسواری ،اسلام گڑھ اور میر پور کے سفر میں وقار اور اعتماد کے ساتھ مکمل کر لی ہے لیکن کسی سے تبادلہ یا رعایت کی بھیک نہیں مانگی ،مشکلات کو قبول کر لیا ،لیکن سر کو خم نہیں ہونے دیا واہ استادِ محترم آپ نے خودداری اور تمکنت کو جلا بخشی ہے. جو لوگ اپنے رزق کو دوسروں کی خوشنودی سے محض اس لیے وابستہ کر لیتے ہیں کہ دور دراز کا سفر شاید ان کی صحت کے لیے اچھا نہ ہو کس قدر خوش فہمی میں مبتلا ہیں پروفیسر محمد رفیق بھٹی اس بارے میں کیا کہتے ہیں ذیل کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

خود اپنی ذات کے اندر سجائے بیٹھا ہوں
وہ بزم جس کو ضرورت نہیں نمائش کی
سرورِ قلب و نظر ہے مری متاعِ حیات
نہیں ہے دِل میں تمنا کسی ستائش کی

ایک اور مقام پر رفیق بھٹی کی گہری نظر اور بلند دانش کا اظہار کچھ اس طرح ہے۔

Marfat.com

خود نمائی میں خود ستائی میں
خود گری میں گذار دیتا ہے
سر لگاتا ہے دوسروں کے مگر
آدمی خود کو مار دیتا ہے

میں نے رفیق بھٹی صاحب کو کبھی خالی ہاتھ نہیں دیکھا چھوٹا سا بیگ، کتاب یا لفافہ ان کے ہاتھوں میں ضرور ہوتے ہیں اور یہ ان کی پرانی عادت ہے معلومات اس طرح کی ہیں جیسے کوئی تاریخ دان ہوں گفتگو ایسی میٹھی جیسے اہلِ زبان ہوں. رویہ ایسا نرم جیسے گُلستان ہوں۔ گذشتہ سال جب ان کی کتاب ''مُحسنینِ کشمیر'' دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں کشمیر کے مختلف ادوار کے جھنڈے دیکھنے کو ملے یہ جھنڈے 560 عیسوی سے لے کر اب تک کے دور کا احاطہ کرتے ہیں اس سلسلے میں جب ان سے بات ہوئی تو پھر انہوں نے تفصیلاً بتایا کہ کس کس دور میں کس طرح کشمیر کے جھنڈے میں تبدیلیاں آتی رہیں شاید یہ پہلی کوشش ہے کہ ایک مصنف نے کشمیر کی سرزمین کی تاریخ کو پرچموں کی زبان میں بیان کیا ہے میں ٹھہرا اوسط ذہن اور محدود معلومات کا عام سا شخص..... میرے لیے یہ معلومات شرمندگی سے کم نہ تھیں جتنی دیر رفیق بھٹی میرے پاس موجود رہے مجھے یوں محسوس ہوتا رہا جیسے میں سندھ کے کسی دور افتادہ علاقے کا باسی ہوں اور رفیق بھٹی مجھے کشمیر کا تعارف کروا رہے ہوں۔

بھٹی صاحب چلے گئے تو ان کی کتاب ''مُحسنینِ کشمیر'' کا مطالعہ شروع کیا پتہ چلا کہ یہ محض کتاب ہی نہیں. کشمیر کی تحریکِ حُرّیت کی مختصر لیکن جامع تاریخی دستاویز ہے میں یہ سمجھتا ہوں جہاں مطالعہ کشمیر کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کا تعلق ہے یہ کتاب بی۔اے کے نصاب کی

Marfat.com

ضرورتوں کو پورا کرتی ہے نہ صرف یہ بلکہ میرا خیال ہے کہ تاریخِ کشمیر میں جہاں کہیں مجرمانہ خاموشی موجود ہے ''محُسنینِ کشمیر'' کمال جرأت سے وہاں روشنی ڈالتی ہے کشمیر کی تاریخ میں سر جھکا کر جینے والے اور سر اٹھا کر چلنے والوں کی الگ الگ فہرست مرتب کر ڈالی ہے بقول بھٹی صاحب ؎

ذکر ہوتا ہے جب شہیدوں کا
حریّت کے چراغ جلتے ہیں
زندگی سرفراز ہوتی ہے
آدمی سر اٹھا کے چلتے ہیں

پروفیسر رفیق بھٹی نے ''محُسنینِ کشمیر'' میں کچھ ایسے گمنام سرفروش بھی سامنے لائے ہیں جن کا ذکر کئے بغیر کشمیر اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کا تذکرہ مکمل نہیں ہوتا اس حوالے سے ان کا عقیدہ ہے۔

جو ہم نہ پئیں گے تو کوئی اور پیے گا
یہ مے کا مقدر ہے کہ مے خوار کو پہنچے
وہ آنکھ نہیں جو نہیں مے خانے کی صورت
وہ سر ہی نہیں جو نہ سرِ دار کو پہنچے

میں نے رفیق بھٹی کو ایک ہمدرد، مخلص، بے لوث اور صاحبِ کردار شخص پایا ہے جس نے زندگی میں بہت کچھ کھویا اور بہت کم پایا ہے ان کی شاعری میں جہدِ مسلسل کا پیغام ملتا ہے۔ مایوسی ان کی شاعری میں ہے نہ عملی زندگی میں۔ معاشرتی زندگی کی باریکیوں کو باریکی

Marfat.com

سے جانچتے ہیں طبقاتی نظام، اعلیٰ وادنیٰ کی تمیز اور معاشی تفاوت کو ناپسند کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قدرتی وسائل اللہ کا عطیہ ہیں جن پر اولادِ آدم کا حق ہے اور تمام انسانوں کو قدرت کے عطیات سے مناسب حصہ ملنا چاہیئے رفیق بھٹی ایک ایسے معاشی اور سیاسی نظام کے داعی ہیں جو انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال سے پاک ہو ایک ایسے معاشرے کی بات کرتے ہیں جس میں محنت کو عظمت حاصل ہو اور ایک ایسے عالمی نظام کے وکیل ہیں جس میں پُر امن بقائے باہمی، عدم مداخلت اور انسانیت نوازی کا منشور کارفرما ہو اکثر کہتے ہیں کہ کرنسی اور پاسپورٹ کے نظام نے انسانیت کو پارہ پارہ کر دیا ہے سوالیہ انداز میں پوچھا کرتے ہیں کہ جس معاشرے میں کام کرنے والے کو ''کمیں'' اور بیکار ''راجہ یا چوہدری'' کہلائے اُس کا مستقبل کیا ہوگا انسانی کمزوریوں پر یقین رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اچھا انسان وہ ہے جو اپنی کمزویوں کا تناسب کم کرنے کے لیے کوشاں رہے اپنے مخالفین اور حاسدوں کے خلاف کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے:-

خامیاں میری ڈھونڈنے والے
خوبیوں پر بھی اِک نظر کر لے
چلتا رہتا ہے کیوں اندھیرے میں
روشنی میں بھی کچھ سفر کر لے

پروفیسر ارشد راٹھور (شعبہ نفسیات)
گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

کچھ یادیں کچھ باتیں

فرزندِ کشمیر حضرت علامہ اقبالؒ اور مجددِ کشامرہ مولانا محمد دینؒ فوق کے بعد گلشن کشمیر کا ایک اور طاہرِ خوش نوا جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی بھی ہیں جنہوں نے تاریخ وتحریکِ کشمیر پر دو منظوم کتب ''ستونِ دار'' اور ''لہونگر'' لکھ کر اپنی قوم اور وطن کے ساتھ اپنی والہانہ وابستگی کا ایسا ریکارڈ مرتب کیا ہے جسے ریاست جموں وکشمیر کی مستقبل کی نسلیں احسان مندی کے ساتھ یاد رکھیں گی بقول شاعر۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

زندہ قومیں اپنے مُحسنین کو خراجِ تحسین کے لیے ان کیساتھ اور ان کی یاد میں دن مناتی ہیں۔اس منزل تک پہنچنے کے لئے بڑی لگن کوشش اور کارہائے نمایاں کی ضرورت ہوتی ہے آج کی شام جس شخص کے ساتھ منانے کا اہتمام کیا گیا ہے وہ میرے مہربان دوست شاعر ادیب اور دانشور پروفیسر محمد رفیق بھٹی ہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب سے میری شناسائی 1975ء سے ہے جب میں گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی میں بحیثیت لیکچرار تعینات ہوا یہ دور اس کالج کی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کے عروج کا دور تھا کالج میں تمام مضامین کی بزمیں قائم تھیں اور اس کے علاوہ ایجوکیٹرز کلب اور پاک کشمیر نیشنل سنٹر کے نام سے ایک ادارہ کام کررہا تھا آئے دن مباحثے، مذاکرے اور مشاعرے ہوتے تھے قومی اہمیت کی تقریبات باقاعدگی سے ہوتی

Marfat.com

تھیں یہی نہیں سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتے تھے ان تمام سرگرمیوں میں جاندار اور زوردار آواز پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی ہی تھی جو کم وبیش تمام تقریبات میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے اور اگر کسی شخصیت کی آمد پر کوئی خصوصی علمی وادبی مجلس ہوتی تو اس کے لیے بھی رفیق بھٹی صاحب پیش پیش ہوتے، مضامین پڑھتے یا نظم وغزل کے ذریعے بزم آرائی کرتے تھے مجھے یاد ہے جب کالج کے پرنسپل جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر کی سرپرستی اور رہنمائی میں سال اقبالؒ منانے کا فیصلہ ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری محمد رفیق بھٹی کے سر ڈالی گئی، گو ہم سارے اس کام میں شریک تھے لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس پروگرام کی تشکیل وتکمیل میں موثر اور نمایاں کردار بھٹی صاحب ہی کا تھا پورا سال تقریبات کا عمل جاری رہا جس کے صلے میں حکومت نے ڈگری کالج کوٹلی کو شاعرِ مشرق فرزندِ کشمیر حضرت علامہ اقبالؒ کے نام سے منسوب کرنے کا حکم جاری کیا اس دور میں جنرل محمد حیات خان آزاد کشمیر کے چیف ایگزیکٹیو تھے وہ جب کالج کے سالانہ فنکشن میں بحیثیت مہمانِ خصوصی تشریف لائے تو انہوں نے سالِ اقبالؒ کی تقریبات منانے پر پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کو حُسنِ کارکردگی پر خصوصی انعام سے نوازا جو ان کا حق تھا۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی معاشیات کے استاد ہیں اپنے مضمون کی تدریس میں انہیں بڑی مہارت اور شہرت حاصل ہے لیکن ان کی اصل شہرت ان کی علمی وادبی سرگرمیاں ہیں جن کے باعث وہ آزاد کشمیر، پاکستان اور بیرون ملک جانے پہچانے جاتے ہیں قدرت نے ان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہوا ہے ایک استاد، شاعر، مقرر، دانشور اور اب مورخ یہ ساری خوبیاں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی ذات میں یکجا ہیں۔

Marfat.com

علامہ اقبالؒ گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی کے عرصہ میں رفیق بھٹی روزنامہ جنگ اور نوائے وقت کے لیے مضمون لکھتے تھے۔قارئین مضامین کو بڑی دلچسپی سے پڑھتے تھے ایک بار خواجہ حمید ممتاز ناظمِ اعلیٰ تعلیمات آزاد حکومت (ریٹائرڈ) کالج کے فنکشن میں تشریف لائے تو انہوں نے سٹاف میں بیٹھے ہوئے رفیق بھٹی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ''اخبار میں آپ کا مضمون پڑھ کر خوشی ہوئی لکھتے رہا کریں اس میں آپ کی بھی عزت ہے اور محکمہ کی بھی'' اسی زمانہ میں خان حمید خان وزیر اعظم آزاد کشمیر کالج کے ایک فنکشن میں تشریف لائے اس فنکشن میں بھٹی صاحب نے اپنا فکر انگیز مضمون ''آزاد کشمیر کی ترقی کے تقاضے'' پڑھا جسے بہت سراہا گیا یہ اس دور کی بات ہے جب پورے آزاد کشمیر کے کالج کے اساتذہ میں بہت کم اساتذہ تحقیق اور تخلیق کا کام کرتے تھے یہ شاید 1976ء یا 1977ء کی بات ہے کہ کالج ہال کوٹلی میں سرکاری ملازمین کا ہفتہ منانے کی مناسبت سے ضلعی انتظامیہ نے ایک تقریب منعقد کی۔اس تقریب میں جب پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے سرکاری ملازمین اور حکومت کے عنوان سے گفتگو کی تو ان کے بعد آنے والے ہر مقرر نے یہی کہا کہ رفیق بھٹی نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا اس سے بہتر بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں مجھے یاد ہے کہ پروفیسر صاحب نے کہا تھا ''سرکاری ملازم وہ پل ہے جس پر سے گذر کر عوام حکومت تک اور حکومت عوام تک پہنچتی ہے۔یہ پل جتنا مضبوط اور پائیدار ہوگا حکومت اتنی ہی موثر اور مستحکم ہوگی'' اس تقریب کو منعقد ہوئے تقریباً 25 سال گذر چکے ہیں لیکن مجھے بھٹی صاحب کی تقریر پر ہال میں حاضرین کے شاندار تاثرات آج تک یاد ہیں۔

کوٹلی شہر کے لوگ بڑے ادب پرور اور علم دوست ہیں ان کا علمی ذوق بھی بڑا بلند ہے کالج میں

Marfat.com

ہونے والے مشاعروں میں مقامی زعماء اور شعراء بھی بڑے ذوق اور شوق سے حصہ لیا کرتے تھے رفیق بھٹی صاحب نے کوٹلی کے اہلِ قلم ،شاعروں اور قلمکاروں میں اپنا مقام پیدا کیا بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ان کی تربیت کی جس کے باعث کوٹلی شہر کو علمی و ادبی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک خاص شہرت ملی۔

پروفیسر محمد اکرم طاہر خود بڑے پائے کے شاعر، ادیب اور مقرر تھے ان کی سرپرستی میں کوٹلی شہر کے خوشگوار ادبی ماحول میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے بڑا نام کمایا 1978ء میں کالج ہال میں بھٹی صاحب کے ساتھ ایک شام منائی گئی جس میں بھٹی صاحب نے اپنی طویل نظم ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' پڑھی یہ نظم تحریکِ آزادی کشمیر کے تناظر میں لکھی گئی تھی اس میں حضرت علامہ اقبالؒ کا رنگ نمایاں تھا جسے سامعین نے اسی جذبہ سے سنا اور دِل کھول کر داد دی جس طرح شاعرِ مشرق کو ان کے عقیدت مند اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں سنا کرتے تھے۔

پرنسپل کالج پروفیسر محمد اکرم طاہر نے اس نظم پر فرمایا تھا کہ حضرت علامہ اقبالؒ کی روح رفیق بھٹی میں حلول کر گئی ہے درحقیقت یہ فیضانِ اقبالؒ ہے پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کوٹلی سے تبدیل ہو کر ڈگری کالج میرپور میں تعینات ہوئے ان کے ساتھ ساتھ میرا تبادلہ بھی میرپور میں ہو گیا ہمیں ایک بار پھر اکٹھے ہونے کا موقع ملا یہاں آ کر ان کا جذبہ مزید بڑھ گیا. موصوف کالج کے طلبہ کی تنظیم کے انچارج بنے اور ساتھ ساتھ بزم معاشیات بھی قائم کی اس سٹیج سے علمی و ادبی پروگرام کیے یہی نہیں آزاد کشمیر کالجز ٹیچرز ایسوسی ایشن (ایکٹا) کے صدر بھی رہے بعد ازیں 1984ء میں بھٹی صاحب کو حکومت نے ترقی یاب کر کے

Marfat.com

پرنسپل انٹر کالج چڑھوئی تعینات کیا اس کالج کے بانی پرنسپل ہونے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہے اس کے بعد انٹر کالج ڈنہ، ڈگری کالج سماہنی اور ڈگری کالج چکسواری کے پرنسپل رہے. آج کل راجہ محمد نجیب گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام گڑھ کے پرنسپل ہیں آپ نے ہر کالج میں اپنی خداداد قابلیت اور شب و روز محنت سے مثالی کام سرانجام دیے ہر کالج میں باقاعدگی سے خبرنامہ شائع کرتے رہے جس کی مقامی زعماء اور اہم شخصیات نے پذیرائی کی۔ ڈگری کالج اسلام گڑھ سے پہلی بار علمی اور ادبی مجلّہ ''نردبان'' شائع کیا یہ یقیناً بہت بڑا کارنامہ ہے جسے پورے آزاد کشمیر، پاکستان اور بیرون ملک اہلِ قلم اور دانشور حضرات نے دِل کھول کر سراہا ہے۔

آج میر پور شہر میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا گیا ہے. جو سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے منتظمین کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے اگر چہ آج کے رفیق بھٹی 25 سال پہلے والے رفیق بھٹی نہیں ہیں آج کے پروفیسر محمد رفیق بھٹی علم و ادب کے میدان میں کئی منزلیں سر کر کے ایک قابلِ قدر اور قابلِ فخر مقام پر کھڑے ہیں آج ان کی چھاتی پر ''ستونِ دار ولہونگر، اور محسنینِ کشمیر'' کے تمغے سجے ہوئے ہیں آج کے رفیق بھٹی، آزاد کشمیر، مقبوضہ کشمیر، پاکستان اور بیرون ملک ایک شاعر، ادیب، دانشور اور ماہرِ تعلیم کے طور پر اپنی شناخت رکھتے ہیں ہمارے لیے یہ حیرت کی بات ہے کہ اس شخص نے اتنے سارے شعبوں میں اتنا سارا کمال کس طرح حاصل کیا ہے. جب میں اس بات پر غور کرتا ہوں تو میرے سامنے دو باتیں کھل کر آ جاتی ہیں اول یہ کہ رفیق بھٹی صاحب کی ذات میں اپنے وطن ریاست جموں و کشمیر کی مٹی سے بے پناہ محبت ہے دوم یہ کہ موصوف حصولِ علم میں

Marfat.com

شہد کی مکھی کی طرح رات دن مصروف رہتے ہیں ان دونوں خوبیوں کی وجہ سے پروفیسر رفیق بھٹی صاحب ہم سے بہت آگے نکل گئے ہیں اور یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وطن کی محبت اور آزادی کیلئے ان کی خدمات کو سراہا جائے، خراج تحسین پیش کیا جائے اور ان کی علمی و ادبی بصیرت سے استفادہ کیا جائے اس طرح کے لوگ معاشرے کی قوتِ متحرکہ اور تہذیب کا کمال ہوتے ہیں اور صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے انسان اور انسانیت کو جُور و جبر اور غلامی کے خلاف صف آرا ہونے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور انسان سر اٹھا کر قصر جبروت کو پارہ پارہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس وقت مقبوضہ کشمیر میں بھارتی تسلط کے خلاف جو تحریکِ مذاحمت چل رہی ہے اس کے پیچھے یقیناً پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی فکر کارفرما ہے وطن کی مٹی سے اپنی نسبت پر افتخار سے لکھتے ہیں:-

خمیرِ خاکِ وطن نے عطا کیا ہے مجھے
ستونِ دار کا عرفان حُرّیت کا شعور
مری نگاہ میں ارضِ کشیر ہے جیسے
جمالِ وادیٔ بطحا جلالِ کوہِ طور

ذیل کا قطعہ ان کی حب الوطنی کا اظہار ہے:

گُل و بُلبُل کے افسانے سنا سکتا ہوں میں لیکن
میرے بُلبُل شکستہ پر میرے گل سربریدہ ہیں
نہیں زیبا مجھے رخسار و زلفِ یار کی باتیں
مری خاکِ وطن کے سارے منظر خوں چکیدہ ہیں

Marfat.com

''ستونِ دار'' پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی وطن سے محبت کا وہ شہکار ہے جسے پڑھ کر ہر محبِ وطن کا جانبازی اور جانفروشی کا جذبہ ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے یہ تاریخِ حُرّیت کشمیر کا ایک ایمان افروز ریکارڈ ہے جس کی نظمیں جہاں ریاست جموں وکشمیر کی محکومی اور غلامی کی وجوہات سے پردہ اٹھاتی ہیں وہاں آزادی حاصل کرنے کی راہ بھی روشن کرتی ہیں۔

''لہونگر'' تحریکِ حُرّیت کا عملی پہلو ہے جس میں نہتے کشمیری قابض بھارتی افواج کے سامنے دلیری اور جانبازی کی لازوال تاریخ رقم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس طرح یہ دونوں منظوم کتب رفیق بھٹی صاحب کی وطن کی مٹی سے والہانہ عقیدت کا فکر انگیز اور ایمان افروز مرقع ہیں سرزمینِ کشمیر پر آج تک کسی بھی شاعر نے حُب الوطنی کے حوالے سے مزاحمتی ادب میں اس قدر اضافہ نہیں کیا میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے اُردو ادب میں کسی بھی شخص نے مزاحمتی ادب میں اتنا زوردار تخلیقی کام نہیں کیا جہاں تک موصوف کی تازہ ترین تصنیف ''مُحسنینِ کشمیر'' حصہ اول کا تعلق ہے تو یہ بھی کشمریات میں ایک خوبصورت اضافہ ہے جس کا نفس مضمون ریاست جموں وکشمیر کی تحریکِ حُرّیت کے اصل کرداروں کی نشاندہی اور انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنا ہے کتاب کے آغاز میں ''حرفِ تمنا'' کے عنوان سے پروفیسر صاحب نے مُحسنینِ کشمیر کے لکھنے کی غرض وغایت بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں بیان کردی ہے۔

آزاد کشمیر کے نامور شاعر پروفیسر نذیر انجم نے مُحسنینِ کشمیر کے بارے میں جو مختصر تبصرہ کیا ہے وہ بڑا جاندار اور عالمانہ ہے اور کتاب کے مندرجات کے بارے میں حرف بہ حرف صحیح ہے۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی علاقائی ادب پر بھی بڑی دسترس ہے موصوف

Marfat.com

پنجابی، گوجری اور پہاڑی زبان میں شاعری کرتے ہیں اور تحقیقی و تخلیقی مضامین لکھتے ہیں ان کا پنجابی کلام پڑھا جائے تو لگتا ہے کہ لاہور یا جھنگ کے قدیم باشندے ہیں گوجری منظومات کو دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ قدیم گجراتی ہیں اور اگر پہاڑی رنگ دیکھیں تو ہمالیہ کی جنوبی ترائیوں میں بولی جانے والی زبانوں کا سلسلہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے قدرت اس شخص پر کس قدر مہربان ہے!

میں پروفیسر رفیق بھٹی صاحب کے فن اور شخصیت کا احاطہ کرنے سے قاصر ہوں ان کے کس کس رنگ کی بات کروں حمد لکھتے ہیں تو ایمان تازہ کرتے ہیں نعت کہتے ہیں تو روح رقص کرنے لگتی ہے غزل لکھتے ہیں تو دِل بہل جاتا ہے اور نظم لکھتے ہیں تو دریا بہا دیتے ہیں یہ مبالغہ نہیں ہے اگر کسی صاحب کو اس بارے میں شک ہو تو گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام گڑھ سے شائع ہونے والے مجلّہ ''نردبان'' کی ایک جھلک دیکھ لے ان ساری خوبیوں کے باوجود پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب بڑی سیدھی سادی طبیعت کے مالک ہیں ہنس مکھ اور حُسنِ اخلاق سے پیش آنے والے شفیق انسان ہیں ان کے بارے میں اسد اللہ خان غالبؔ کا یہ شعر موزوں لگتا ہے۔

پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

میں اپنے ساتھی دوست اور پرنسپل پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں کیا خراجِ تحسین پیش کروں یہ فرزندِ کشمیر حضرت علامہ اقبالؒ اور مجددِ کشامرہ مولانا محمد دینؒ فوق کے حقیقی جانشین ہیں۔

Marfat.com

''ستونِ دار'' پڑھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ چنار کے پتوں میں سرخ رنگ رفیق بھٹی کا خونِ جگر ہے اور ''لہونگر'' کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ پوری وادی کشمیر کے شہیدوں کے خون میں لت پت ہے ہر شعر ایک تلوار اور ہر نظم میدان کارزار ہے اچھی شاعری اللہ کی دین ہے الہام ہے اور وطن کی شاعری تو جزو ایمان ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کے لیے یہ دونوں باتیں راس آتی ہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کی ہمت اور جذبات کمزور پڑنے لگتے ہیں لیکن موصوف پر وقت غالب نہیں آیا ان کے جذبے روز افزوں ہیں موصوف ہر صبحِ تازہ جلوت کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید اور ہر شبِ خلوت کو محبت سے الوداع کہتے ہیں ان کا قلم ہے کہ ہر روز نئے معرکے سر کرتا ہے میری دُعا ہے کہ موصوف ان گنت سالوں تک اپنے قلم سے آزادی کے نغمے اور وفا کے گیت لکھتے رہیں اور اپنی زندگی میں اپنے وطنِ کشمیر کی آزادی کی سحر طلوع ہوتے دیکھیں آئندہ کی ایک شام حضرت بل اور جھیل ڈل کے کنارے منائیں ان کے ایک قطعہ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

نادیدہ واقعات کو دیدہ نہ لکھ سکا
جو کم نہاد ہیں انہیں چیدہ نہ لکھ سکا
نغمے وطن کے گیت وفا کے لکھے تو ہیں
لیکن کبھی کسی کا قصیدہ نہ لکھ سکا

پروفیسر محمد حنیف خان
صدر شعبہ علوم اسلامیہ
راجہ محمد نجیب گورنمنٹ ڈگری کالج
اسلام گڑھ ضلع میر پور آزاد کشمیر

29 اکتوبر 2001ء

Marfat.com

کشمیر کا قومی شاعر

قوموں کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت دو طرح کے محافظ کرتے ہیں ایک وہ جو مسلح ہو کر ملک کی سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہیں دوسرے وہ جو ادب، شاعری، تعلیم اور روحانی سرحدوں کی اس طرح حفاظت کرتے ہیں کہ پوری قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند پختہ ایمان اتحاد اور یگانگت کا ایسا مظاہرہ کرتی ہے کہ دشمن کو اس قوم کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہیں ہوتی قوم کے ایسے محافظوں اور معماروں کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کرتی۔

برصغیر کی انگریزوں کے ہاتھوں غیر منصفانہ تقسیم کے نتیجے میں جہاں بھارت اور پاکستان دو ریاستوں نے جنم لیا وہاں ریاست جموں و کشمیر کی ایک کروڑ سے بھی زائد مسلم آبادی کو تاریکی کے گڑھے میں ایسا دھکیلا گیا کہ 54 سال گزرنے کے باوجود یہ ریاست بین الاقوامی منصفوں کے سامنے آزادی کے حصول کے لیے سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے۔

تحریکِ حُریّت کشمیر میں ہزاروں انسانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ بوڑھوں، بچوں اور معذوروں کے ساتھ ظلم ہوا عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور بربریّت کے پہاڑ ڈھائے گئے مگر اہلِ قلم حضرات نے نظریاتی اور فکری اعتبار سے وہ خدمات سرانجام دیں کہ اب اس تحریک کو آزادی کے حصول سے دُنیا کی کوئی بھی طاقت روکنے کا تصور بھی نہیں کر سکے گی۔

سرزمینِ کشمیر کے ان اہلِ قلم حضرات میں ایک نام پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا بھی ہے یہ وہ فرزندِ کشمیر ہے کہ جس نے اپنی آنکھوں سے اپنا گھر اجڑتے دیکھا جس نے آنکھ تو اپنی

Marfat.com

سرزمین میں کھولی لیکن بھارتی سامراج نے اسے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا کفر کا ظلم اور زیادتیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو مقبوضہ کشمیر میں اپنے گھر بار اور تعلیم کو خیر آباد کہتے ہوئے اس پار آزاد کشمیر کی سرزمین میں پناہ لی لیکن وطن کی تڑپ نے رفیق بھٹی کو یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بینک کی سروس جوائن کی چونکہ مزاج میں اللہ تعالیٰ نے علم کی شمع روشن کی ہوئی تھی جسے وہ آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے کے آرزومند تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بینک کی نوکری کو خیر آباد کہتے ہوئے محکمہ تعلیم میں بحیثیت ایک استاد کے اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔

راقم نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ اپنی سروس کے آٹھ قیمتی سال گزارے ہیں اور اس عرصہ میں میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے موصوف جرأت واستقلال کے پیکر محنت سے محبت کرنے والے اور اپنے وطنِ عزیز کی آزادی کی تڑپ رکھنے والے ادیب، شاعر، دانشور اور ماہرِ تعلیم ہیں جن کا شمار سرزمینِ کشمیر کے ان لائق فرزندوں میں شمار ہوتا ہے جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے بحیثیت پرنسپل آزاد کشمیر کے جن کالجز میں اپنے فرائض سرانجام دیئے وہاں علمی وادبی اور ہم نصابی سرگرمیوں کا انعقاد باقاعدگی سے ہوتا رہا بحیثیت پرنسپل اپنے ادارے سے سہ ماہی اور کالج میگزین کی اشاعت کو بھی باقاعدگی سے شائع کرواتے رہے ہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی منظوم کتب ''ستونِ دار'' اور ''لہونگر'' میں آزادئ کشمیر کی پکار کے ساتھ ساتھ شہداء کے خون کے موتی کہکشاں کی مانند فروزاں کیے ہوئے ہیں بھارت کے جابرانہ

Marfat.com

اور ناجائز تسلط، ریاستی دہشت گردی، وحشیانہ طرزِ عمل اور انسانی حقوق کی پامالی کو خوبصورت انداز میں اجاگر کیا ہے اور مجاہدینِ وطن کو ایک جوش ولولے اور عزم سے روشناس کرایا ہے۔

محمد رفیق بھٹی کی علمی، ادبی اور نجی زندگی میں لفظ ''پنجال'' کا ذکر بار بار آتا ہے پیر پنجال جموں و کشمیر کے درمیان ایک ایسے پہاڑی سلسلہ کا نام ہے جس پر زیادہ تر برف پڑی رہتی ہے اور جو صوبہ جموں کو کشمیر سے علیحدہ کرتا ہے جس کے دامن میں رفیق بھٹی کا بچپن گزرا اور جس کی یاد آج بھی موصوف کو بے چین کیے ہوئے ہے رفیق بھٹی اپنی نظم ''گرم لہو کا الہام'' میں کہتے ہیں۔

وہ دیکھو پنجال کے اوپر بادل ہے آزادی کا
مظلوموں کی خوش بختی کا ظالم کی بربادی کا
بچہ بچہ جاگ رہا ہے اب کشمیر کی وادی کا

اور چناروں کا گیت گاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وہ دیکھو پنجال کے پیچھے جنگل اور میدانوں میں
نگری نگری پربت پربت کھیتوں اور کھلیانوں میں
قریہ قریہ بستی بستی شہروں اور ویرانوں میں
قدم قدم پر پہرہ ہے دشمن کے پہرے داروں کا

ابھی حال ہی میں رفیق بھٹی کی نئی تصنیف ''مُحسنینِ کشمیر'' کا حصہ اول منظرِ عام پر آیا ہے مُحسنینِ کشمیر میں موصوف نے جن شخصیات کا تذکرہ کیا اور انکی خدمات کو قلمبند کیا ہے یہ جذبۂ وطنیت اور اپنی دھرتی کے سورماؤں سے عشق کی منہ بولتی تصویر ہے۔

Marfat.com

پروفیسر موصوف کوایک ہی موضوع کے مختلف پہلوؤں کو با مقصد طریقہ سے بیان کرنے کا ملکہ حاصل ہے۔ تاریخ کشمیر پر یوں تو کئی دردمند دِل رکھنے والوں نے کچھ نہ کچھ حصہ ڈالا ہے لیکن ادبی محاذ پر جس محبت اور جرأت مندانہ تدبر سے محمد رفیق بھٹی نے لکھا ہے وہ ان کی خداداد صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے دُعا ہے کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

آخر میں ''ستونِ دار'' سے ایک قطعے کا حوالہ دے کر بات ختم کرتا ہوں:

یہ نعرہ ہے مستانوں کا ، آزادی کے پروانوں کا
جان بازوں کا دیوانوں کا ، اعلان کرو وادی وادی
ہم چھین کے لیں گے آزادی
ہم چھین کے لیں گے آزادی

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے قلم نے تحریکِ آزادیٔ کشمیر کو جو توانائی بخشی ہے وہ توپوں، بموں اور میزائلوں سے کئی گنا زیادہ طاقتور ہے انہوں نے حرفوں اور لفظوں کو آتشیں اسلحہ کی شکل دے کر قابض افواج کی پسپائی کا ناقابلِ شکست سامان پیدا کر دیا ہے مستقبل کے تبصرہ نگار اور تجزیہ کار حبُ الوطنی کی مناسبت سے رفیق بھٹی کی منظوم اور منثور تحریروں کو مزاحمتی ادب کا شاہکار قرار دیں گے جب سرحدوں پر بے مقصد مذاکرات کے لیے توپیں خاموش ہوں گی جب میدانِ جنگ نام نہاد عالمی امن کے نام پر مصلحتاً ٹھنڈا کیا جائے گا اور جب عالمی حقوق کے خود ساختہ دعویدار استعماری حربوں سے کشمیریوں کو محکوم رکھنے کی کوشش کریں گے تو رفیق بھٹی کی تحریریں کشمیریوں کے خونِ جگر کو گرم، عزمِ آزادی کو زندہ اور جذبۂ شہادت کو پائندہ رکھیں گی مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ علمی و ادبی محاذ پر رفیق بھٹی ایک فرد نہیں ایک تحریک کا درجہ رکھتے ہیں انہیں کشمیر کا قومی شاعر کہا جائے تو بجا ہوگا۔

پروفیسر کبیر احمد مرزا (شعبہ سیاسیات)
گورنمنٹ کالج میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

لہو کا خراج

سلسلہ کوہ پیر پنجال کے خوبصورت دامن میں، دریائے مناورتوی کے کنارے مردم خیز خطہ راجوری کا تاریخی شہر آباد ہے۔ اس دفاعی حیثیت کے حامل علاقے سے مشہور مغل شاہراہ گزرتی ہے۔اس شاہراہ پر کل دس دفاعی حصار کے طور پر سرائے بنی ہیں دو بھمبر میں، چھ راجوری میں اور دو پیر پنجال کے اس پار ہیں راجوری سے شمال کی طرف تقریباً چار میل کے فاصلے پر درہالی ندی کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں نین سُکھ ہے اسی گاؤں سے آگے ساج کا بڑا گاؤں ہے اسے خطۂ راجوری کا دِل کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا یوں تو راجوری کی سرزمین بہت سی بے قرار روحوں کی جنم بھومی ہے لیکن ایک بے قرار روح ساج کے خمیر کی مردم خیز مٹی نے ہمیں محمد رفیق بھٹی کے روپ میں عطا کی ہے انہیں شاعری ورثے میں ملی ہے والد بزرگوار الحاج نواب الدین ؒ بھٹی پنجابی زبان کے اچھے شاعر تھے پروفیسر محمد رفیق بھٹی اپنے گھر سے علمی ذوق لے کر سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں تک پہنچے۔طالب علمی کے زمانے میں ان کی بے قرار روح 1965ء کی مسلح جہادِ آزادی کی تحریک سے وابستہ رہی اُردو، پہاڑی، پنجابی اور گوجری زبانوں کی نظم و نثر کے لیے طبع موزوں پائی تھی لہذا خوب سے خوب تر اشعار اور نثر پاروں کی تخلیق کرنے لگے۔

بھٹی برادری میں بہت سے افراد قابلِ ستائش ہوئے ہیں اور ہونگے لیکن مجھے چار بھٹی اچھے لگے۔ایک تو فخرِ پنجاب دُلا بھٹی جس نے مغل شہنشاہ اکبر اعظم کی سامراجی طاقت سے ٹکر لی اور پنجاب کی حمیّت کی پگ کا شملہ ہمیشہ کے لئے اونچا کر کے پنجابیوں کا مان رکھ لیا دوسرا نام

Marfat.com

1948ء میں سورن کوٹ باڑی منگ میں بھارتی فوج سے لڑکر شہید ہونے والے مولوی لال بھٹی کا ہے تیسرا نام قابلِ صد افتخار میجر عزیز بھٹی کا ہے جس نے ملتِ اسلامیہ کی اُمیدوں کے مرکز پاکستان کے لیے اپنی جانِ عزیز کا نذرانہ پیش کر کے سب سے بڑا فوجی اعزاز نشانِ حیدر خداداد بہادری کے صلے میں حاصل کیا چوتھے بھٹی پروفیسر محمد رفیق بھٹی ہیں جو بندوق ہاتھوں سے تھامے 1965ء کی تحریک آزادی میں شامل رہے میں ان کی جہادی سرگرمیوں کا عینی گواہ ہوں میں راجوری کی عبوری حکومت کے ایڈمنسٹریٹر کے طور پر ان کی قربانیوں کا معترف ہوں یہ چاروں عظیم بھٹی سپوت تلواروں، بندوقوں اور توپوں کے مقابل آئے تین بھٹی برادران نے نقد جان اور گرم گرم لہو کے نذرانے دے کر اپنے نام تاریخ کے صفحات پر لہو خراج کے عوض زندہ جاوید بنا دیئے اور چوتھے پروفیسر محمد رفیق بھٹی ''ستونِ دار'' سے ''لہونگر'' تک اپنے احساسات اور تخیّلات کو خوبصورت ولولہ انگیز جاندار اشعار میں اپنے ملک اور قوم کو ''لہو کا خراج'' پیش کر رہے ہیں ''ستونِ دار'' ان کی عمدہ شاعری کا نقشِ اول ہے اس زندہ شاعری کی کتاب کا انتساب، شہدائے جموں، دخترانِ جموں و کشمیر اور حُریّت پسند کشمیریوں کے نام ہے بھٹی صاحب کی شاعری جموں و کشمیر کے مردانِ حُر کی داستان خونچکاں ہے۔ ''ستونِ دار'' میں خوبصورت اور خیال انگیز ترانے تخلیق کئے گئے ہیں ان کی شاعری مولانا حالیؒ، میاں محمد بخشؒ، اکبر الہ آبادی، علامہ اقبالؒ اور ظفر علی خان کے سچے اور سُچے خیالات سے ہم آہنگ نظر آتی ہے اس میں جوش، سچ اور کھراپن بھی ہے۔ ولولہ انگیز نغمے اور روح پرور ترانے بھی ہیں پروفیسر محمد رفیق بھٹی مایوسی سے شدید نفرت کرتے ہیں ان کی بے قرار روح، ستونِ دار پر بھی متحرک نظر آتی ہے اپنی نظم ''سرگزشتِ کشمیر'' میں انہوں نے

Marfat.com

بجاطور پراعتراف کیا ہے۔

گردشِ وقت کی تابندہ نشانی ہوں میں
اہلِ کشمیر کی مشہور کہانی ہوں میں

ان کی شاعری کا ہر مصرعہ، ہر بند، ہر قطعہ، ہر دُعا اور ہر نظم یا ترانہ ہم سے بھرپور تبصرے کا متقاضی ہے ''ستونِ دار'' کی شاعری پر مفصل نظر ڈال کراور ''لہونگر'' کے سیر حاصل مطالعہ کے بعد تبصرے یا مقالے کے لئے عنوان تلاش کرتے کرتے میں خود تبصرہ ہوگیا جب بات نہ بنی تو میں نے پروفیسر بھٹی کے ایک شعر سے عنوان ''لہو کا خراج'' مستعار لے لیا ہم دونوں ایک ہی کرب سے گزر رہے ہیں اور ہر آئے دن گزر رہے ہیں ''ستونِ دار'' کی ہیجان انگیز نظمیں منشورِ آزادی، اعلانِ آزادی، ہم چھین کے لیں گے آزادی، ملی ترانہ، جاگ اٹھا کشمیر، خونِ دِل کی روشنائی سے تحریر کی ہوئی وہ زندہ جاوید تحریریں ہیں جن سے جہادِ آزادی کے جذبوں کو جلا ملتی ہے میں یہ اعتراف کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ان کی شاعری میں یاس و نا اُمیدی کہیں نظر نہیں آتی نظم ''صبحِ آزادی'' میں بلند جذبوں کا یوں اظہار ہے۔

افق سے صبحِ آزادی درخشاں ہونے والی ہے
مرے کشمیر کی وادی زرافشاں ہونے والی ہے
کھلے گا پھول بن کر اب لہو اپنے شہیدوں کا
ستونِ دار کی محفل گلستاں ہونے والی ہے
وطن کی سرزمین کا ذرہ ذرہ جگمگائے گا
لہو آثار یہ مٹی چراغاں ہونے والی ہے

Marfat.com

محمد رفیق بھٹی جب اپنے خوبصورت ترانے کی سر تال چھیڑتے ہیں تو سوا کروڑ اہلِ وطن ان کے ہم کلام ہو کر مضراب بن جاتے ہیں۔

یہ ترا کشمیر ہے یہ مرا کشمیر ہے
اس کے پاؤں میں پڑی غلامی کی زنجیر ہے

ایک خوبصورت قطعے میں وہ اپنی کشمیر کی سرزمین کو چمن سے تعبیر کرتے ہوئے اہلِ وطن کو حُسنِ تغیر کا اعتبار یوں دلاتے ہیں۔

چمن کے حُسنِ تغیر کا اعتبار کرو
سحر قریب ہے تھوڑا سا انتظار کرو
بہار رکتی نہیں ہے خزاں کی آندھی سے
سروں کے پھول نثارِ ستونِ دار کرو

محمد رفیق بھٹی نے علامہ اقبالؒ کی تقلید کرتے ہوئے شکوہ و جواب شکوہ نظم میں بہت سی حقیقتیں عیاں کی ہیں رِندانہ انداز تخاطب بھی ہے اور قوم فروشوں پر طنز بھی ہے کہتے ہیں۔

حرفِ آزادی کے معنی سے نہیں ہو آشنا
تم نے سیکھی ہی نہیں اپنے شہیدوں سے وفا

نظم ''اے وادیٔ لولاب'' سے مخاطب ہوتے ہوئے بھی ستونِ دار کے خالق نے غلامی کے مہ و سال کو پُر درد لہجے میں زبوں حالی، دامنِ زنداں میں تہِ جال کے پرسوز انداز میں پیش کرتے ہوئے یہ درس دیا ہے۔

Marfat.com

ہوتا ہے چمن خونِ رگِ جان سے شاداب
اے وادیٔ لولاب

ستونِ دار کے تبصرہ نگاروں میں پروفیسر محمد اکرم طاہر کا فکر انگیز مقالہ ''مٹی کی خوشبو'' بڑی خاصے کی تحریر ہے پروفیسر بھٹی صاحب نے قومی شاعری کے دو مجموعوں کا اہلِ وطن کے لیے جو عطیہ دیا ہے وہ سدا بہار امر ہوتا چلا جائے گا۔ ستونِ دار پر مصلوب ہونے کے بعد ''لہونگر'' کی طرف آ کر محوِ حیرت ہوں کہ کیا کہوں، ''لہونگر'' کے مطالعے کے لیے ہیرے کا جگر چاہیئے۔ جو صرف اس لہو رنگ شاعری کے اس خوبصورت پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے مجھے کہنے دیجئے کہ بھٹی صاحب جموں و کشمیر کے قومی شاعر ہیں۔

پنجال ہاؤس کے مکین نے ''لہونگر'' میں جو لہولہو شاعری کی ہے اسے ہم دونوں کے ایک مشترکہ دوست شیخ مشتاق شادؔ مرحوم نے ''لہونگر میں ایک سفر'' قرار دیا ہے اس مقالے کے بعد ''لہونگر'' کے متعلق کچھ کہنا تجاہل عارفانہ کے زمرے میں آتا ہے مگر سید شاہد رہؒ کی سرزمین راجوری کے ایک قابل صد افتخار سپوت کی لہولہو شاعری کو خراجِ تحسین پیش نہ کروں تو بخل کی زد میں آ جاؤں گا۔

''لہونگر'' کے خالق نے اپنی کتب کو بھی قدیم صوفی شعراء کرام کی روائت کو برقرار رکھتے ہوئے ترتیب دیا ہے اس خوش گو، قادرالکلام، صاحبِ طرز شاعر نے حمد، نعت، دُعاؤں اور مناقبت سے صوفیاء کی خوش آئند رسم کو آگے بڑھایا ہے حمد میں فریاد کناں ہیں۔

لہو نگر کے چمن کی پکار بھی سن لے
ہر ایک شاخ بریدہ ہر ایک برگ فغاں

Marfat.com

نعت میں ایک خوبصورت عقیدتِ رِندانہ کا انداز ہے۔

نام محمدؐ لینے والے اللہ اکبر کہنے والے
مُوئے مُقدس چُومتے والے
لہو نگر میں نوحہ کناں ہیں
رحمتِ عالم آپ کہاں ہیں

شآدؔ مرحوم کی سیر حاصل تحریر ''لہونگر'' میں ایک سفر کے بعد صاحب کتاب نے اپنے فنِ تحریر کے جادو جگاتے ہوئے ''لہو کی خوشبو'' کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے وہ ایک خوبصورت انداز بیاں لیے ہوئے ہیں ایک پُر درد اثر انگیز نظم میں محمد رفیق بھٹی کہتے ہیں۔

نوحہ لکھوں کہ مرثیہ تحریر کیا کروں
شعلوں کی زد میں ہے میرا کشمیر کیا کروں

صاحبِ کتاب ''لہونگر کا شباب دیکھو'' والی نظم میں الفاظ کا جادو یوں جگاتے ہیں۔

سرینگر اب لہو نگر ہے، لہو نگر کا شباب دیکھو
لہو میں لتھڑے ہوئے مناظر سروں کے کُچلے گلاب دیکھو

آثارِ شریف حضرت بل، درگاہ معلّٰی چرار شریف، پکھر پورہ، درگاہ زین رشی اور حضرت مخدوم حمزہؒ کے مزارات کی توہین کے تصور سے اس درد آشنا شاعر کا قلب و جگر فگار ہوتا ہے تو وہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی سورماؤں کے رقصِ ابلیس پر بھرپور طنز کرتا ہوا مردانِ حُر کے حوصلے یوں بڑھاتا ہے نظم ''گرم لہو کا الہام'' اسی وارداتِ قلبی کی ترجمان ہے۔

لہونگر سے گرم لہو کی خوشبو کا الہام سنو

Marfat.com

خون کے بدلے آزادی کا ملتا ہے انعام سنو
اے کشمیر کے رہنے والو میرا یہ پیغام سنو
گرم لہو سے صدیوں کی یہ برف پگھلنے والی ہے
آزادی کی نعمت اب کشمیر کو ملنے والی ہے

''لہونگر'' کی شاعری پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے پنجال ہاؤس خالق آباد کی چھت پر بیٹھ کر تخلیق کی ہے سلسلہ کوہ پیر پنجال کی وادیاں سامنے ہوتی ہیں شاعر اپنے تخیّل میں مجاہدین کے جذبوں کی ترجمانی کرتا ہوا پکار اٹھتا ہے۔

وہی دُنیا کے مالک ہیں وہی جنت کے وارث ہیں
وطن کی آبرو پر خون جو اپنا بہاتے ہیں

خاکِ وطن کے تقدس اور آزادی کے لئے قربان ہونے والے سرفروش مجاہد لہونگر کے خالق کے آئیڈیل ہیں وہ ان ہی اہلِ وفا کی صفوں میں شامل ہو کر اپنی نظم ''میں جنت کا وارث ہوں'' میں کہتے ہیں۔

اس سر کے لئے کوئی فضیلت نہیں ہوتی
جو زینتِ زنداں یا سرِ دار نہیں ہے

اَسی ہزار کشمیری شہیدوں کا مقدس خون صاحبِ ''لہونگر'' کی شاعری کا منبع و مرکز ہے وہ سن پنسیٹھ میں خود اس آگ اور خون کے طوفانوں سے گزرے ہیں انہیں وہ صبر آزما لمحات یاد ہیں کہتے ہیں۔

اِک خون کا دریا ہے یہ آزادی کی منزل

Marfat.com

دشوار ہے ، پُرخار ہے ، ہموار نہیں ہے
میں جنتِ کشمیر کے لکھتا ہوں ترانے
کچھ اور مری خوبیٔ گُفتار نہیں ہے

پروفیسر بھٹی ایک نظم ''ماخوذ از رُوداد قفس'' میں بھارتی دیو استبداد کی چیر دستیوں کا نقشہ الفاظ میں پیش کرتے ہوئے وطن فروشوں پر طنز کا تازیانہ عبرت یوں واء کرتے ہیں۔

تیرے مزاج کو مطلوب ہے برہمن راج
نہ مانگ اس طرح کشمیر سے لہو کا خراج

خالقِ ''لہونگر'' کی شاعری ہماری سرزمین کی مزاحمتی شاعری اور ادب کا وہ حسین امتزاج ہے جس میں ادبی معیار کی بلندی ہمالیائی اُفق سے بھی بلند و بالا ہے ''ستونِ دار'' اور ''لہو نگر'' کی نظمیں ادبی اعتبار سے سدا بہار امر رہنے والے شاہکار ہیں ان میں نعرے بازی اور لفاظی کا شائبہ تک نہیں ملتا بڑی احتیاط کے ساتھ نعرے بازی سے گریز کیا گیا ہے وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

فسانہ لہو کا بیاں کر دیا ہے
ہر اِک قطرۂ خوں زباں کر دیا ہے

''لہونگر'' کے خالق نے اپنی قلبی کیفیات کو خوبصورت پیرائے میں ایک نظم ''لہونگر'' میں اُجاگر کیا ہے بلاشبہ یہ متاثر کن نظم ''لہونگر'' کے باسیوں کی ترجمان ہے اس نظم میں لہو کا لفظ بیاسی دفعہ دہرایا گیا ہے اور ہر مصرع متنوع انداز میں صاحبِ کتاب کے دِل و دماغ پر القاء پذیر ہوا ہے مضمون کی طوالت کا خوف دامن گیر ہے ورنہ پوری نظم رقم کر دیتا مختصراً چند مصرعے

Marfat.com

ملاحظہ ہوں۔

لہو کی مشعل جلائے رکھنا
لہو کی منزل ملے نہ جب تک
لہو کی محفل سجائے رکھنا
لہو کا اعجاز ہے کہ اب تو
وطن کی مٹی کا ذرہ ذرہ لہو اثر ہے
یقین کر لو لہو کی منزل قریب تر ہے

پروفیسر بھٹی صاحب حسینیت سے عقیدت کا اپنی شاعری میں بھرپور اظہار کرتے ہیں وہ کربلا سے مناسبت کو اپنی شاعری کی معراج تصور کرتے ہیں ان کے ہاں اپنے اسلاف کی عظیم قربانیوں کے حوالے جا بجا ملتے ہیں ''لہونگر'' کی ایک نظم ''حبہ کدل ہے کہ کربلا ہے'' میں اس خوبصورت اظہار کا بے ساختہ انداز دیکھئے۔

یہی لہو لالہ بن کے پھوٹے گا سر زمین سے
یہ لہو بزمِ حریت کو سرور دے گا
اسی لہو سے مرا وطن سرفراز ہو گا
اسی لہو پر ہماری نسلوں کو ناز ہوگا
لہو میں اپنے نہا کے اب وہ
مزارِ شہداء میں جا رہا ہے
بجھا کے ظلمت کدوں کی آتش

Marfat.com

لہو کی مشعل جلا رہا ہے

''لہونگر'' کے حساس دِل شاعر نے اپنے تخیّل میں اپنی سرزمین پر چانکیائی برہمنوں کی اُفتاد کا پردہ چاک کردیا ہے کریک ڈاؤن اپنی چشمِ تصور سے دیکھتا ہے تو اس کا دردآشنا دِل پکار اٹھتا ہے۔

ہر ایک رستہ، ہر ایک منزل ،دھواں دھواں ہے
جلی کٹی سربریدہ لاشیں، لہو فِشاں ہیں

ہر گھر دھواں دھواں دیکھ کر ''لہونگر کا خالق فتح مبین کی بشارت دیتے ہوئے کہتا ہے۔

اپنے لہو کی مہندی اب رنگ لا رہی ہے
زنجیر ٹوٹنے کی آواز آرہی ہے

پروفیسر محمد رفیق تاریخ پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں ''محُسنینِ کشمیر'' ان کی نئی کتاب کی پہلی جِلد آئی ہے اس میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ ،حضرت میاں محمد بخشؒ، جانثارِ کشمیر رابرٹ تھارپ، حضرت علامہ اقبالؒ ،مجددِ کشامرہ محمد الدین فوقؒ اور پنڈت پریم ناتھ بزاز کے حالاتِ زندگی ہیں۔ یہ تاریخی شخصیات کا سلسلہ بھٹی صاحب آگے بڑھائیں گے میں نے واضح کیا تھا نا راجوری کے اس سیف الملوک کی بے قرار روح اپنی علمی وادبی، سماجی وثقافتی سرگرمیاں بڑھائے رکھی گی چھتیس برسوں سے گوجری ادبی سنگت کے صدر ہیں اور سرور رانا سیکرٹری ہیں اب عالمی پہاڑی ادبی سنگت سے بھی سانجھ قائم ہے میر پور کے ادیبوں اور شاعروں کی اس پروقار تقریب کی وساطت سے میں اپیل کرتا ہوں کہ موصوف پہاڑی اور گوجری شاعری کا ایک مجموعہ بھی لے آئیں تا کہ بے قرار روح کو قرار آجائے اور میر پور کے

Marfat.com

دانشور اس شعری مجموعے کی رونمائی کا اہتمام کر سکیں پروفیسر محمد رفیق بھٹی ان تھک شخصیت ہیں چکسواری کالج کے مجلّے ''میزان'' کے دو شمارے شائع کئے ان میں اہم ادبی مواد کو محفوظ کر دیا گیا ہے اب وہ اسلام گڑھ ڈگری کالج کے پرنسپل ہیں اور پہلی بار کالج کا خوبصورت مجلّہ ''زبان'' کے نام سے سامنے آیا ہے جس میں قومی زبان اُردو کے ساتھ ساتھ پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبانوں کو بھرپور نمائندگی دی گئی ہے محترم بھٹی صاحب ان علمی ادبی کاوشوں کے لئے ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔

بابائے گوجری

رانا فضل حسین تمغہ پاکستان

پریس کلب میر پور

29 اکتوبر 2001ء

Marfat.com

چلتی پھرتی آرٹ گیلری

بعض اوقات انسان کو کچھ ایسے اچانک اور غیر متوقع سوالات کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے جن کا عام حالات میں کبھی خیال نہیں کیا جا سکتا اور ضروری نہیں کہ یہ سوال کوئی دوسرا شخص کرے انسان خود بھی کبھی کبھی کوئی اس طرح کا سوال اپنی ذات سے کرتا ہے پچھلے دنوں کچھ اسی قسم کی صورت حال کا سامنا مجھے ہوا جب سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور آزاد کشمیر نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ ایک شام منانے کا پروگرام ترتیب دیا اور مجھے بھی وہاں اظہار خیال کی دعوت دی سب سے پہلی بات جو مجھے خیال میں گذری یہ تھی کہ میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کو کب سے جانتا ہوں ۔آخر مجھے علم ہوا کہ یہ تعارف تو مجھے وراثت میں اپنے خاندان سے ملا ہے .جی ہاں جس طرح انسان کو ورثہ میں خاندان کی بہت ساری چیزیں منتقل ہوتی ہیں اسی طرح انسانی معاشرے میں تعلق بھی وراثت میں منتقل ہوتا ہے اور میرے لیے اسکی زندہ مثال پروفیسر محمد رفیق بھٹی ہیں جب موصوف کا ذکر آتا ہے تو میرے ذہن میں ان کی مثال ایک آرٹ گیلری کی مانند ہے موصوف ایک چلتی پھرتی آرٹ گیلری ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی فیاضی و مہربانی نظر آتی ہے۔پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کا ذکر آتے ہی میرے ذہن میں ''سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز'' والی بات آتی ہے موصوف کی زندگی اس مصرعے کی تفسیر ہے اپنی پیدائش ابتدائی تعلیم اور ہجرت سے لے کر پیشہ ورانہ زندگی سب میں وہ مسلسل سفر میں نظر آتے ہیں عزمِ سفر ابھی تک جواں ہے انکے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی۔

Marfat.com

علم وسخن میں سرزمینِ کشمیر کو جو امتیاز حاصل رہا ہے اور ان شاٗ اللہ تا قیامت رہے گا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں برصغیر پاک و ہند میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں خدمات سر انجام دینے والی شخصیات میں سے اکثریت کا تعلق سرزمین کشمیر سے ہی رہا ہے پروفیسر محمد رفیق بھٹی بھی اسی قافلے کے ایک فرد ہیں

علم وسخن میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کو یہ اعزاز اپنے والد بزرگوار الحاج نواب دینؒ سے ورثہ میں منتقل ہوا ہے جو بذات خود ایک بلند پایہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل شخصیت تھے قارئین کی دلچسپی کے لیے موقع کی مناسبت سے ان کی مثنوی ''عشق نہ پچھے ذاتاں'' جو زیرِ طبع ہے سے چند اشعار پیش خدمت ہیں

اوّل ، آخر ، خالق ، مالک ، قادر قدرت والا
ازلوں ابدوں قائم دائم اُسدا نور اُجالا
جو کجھ ہویا جو کجھ ہوندا جو کجھ ہوون والا
ماضی حال تے مستقبل سب اس دا پاک حوالہ
اس دے ناموں شروع کراں میں جس مخلوق بنائی
رنگ برنگ عجائب خانہ لامحدود خدائی
ساڈے سوچن توں وی پہلاں اوہ گل ساڈی جانے
ساڈے کم کرن توں پہلاں ساڈا کم پچھانے
جس نوں جتنا چاہے بخشے کھیڑا حد لگاوے
حکمت اس دی بندے تائیں ہر گز سمجھ نہ آوے

Marfat.com

جد اوہ دیون اتے آوے عمل نہ تکے کوئی
جد اوہ لیون اتے آوے روک نہ سکے کوئی

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ بے نیاز ہے اور حکمت والا ہے ان خیالات کا اظہار کس قدر خوبصورت الفاظ میں کیا گیا ہے یہ اشعار اس کی واضع مثال ہیں ان کے کلام سے نعت رسول مقبول ﷺ کے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں:۔

ذات نبی ﷺ دی نور الٰہی شیشے دی الماری
ساہ لیاں بھی داغی ہووے نازک چیز نیاری
حمد الٰہی مشکل نائیں نعت نبی دی اوکھی
پل صراطوں ودھ کے مشکل مت کوئی سمجھے سوکھی
نام لیاں لکھ واری چُمے حرفاں دی پیشانی
زیراں زبراں شداں مداں رکھے پیش نشانی
منگے فضل رباناں لکھے خون جگر دا پا کے
کاغذ نوں وی خبر نہ ہووے لکھے وزن بچا کے
سچا رب اوہناں دے تائیں ناموں نئیں بلاندا
ایسے پاروں نعت میری وِچ نام نہ لکھیا جاندا
جس دی ذات مکمل نالے جس دی بات مکمل
سیرت پاک کلام ربانی صورت پاک مزمّل
روز قیامت پلا پھڑ کے میں ایہہ نعت سناساں

Marfat.com

حشر دیہاڑے بخشش کارن حیلہ ایہہ بناساں

الحاج حضرت نواب دینؒ نے پنجابی زبان کو اپنے اظہار خیال کا ذریعہ بنایا جب ہم پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی تحریروں خصوصاً ان کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی شاعری میں ان کے والد ماجد کی شاعری کا گہرا رنگ نظر آتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے اپنی ابتدائی درس گاہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے پروفیسر محمد رفیق بھٹی اُردو کے ساتھ ساتھ پنجابی گوجری اور پہاڑی زبان میں بھی اظہار خیال پر بھرپور قدرت رکھتے ہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے شاعری کی تمام اصناف میں اظہار خیال کیا ہے نہ صرف شاعری بلکہ نثر میں بھی صاحب تصنیف ہیں اگر میں آپ کو آج کا ولیم ورڈز ورتھ(William Wordsworth) کہوں تو بے جا نہ ہوگا بلکہ(William Wordsworth)تو شاعر اور ناول نگار تھے آپ نے اس سے بڑھ کر تاریخ نویسی بھی کی ہے جو یقیناً مشکل کام ہے آپ کی تازہ ترین کتاب "محسنینِ کشمیرؒ" کا پہلا حصہ چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے یوں رفیق بھٹی صاحب نے تاریخ کو بھی عام قاری کے لیے بڑے دل چسپ انداز میں پیش کیا ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی ایک متحرک شخصیت ہیں اور وہ خود ہی حرکت نہیں کرتے بلکہ اپنے ساتھ منسلک تمام افراد کو بھی ہمیشہ حرکت میں رکھنے کی سعی کرتے نظر آتے ہیں مناسب لگتا ہے کہ آپ کی تحریروں کی روشنی میں آپ کے کلام کی خصوصیات اور آپ کی تحریروں میں آپ کی شخصیت کے حوالے سے چند باتیں کی جائیں نقاد کہتے ہیں کہ بہترین ادب وہ ہے جو اپنے

Marfat.com

دور کی عکاسی بھی کرتا ہو۔ضروری ہے کہ جب ہم کسی اچھے ادبی فن پارے کو پڑھیں تو ہمیں اس کے اندر معاشرے کی تصویر بھی نظر آئے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی تحریریں بھی بہترین ادبی نمونہ ہیں جن میں دانستہ اور نادانستہ اپنے معاشرے کی تصویر ملتی ہے جس پر مزید باتیں تھوڑی دیر بعد ہوں گی موصوف کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں آپ کی حمدیہ شاعری کے محاسن نظر آئیں گے اللہ سے دُعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

تو کہ علیم و عالمِ لاہوت لامکاں
تو کہ خبیر و واقفِ اسرارِ کُن فکاں
تو کہ سمیع و ناظرِ مخلوقِ دو جہاں
جن و بشر میں تیری بڑائی کے نغمہ خواں
لطف و کرم کا جنتِ ارضی پہ کر نزول
ممکن ہو اس کی منزلِ گُم گشتہ کا حصول
(ستونِ دار)

پروفیسر موصوف نے کشمیر کی سرزمین پر رونما ہونے والے متعدد واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔.لائن آف کنٹرول کے اُس پار سے ہجرت کر کے آنا، قابض افواج کے ساتھ عملی جہاد میں شرکت اور جنتِ ارضی پر ظلم و بربریّت کے بے شمار واقعات آپ کی یاداشت میں محفوظ ہیں . ان واقعات نے آپ کی شخصیت پر بڑا گہرا اثر کیا ہے وطن کی محبت اور کشمیر کی حالت زار پر آپ کی تحریریں آپ کے جذبات کا اظہار ہیں جو ہر مرتبہ بڑے دلچسپ اور

Marfat.com

انوکھے انداز میں سامنے آتی ہیں یہ شعر ملاحظہ ہوں۔

گُل و بُلبُل کے افسانے سنا سکتا ہوں میں لیکن
میرے بُلبُل شکستہ پر میرے گُل سر بریدہ ہیں
نہیں زیبا مجھے رخسار و زلفِ یار کی باتیں
مری خاکِ وطن کے سارے منظر خوں چکیدہ ہیں

یہ تو آزادی پر عشق قربان کر دینے والی بات ہے جو عام حالات میں اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان تمام باتوں کی اہمیت کا ادراک نہ ہو۔

پروفیسر رفیق بھٹی اس قبیلے کے شاعر ہیں جو قوموں کو نصب العین دیتے ہیں اور انہیں نظام جبر کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا درس دیتے ہیں آپ نے اپنے شعروں کو بہترین ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے ذیل کے اشعار پر غور فرمائیں:۔

آج تک توڑی نہیں تم نے غلامی کی لکیر
ہم پہ ہے الزام کہ رکھا ہے قدرت نے اسیر
حریّت ہے دھر میں خود دار قوموں کا کمال
کاروانِ غیرت خُفتہ کی منزل ہے زوال

قوم کو اس جہدِ مسلسل کی یاد دلاتے ہیں جس میں اس خطے کے لوگ عرصہ سے مصروف ہیں آپ مسافر کو یاد دلاتے ہیں کہ منزل ابھی دور ہے اور آرام کا وقت منزل پر پہنچ جانے کے بعد شروع ہوگا۔

اگر بربادیوں کی زد میں ہے کشمیر کی وادی

Marfat.com

ہمیں زیبا نہیں ایسے میں کوئی جشنِ آزادی

کشمیر میں جاری تحریکِ آزادی کو وہ تقسیم ہند 1947ء کے سلسلہ کی کڑی سمجھتے ہیں حضرت علامہ اقبالؒ کی شہرہ آفاق نظم ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کی طرز پر پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے کشمیری مسلمانوں کی حالت زار، کشمیر کی صورتِ حال اور اُمت مسلمہ کے کردار کی تصویر کشی بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے۔ ''شکوہ'' کے سارے بند اس قدر کشش رکھتے ہیں کہ کوئی بھی شعر نظر انداز کرنا انتہائی مشکل ہے بہر حال نمونے کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

اے خدائے غالب و برتر خداوندِ کریم
خالقِ جن و بشر اے حاضر و ناظر علیم
مالکِ ارض و سما سجدہ گہہ فضلِ عمیم
مرکزِ نورِ ازل اے لم یزل ربِ رحیم
قوتِ گویائی بخشی ہے تو کچھ روداد سُن
تو اگر شکوہ نہیں سنتا، نہ سن فریاد سُن
اس بساطِ ارض پر اِک گلشنِ کشمیر ہے
تیرے فردوسِ بریں کی ہوبہو تصویر ہے
ذرہ ذرہ جس کا مثلِ طور صورت گیر ہے
آہ اس کے پاؤں میں لٹکی ہوئی زنجیر ہے

(ستون دار)

جبر کی تاریخ میں عنقا ہے ویٹو کی نظیر

Marfat.com

ہے ستم کش مجلسِ اقوامِ عالم کا ضمیر
خوب جھنجوڑا خدایانِ جنیوا کا ضمیر
ہے مگر اقوامِ عالم سے دِل آرزدہ کشیر
وائے اس تنظیم کا بھی سامراجی ہے مزاج
لے رہی ہے کس طرح مظلوم قوموں سے خراج

(ستونِ دار)

شکوہ کے ان اشعار سے پروفیسر موصوف کے فنی محاسن کے علاوہ ان کی شخصیت میں وہ کچھ نظر آتا ہے جو روایتی شعرا کے ہاں نہیں ملتا قوموں کو نصب العین دینے والے شعرا کی نظر بڑی وسیع ہوتی ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی ایک طرف اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور دوسری طرف کشمیر کی تصویر کشی بڑے نپے تلے الفاظ میں کرتے ہیں موصوف محض رونے دھونے اور آہ و بکا میں ہی یقین نہیں رکھتے بلکہ حالاتِ حاضرہ اور تمام واقعات کی ان وجوہات پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں جو ان کے رونما ہونے کا باعث بنتی ہیں کشمیر کی نسبت اقوامِ متحدہ کے کردار اور اقوامِ عالم کی نیت کو بہت اچھی طرح بھانپتے ہیں اور ان حالات میں کشمیر کی آزادی کا نسخہ بھی جانتے ہیں:۔

قوم ہوتی ہے وہی اقوامِ عالم میں پسند
جو شعورِ سرفرازی سے رہے شیرازہ بند
پرچمِ اسلاف رکھتی ہے ہمیشہ سربلند
موت جس کو زندگی سے ہو زیادہ ارجمند

Marfat.com

اس نگر کے باسیوں کو راس آزادی نہیں
تین صدیوں سے جنہیں احساسِ بربادی نہیں (ستونِ دار)

اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت بدلنے کی نیت پر آمادہ نہ ہوں۔

قالبِ قانون قدرت جو ڈھلتے ہی نہیں
ایسے دیپک آندھیوں کے ساتھ جلتے ہی نہیں
آشیانِ زاغ میں شہباز پلتے ہی نہیں
خود نہ جب تک کوئی بدلے ہم بدلتے ہی نہیں
ظالموں پر آسماں خود توڑ کر ڈالو تو ہے
اپنی سختی اپنے ہاتھوں سے اگر ٹالو تو ہے

(ستونِ دار)

شاعرِ مشرق نے دُعا کی تھی۔

توڑ اس دستِ جفا کیش کو یارب جس نے
روحِ آزادیٔ کشمیر کو پامال کیا

(اقبالؒ)

آج سے کئی سال پہلے جب اقبالؒ کے دِل سے یہ دُعا نکلی تھی تو اس قافلے کے ایک اور مسافر رفیق بھٹی کے الفاظ بھی کچھ اسی طرح کے ہیں جب آپ کہتے ہیں۔

ستم رسیدہ ہے مظلوم ہے ابھی کشمیر
تو اپنے لطف سے کر اس کے درد کا درماں

Marfat.com

لہو نگر کے چمن کی پکار بھی سُن لے
ہر ایک شاخ بریدہ ہے ہر ایک برگ فغاں (لہونگر)

رفیق بھٹی نے بھارتی ظالم افواج کے ظلم و بربریت کے کئی واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور کشمیر کی تحریک میں اپنی جوانی کے ایام میں عملی طور پر حصہ بھی لیا اس وجہ سے آپ کے کلام میں ہمیں کشمیر رنگ زیادہ نظر آتا ہے آپ کو یقین ہے کہ کشمیر کی سرزمین پر بہنے والا شہیدوں کا مقدس خون ضرور رنگ لائے گا اور آخر حق کو فتح نصیب ہوکر رہے گی وہ اس جدوجہد میں مصروف افراد کو خوشخبری سناتے ہیں۔

شب ڈھل رہی ہے صبح کا منظر قریب ہے
بادِ صبا بہارِ چمن کی نقیب ہے
(لہونگر)

وطن میرا یقیناً اک دن رشکِ جناں ہو گا
جہاں خارِ مغیلاں پر گُلستان کا گماں ہو گا
زمین کا ذرہ ذرہ شوکتِ صدآسماں ہو گا
اماں ہوگی سکوں ہوگا محبت کا نشاں ہو گا
شگوفہ نخلِ آزادی کا ہر سو جلوہ گر ہو گا
نظر کے سامنے ہر ایک منظر خوش نظر ہو گا
(ستونِ دار)

Marfat.com

رفیق بھٹی کی شاعری میں علامات ومقامات کا تعلق بھی کشمیر سے ہی ہے یہ ان کا اپنی سرزمین کے ساتھ محبت کا والہانہ اظہار ہے آپ کی شاعری عام قاری کو ان استعمال کی گئی علامات و واقعات سے کشمیر کے بارے میں بہت ساری اضافی معلومات بھی بہم پہنچاتی ہے مثلاً کشمیر کے مختلف پہاڑوں کے نام، کشمیر کی سرزمین پر بہنے والے دریا، کشمیر کی تاریخ میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ہیروز اور اس طرح کی مختلف علامتیں، کشمیر کے اندر پیدا ہونے والے اناج ،پھل اور دوسری نباتات وغیرہ کا ذکر آپ کے کلام کے اندر فراوانی سے ملتا ہے ایسا لگتا ہے کہ رفیق بھٹی کا جسم تو سامنے نظر آتا ہے لیکن روح کشمیر کی سرزمین کے اندر ادھر ادھر پھر رہی ہے۔

بوٹے ہیں چناروں کے
آ کشمیر چلیں
موسم ہیں بہاروں کے

درہال کے نالے ہیں
کیسے ملوں تجھ سے
مرے پاؤں میں چھالے ہیں

وہ بانس بسوہلی کے
چاند سے پیارے ہیں
کانٹے اخروٹی کے

Marfat.com

درگاہ حضرت بل کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں:۔

مرکزِ رشد و ہدایت محفلِ کشف و کمال
بزم انوارِ محمد ﷺ منبعٔ جذب و جمال
حق پرستوں کے لئے ہے سرفرازی کا نشاں
حضرتِ بل نورِ ایماں آستانِ بے مثال

دریائے پونچھ سے ان کے خطاب کا انداز ملاحظہ فرمائیں۔

آب رودِ پونچھ مجھ کو یاد ہے تیرا شباب
مدتوں میں نے سنا ہے تیری موجوں کا رباب
ٹوٹتے بنتے تیرے شفاف پانی کے حباب
تیرے ساحل کے مناظر ہیں کسی شاعر کے خواب

(لہونگر)

رفیق بھٹی صاحب نے پیشہ معلّمی کا آغاز ڈگری کالج کوٹلی سے کیا اپنی ایک نظم گُلستان کوٹلی میں کوٹلی شہر کی منظر کشی یوں کرتے ہیں:۔

دامنِ کوہسار میں ارضِ حسیں ہے کوٹلی
خطۂ کشمیر کا سندر نگیں ہے کوٹلی
حریّت کے کاروانوں کی امیں ہے کوٹلی
آسمان ہے لوگ کہتے ہیں زمیں ہے کوٹلی

(لہونگر)

Marfat.com

لہو نگر میں شامل نظم بعنوان ''آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا'' میں پروفیسر رفیق بھٹی منظر کشی کے عروج پر نظر آتے ہیں ۔ایک ہی وقت میں آپ نے مختلف پہلوؤں کو شاعرانہ انداز میں پیش کر دیا ہے۔

راج ترنگنی پڑھ کر دیکھو کیا کیا رام کہانی تھی
راجے تھے مہاراجے تھے سلطانوں کی سلطانی تھی
جموں و کشمیر کی دھرتی دُنیا میں لاثانی تھی
جنت ارضی کہلاتا تھا مسکن یہ گلزاروں کا
آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا
وہ دیکھو پنجال کے پیچھے جنگل اور میدانوں میں
نگری نگری پربت پربت کھیتوں اور کھلیانوں میں
قریہ قریہ بستی بستی شہروں اور ویرانوں میں
قدم قدم پر پہرہ ہے دشمن کے پہرے داروں کا
آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا
نرگ بنا ڈالا ہے اس کو گاندھی کے متوالوں نے
رام کے نام کو جپنے والے گوبندوں گوپالوں نے
جابر غاصب بدکیشوں نے آفت کے پرکالوں نے
آگ کے شعلوں میں جلتا ہے دامن شوخ بہاروں کا
آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا

Marfat.com

ظالم کو ناکامی ہوگی سر پیٹے گا روئے گا
جس نے ہم پر ظلم کیا ہے وہ کب چین سے سوئے گا
کانٹے اس کو چننے ہوں گے جو یہ کانٹے بوئے گا
مستقبل روشن لگتا ہے وادی کے اندھیاروں کا
آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت سناؤں چناروں کا

مشہور انگریز نقاد Longinus کہتا ہے کہ دو چیزیں اللہ کی طرف سے ملتی ہیں High Feeling (اعلیٰ احساسات) اور High Thinking (اعلیٰ فکر) جبکہ باقی چیزیں کوئی بھی قلم کار محنت سے حاصل کر لیتا ہے۔

بنیادی چیزیں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہوتی ہیں ورنہ بقول میاں محمد بخشؒ

''ایس طرح تے صفتاں سٹھاں بوہتے ڈوم بناون''

''لہونگر'' ''میں جھنڈیاں ہم نے چرائی تو نہیں'' کے عنوان سے شامل نظم آپ کی شخصیت کے اعلیٰ داخلی احساسات کی عکاسی کرتی ہے جس میں بچے کے جذبۂ آزادی اور جشنِ آزادی کو منانے کے جذبات وخواہشات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ یہ اس عورت کی مانند جو سوت کی ''اٹی'' لے کر یوسفؑ کو خریدنے نکلی تھی لیکن اصل بات جذبات کی صداقت ہے

وہ فلاں دفتر کے پچھواڑے سے میں نے رات کو
ٹوٹی پھوٹی جھنڈیوں کی پرچیاں
ڈرتے ڈرتے جمع کیں اور جوڑ لیں

Marfat.com

ساتھ میرے تھی میری چھوٹی بہن
آپ میری بات کا کرلیں یقین
جھنڈیاں ہم نے چرائی تو نہیں
یومِ آزادی منانے کے لیے
ہم نے سوچا جھنڈیاں لہرائیں گے
گیت آزادی کے مل کر گائیں گے

شاعری کے محاسن کا ذکر تے وقت اور بہت سارے پہلوؤں کو مدنظر رکھنے کے ساتھ الفاظ کے تکرار سے شاعری کے اندر حُسن و جاذبیت اور موسیقیت پیدا کرنے کی صلاحیت بھی ایک بہت بڑی خوبی ہوتی ہے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے کلام کے اندر یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے الفاظ کے تکرار سے موسیقی پیدا کرنے کے فن کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

بستی بستی لرزاں لرزاں گھر گھر میں طوفان لگے
دامن دامن کرچی کرچی نظر نظر ویران لگے
پیاسا پیاسا گلشن گلشن کلی کلی سہمی سہمی
منزل منزل پیچاں پیچاں سمت سمت ہیجان لگے
محفل محفل شورش شورش غزل غزل شکوہ شکوہ
مصرعہ مصرعہ نشتر نشتر شعر شعر پیکان لگے
راہی راہی بھٹکا بھٹکا سفر سفر کھٹکا کھٹکا
بھولا بھولا رہبر رہبر روش روش انجان لگے

Marfat.com

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ الفاظ رفیق بھٹی کے سامنے سر تسلیم خم کیے قطار در قطار کھڑے ہیں اور موصوف بڑے آرام سے حسب خواہش چُن چُن کے ایک محل تعمیر کرتے جاتے ہیں۔

پروفیسر رفیق بھٹی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ محض شاعر ہی نہیں ایک Reformer بھی ہیں۔ زندگی کے بارے میں ایسے عملی نظریات رکھنے والے شخص ہیں جو اپنے نظریات کی عمارت اپنے عقیدہ اور مذہبی ستونوں پر استوار کرتے نظر آتے ہیں پیشہ کے لحاظ سے استاد ہیں معاشرے کے اندر عدم مساوات اور بہت ساری خرابیوں کی جڑ معاشی تفاوت اور عدم استحکام ہوتا ہے موصوف اس کا مکمل ادراک رکھتے ہیں معاشیات پر ان کی گہری نظر ہے لہذا انسانوں کی فلاح و بہبود کی بات کرتے ہیں اور ان کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے سنائی دیتے ہیں یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ موصوف قانون کے طالب علم بھی ہیں لیکن انہوں نے وکالت کرنے کی بجائے وکیل پیدا کرنے کو ترجیح دی یہ ان کے اندر کا Reformer ہے جو انہیں بینک ایسی پرکشش ملازمت سے کھینچ کر تعلیمی میدان میں لے آیا ورنہ ان کے پرانے رفیق تو زندگی کی تمام آسائشوں کے ساتھ خوش وخرم ہیں لیکن رفیق بھٹی اکثریت کے ساتھ چلنا پسند کرتے ہیں نہ صرف یہ کہ خود شاعر ہیں اور نثر نگار بھی بلکہ ادب پرور بھی ہیں اور ادبی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کئی سال پہلے انہوں نے سماہنی تعیناتی کے دور میں سماہنی جیسے دور دراز کالج سے ''خبر نامہ'' کے عنوان سے ایک معلوماتی رسالہ جاری کیا میڈیا اور قلم کی طاقت سے آگاہ ہیں جس بھی درس گاہ میں فرائض کی بجا آوری کا موقع ملا وہاں پر ادبی سرگرمیوں کا فروغ آپ کا مشن رہا ہے اس کوشش کا نتیجہ تھا کہ چکسواری کالج سے مجلّہ ''میزان'' منظر عام پر آیا اور اسلام گڑھ کالج سے ''نردبان'' یہ

Marfat.com

پروفیسر رفیق بھٹی کی ادب پروری اور علم دوستی کی زندہ مثالیں ہیں۔
موصوف محض وعظ و نصیحت پر یقین نہیں کرتے بلکہ عملی طور پر کام کرنے میں ایمان رکھتے ہیں اور یہی بات آپ کی ساری شاعری میں بھی نظر آتی ہے تاریخ نویسی بلاشبہ ایک انتہائی مشکل اور احتیاط طلب کام ہے اور اس میں معمولی سی لغزش بھی نہ صرف دُنیا بلکہ آخرت میں بھی قابل گرفت ہے تاریخ نویسی کا کام واقعی ان افراد کو کرنا چاہیئے جو معاشرے پر باریک بینی سے نگاہ رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی کتاب ''مُحسنینِ کشمیر'' کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں کشمیر کی سرزمین پر جنم لینے والی مقتدر شخصیات کے حالات زندگی اور کارہائے نمایاں قلم بند کئے گئے ہیں اس کتاب کے بارے میں جہاں اور بہت سارے پہلوؤں پر بات ہوسکتی ہے ایک ابتدائی اور بنیادی بات یہ ہے کہ میرے خیال میں یہ کتاب بھی موصوف کی وطن سے محبت کے جذبے کے نتیجے کے طور پر منظر پر آئی ہے اس کی سب سے بڑی گواہی اس سے ملتی ہے کہ موصوف نے کشمیر ہی کو مرکزی حیثیت دی ہے اور ان مُحسنوں کو یاد کرنا ضروری سمجھا جنہوں نے مادرِ وطن کشمیر کی سرزمین کے لیے صلہ وستائش سے ماورا کسی بھی حیثیت میں خدمات سرانجام دیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے محض تاریخی واقعات ہی قلمبند نہیں کیے بلکہ ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے کی وجوہات کے ساتھ تجزیے بھی کیے ہیں مثلاً تقدیر سازِ کشمیر شاہ ہمدانؒ کی کشمیر آمد کے متعلق تحریر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ''کشمیر میں اپنے سات سو عقیدت مندوں اور اہل علم افراد کے ساتھ داخلی ہونے کی پہلی بڑی ظاہری وجہ امیر تیمور کے ساتھ پیدا ہونے والے اختلافات تھے فتوحات کے نشے اور حکمرانی کے گھمنڈ میں امیر تیمور کا طرزِ حکومت اور طور

Marfat.com

طریقے قرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔"

"کشمیر میں شاہ ہمدانؒ کی آمد کی دوسری بڑی وجہ اس خطہ کے نومسلموں کے ساتھ مقامی ہندوؤں، ویشنوؤں اور بدھوں کا ناروا سلوک تھا۔۔۔۔"

اس سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ نے محض کشمیر کے اندر ہی نہیں اس وقت ریاست سے باہر وقوع پذیر ہونے والے واقعات جو کشمیر میں معاشرتی تبدیلیوں کا باعث بنے انہیں بھی قلمبند کیا ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی نے محسنین کشمیر کا ذکر کرتے وقت بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے اور کسی قسم کے تعصب کا اظہار نہیں کیا جو بذات خود موصوف کے اعلیٰ کردار کی علامت ہے مثلاً شاہ ہمدانؒ کے ساتھ رابرٹ تھارپ اور پنڈت پریم ناتھ بزاز کا ذکر موصوف نے بڑی دیانتداری کے ساتھ کشمیر کے لیے خدمات سرانجام دینے والے اصحاب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی کے شعروں اور نثری تخلیقات دونوں میں استعمال ہونے والی زبان عام فہم اور سادہ ہے اور یہ کسی ادبی تخلیق کے محاسن میں سرفہرست ہوتی ہے شاعری یا نثر وہی دیرپا ہوتی ہے جو عام لوگوں کی زبان میں لکھی جائے اور جس میں پڑھنے والوں [illegible] اپنے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ہوتی ہوئی محسوس ہو رفیق بھٹی کو اللہ نے اس خوبی سے بڑی فیاضی سے نوازا ہے پروفیسر رفیق بھٹی کے نثری مجموعہ میں بھی آپ کی شاعرانہ صلاحیتیں چمکتی نظر آجاتی ہیں اور یہ ان کی شاعرانہ فطرت ہی ہے جس نے تاریخ نویسی میں بھی کام دکھایا ہے ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں۔

Marfat.com

''یہ بات لکھنا بے جا نہ ہوگا کہ اس انحطاط پذیری میں جہاں حکمرانوں کی ساحرانہ حکمتِ عملی کا دخل تھا وہاں مصلحت اندیش کشمیری زعما جاگیرداروں اور پیرانِ طریقت کا دامن بھی تر تھا جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر وسیع تر قومی مفادات سے آنکھیں چرائے شادمانی سے اپنے منصب پر براجمان تھے۔''

ان سطور میں ترکیب لفظی کچھ اس طرح سے ہے کہ باریک بینی سے پڑھنے والوں کو اس کے پیچھے ایک شاعرانہ مزاج کی شخصیت کا بخوبی علم ہو جاتا ہے رفیق بھٹی کی تخلیقات میں منظر کشی کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ شاعری اور نثر دونوں کو پڑھتے وقت ہمیں خیالوں میں ان جگہوں اور علاقوں کی تصویر دکھائی دیتی ہے مثلاً اگر مجھے آنکھیں بند کر کے کسی جگہ لے جایا جائے تو میں آسانی کے ساتھ Guess کرلوں گا کہ یہ کون سی جگہ ہے محض اس منظر کشی سے جو رفیق بھٹی کے کلام میں میری نظر سے گزر چکی ہے موصوف کے کلام کی خوبی ہے کہ یہ نہ صرف وقتی خوشی اور دل چسپی کا باعث ہے بلکہ اپنے پڑھنے والوں پر دیرپا اثرات بھی نقش کرتی ہے۔ پروفیسر رفیق بھٹی کے کلام کی سادگی اور روانی کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

بانجھ ہوں الفاظ تو تحریر کوئی کیا کرے
ریت کی دیوار پہ تعمیر کوئی کیا کرے
جھوٹ سننے کے لئے سب گوش بر آواز ہیں
حق پرستی کے لیے تقریر کوئی کیا کرے
خواب آور گولیاں کھا کر جو سوئیں رات کو
ان کے خوابوں کی یہاں تعبیر کوئی کیا کرے

Marfat.com

رفیق بھٹی کے ہاں مصلحت پسندی یا نظریہ ضرورت نام کی کوئی چیز نہیں ملتی بڑی جرأت کے ساتھ بڑے صاف الفاظ استعمال کرتے ہوئے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے کے عادی ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں برملا کہتے ہیں ذیل کے اشعار پر غور فرمائیں:۔

کیوں بھلائے بیٹھے ہو گلگت و بلتستان کو
بیچتے ہو سیم و زر کے واسطے ایمان کو
اپنے ہاتھوں سے بیچ ڈالا تم نے تخت و تاج کو
مدتوں ترسو گے یوسف شاہ چک کے راج کو
حرفِ آزادی کے معنوں سے نہیں ہو آشنا
تم نے سیکھی ہی نہیں اپنے شہیدوں سے وفا

رفیق بھٹی کی تمام تر تخلیقات کا محور ہمیں ان کی سرزمینِ کشمیر کے ساتھ محبت ہی نظر آتا ہے اپنے والد ماجد سے ورثے میں ملنے والی صلاحیت کا استعمال انہوں نے مادرِ وطن کے ساتھ محبت اور گہری وابستگی کے اظہار کے لیے کیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ انہوں نے وطن کے موضوع سے ہٹ کر کچھ نہیں کیا۔ جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ موصوف کو خیالات و جذبات کے اظہار پر مکمل قدرت حاصل ہے اور پھر رفیق بھٹی کو اُردو، پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبانوں میں اظہار خیال کی صلاحیت حاصل ہے چاروں زبانوں میں لکھتے ہیں اور بھرپور لکھتے ہیں اور یہ ان کے ایک Verstile شخصیت ہونے کی علامت ہے گوجری زبان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کسیاں ماں سیتواں نے یا لیو شور اے

Marfat.com

تیں کیوں چپ بیٹھی لگے بے طور اے
لِساں ناں پچھے کون ڈاہڈاں کو دور اے
لُٹ لے اِت چلے جس کو وی زور اے
اُٹھ نکی گیدری تیں نٹھی نٹھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے
ادو تیرو مڑ جد گھر در آئے گو
پہلاں ہار اج پہلاں باڑا در جائے گو
خالی باڑا تک کے وہ بڑا غصہ کھائے گو
تھکو ماندو آئے گو تے مِناں چھاڑ پائے گو
اُٹھ نکی گیدری تیں نٹھی نٹھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے

اُردو کی ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اسیرِ زلفِ گرہ گیر ہیں ہمارا کیا
متاعِ حلقۂ زنجیر ہیں ہمارا کیا
نہ بوئے گُل ہیں نہ بزمِ طرب کی رعنائی
ہوائے دشت کی تاثیر ہیں ہمارا کیا
تمام عمر گزاری ہے قیدِ ہستی میں

Marfat.com

خود اپنے واسطے تعزیر ہیں ہمارا کیا
فرات پر لبِ ساحل ہیں تشنہ کام ابھی
ہم اپنے دور کے شبیرؓ ہیں ہمارا کیا

پنجابی میں لکھی گئی غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کوکدیاں نیں ہیراں رانجھے کڑھدے نیں
سوہنی تے ماہینوال اجے وی رُڑدے نیں
جا کے تکو مارو تھل وچ اج کل وی
سسی دے پیراں نوں کنڈے پُڑدے نیں
چڑیاں کاگ بنیرے اتے بیٹھے رہن
باز ہواؤں وچ ہمیشہ اڑُ دے نیں
بھٹی مڑ کے پڑ وچ اوہ نہیں لڑ سکدے
پیر جنہاں دے پہلی واری اُکھڑدے نیں

اُردو ،پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبان میں اشعار پڑھنے کے بعد ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ پروفیسر رفیق بھٹی وطن کے ساتھ محبت میں دن رات کڑھتے ہیں تو دوسری اصناف میں بھی آپ کی شاعری ہمیں اپنی طرف کھینچتی محسوس ہوتی ہے اور وطن کی محبت کا رنگ آپ کے کلام میں زیادہ نمایاں کیوں نہ ہو کہ سرزمینِ کشمیر پر خونِ مسلم کے ساتھ کھیلی جانے والی ہولی کے درمیاں لب و رخسار کی باتیں کیسے ممکن ہیں۔البتہ اِن اشعار کو پڑھنے کے بعد احساس ہو جاتا ہے کہ :۔

"ہر فن میں ہوں طاق مجھے کیا نہیں آتا"

Marfat.com

قومی یکجہتی کا تقاضا تو یہ ہے کہ قوم کے ہر فرد کی زندگی میں خواہ وہ کسی بھی شعبہ سے منسلک ہو کشمیر کا رنگ نمایاں ہو اس وقت کے حالات کا کم از کم تقاضا یہی ہے ایسے میں رفیق بھٹی جیسے افراد نے پوری قوم کا بوجھ تن تنہا اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے شاید ہم فرض عین کو فرض کفایہ سمجھ بیٹھے ہیں ہمیں رفیق بھٹی کا رنگ اپنانے کی ضرورت ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں ان کے کلام میں جہاں غالب کا رنگ نظر آتا ہے وہاں فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری بھی دکھائی دیتی ہے رومی کا سوز محسوس ہوتا ہے تو اقبالؒ کی طرح اُمتِ مسلمہ کے لئے محبت بھی رفیق بھٹی کی شاعری میں جلوہ گر ہے اس کے علاوہ کہیں شیخ سعدی کی حکمت و دانش بکھری ملتی ہے تو کہیں برصغیر سے بہت دور مغرب کے فلاسفرز کے خیالات کی ترجمانی نظر آتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ رفیق بھٹی اور یہ سارے لوگ ہم عصر ہیں ایسا کیوں نہ ہو کیوں کہ Great People Think Alike اور رفیق بھٹی کی شاعری میں آفاقی رنگ اسی لیے ہے کہ ان کے اندر بنیادی خوبیاں High Feeling (اعلیٰ احساسات) اور High Thinking (اعلیٰ خیالات) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں۔

پروفیسر زبیر احمد قاضی (شعبہ انگریزی)
گورنمنٹ کالج افضل پور
میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

حرکت اور اُمّید کا شاعر

اکتوبر 2001ء کے آخری ہفتہ میں شائد 26 اکتوبر کو سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کے ایک عہدیدار نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ایک شام منانے کا دعوت نامہ دیتے ہوئے مجھے موصوف کے بارے میں تحریری یا زبانی اظہار خیال کے لیے بھی تاکید کی دعوت نامے کے مندرجات پڑھتے وقت میرے ذہن کی ویڈیو کیسٹ پچیس تیس برس قبل کے واقعات دہرانے لگی کوٹلی ڈگری کالج اور اس کے گرد و نواح کے سابقہ حالات و واقعات ذہن کی سکرین پر نمودار ہو گئے. میں نے اس سکرین پر تقریباً چھ فٹ قد کے چوڑے شانوں، چمکیلی آنکھوں، کشادہ پیشانی اور ہشاش بشاش، خوش لباس نوجوان رفیق بھٹی کو کالج کے برآمدے میں رجسٹر اور چاک ہاتھوں میں لیے کلاس میں جاتے ہوئے دیکھا ایسے ہی جیسے کوئی کمانڈو میدان جنگ میں جا رہا ہو. یوں رفیق بھٹی کا پورا سراپا میری نظروں کے سامنے آ گیا وہ دور گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹلی کی علمی و ادبی اور ہم نصابی سرگرمیوں کے عروج کا دور تھا اور شائد رفیق بھٹی اسی دور کے لیے اس ادارہ میں لیکچرار بن کر آئے تھے. بھٹی صاحب حبیب بینک کی پُرکشش ملازمت سے استعفیٰ دے کر معلّمی کے مقدس پیشہ سے منسلک ہوئے کالج کی لیکچررشپ شائد اُن کے قلبی، فکری اور علمی ذوق کی تسکین کا وسیلہ تھی انہوں نے مالی منفعت والی ملازمت کو ٹھکرا کر معلّمی کو اپنایا تھا۔

کالج میں انہوں نے معاشیات کی تدریس کچھ ایسے دلکش اور دلنشین انداز میں شروع کی کہ جلد ہی طلبہ میں اُن کی مقبولیت کا گراف بلند ہو گیا معاشیات میں طلبہ کی دلچسپی بڑھ گئی اور ان

Marfat.com

کی کلاس میں طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا چونکہ طالب علمی کے زمانہ سے کچھ لوگ اُن کی شاعری اور ذہانت کے معترف تھے اس لیے ہم نصابی سرگرمیوں میں اُن کی شمولیت ناگزیر سمجھی جانے لگی بہت جلد موصوف طلبہ، اساتذہ، معززینِ شہر اور سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے ملازمین میں مقبول ہو گئے اچھی عادات اور دوستانہ روش کے باعث ہماری رفاقت گہری ہوتی رہی میں اُن دنوں جامع مسجد بلیاہ محلّہ سے متصل رہائش پذیر تھا۔ بھٹی صاحب میرے پاس آتے اور ہم بڑے اہتمام سے سوّیاں پکاتے اور کھاتے تھے مجھے کیرم بورڈ اور ڈرافٹ بورڈ کھیلنے کی طرف بھی انہوں نے ہی مائل کیا اگرچہ کہ اِن داخلی کھیلوں میں موصوف میرے استاد تھے لیکن میں جلد ہی اُنہیں ہرانے لگا جب میں بھٹی صاحب کی رہائش واقع ڈگری کالج کیمپس میں جاتا تو اکثر سبز چائے سے میری تواضع کرتے اور پوچھا کرتے ''راجوروی صاحب کیا چلے گا ٹھنڈا یا گرم'' تو میں از راہِ مذاق جواباً کہتا ''جناب پہلے ٹھنڈا پھر گرم'' رفاقت اور ملاقات کا یہ سلسلہ دیر تک چلتا رہا جو خرطوم یونیورسٹی میں عربی زبان کے ایک کورس اَلتَّخَصُّص فِی تَعْلِیْم اللُّغَۃِ الْعَرَبِیَّۃ کے لیے میری نامزدگی پر منقطع ہوا میرے اعزاز میں دی گئی پارٹی میں بھٹی صاحب نے میرے بارے میں بڑی خوبصورت گفتگو کی جس کی شستگی اور مٹھاس مجھے آج بھی محسوس ہوتی ہے رفیقِ کار کی حیثیت سے میں نے موصوف کو ایک مخلص دوست، کامیاب استاد، اچھا مقرر، ہمدرد انسان اور محبِّ وطن شاعر پایا۔ طلبہ، سٹاف اور انتظامیہ میں بھٹی صاحب یکساں مقبول تھے کالج انتظامیہ ان کی ہمہ جہت متحرک شخصیت اور کارکردگی کے باعث انہیں اکثر سرگرمیوں میں شریک کرتی تھی مشاعروں، مباحثوں اور قومی تقریبات میں ان کا رول نمایاں رہتا تھا۔ 1975ء کی

Marfat.com

رفاقت کے اس دور میں بھٹی صاحب نے میرے دِل و دماغ پر جو تاثر چھوڑا وہ آج تک تازہ پھولوں کی مہکتی خوشبو کی طرح میری رگوں میں رچا بسا ہے میں اپنے اس ساتھی استاد کی خداداد صلاحیتوں کا محبت کے ساتھ عقیدت مند ہوں خرطوم چلے جانے اور اپنا کورس مکمل کر لینے کے بعد ایک رفیقِ کار کی حیثیت سے مجھے موصوف کے ساتھ کام کرنے کا موقع نہیں ملا البتہ اخبارات و رسائل سے ان کے علمی و ادبی کاموں کا پتہ چلتا رہا اور ان کا ذکرِ خیر ہوتا رہا۔

مارچ 1986ء میں جب میرا تبادلہ یونیورسٹی کالج میر پور میں ہوا تو ایک بار پھر ان سے میل جول کی راہ نکل آئی اب موصوف میرے ہم پیشہ تو ضرور تھے مگر رفیقِ کار نہ تھے میر پور میں رہائش پذیری ہمارے ربط و تعلق کی بنیاد تھی میں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ میر پور میں مستقل رہائش اختیار کروں میرے اس فیصلے کے پیچھے بھٹی صاحب کی رائے اور پر خلوص خواہش بھی کارفرما تھی ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ خالق آباد میں ان کی بستی میں گھر بنالوں جو شائد میرے نصیب میں نہ تھا اور میں نے میر پور میں اپنے کنبہ کے مستقل قیام کا بندوبست شروع کر دیا یوں بھٹی صاحب سے ملاقات کے حالات پیدا ہو گئے میر پور میں منعقد ہونے والی علمی محافل میں بھٹی صاحب سے ملاقات ہوتی تو ان کے ادبی ذوق سے استفادہ کرنے کا موقع مل جاتا اگر چہ کہ میں خود شاعر نہیں لیکن مجھے علمی و ادبی محافل میں شمولیت کا ہمیشہ سے شوق رہا ہے میں یہ بات پوری سنجیدگی اور غیر جانبداری کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ 1986ء سے تا حال میر پور میں منعقد جس بھی تقریب میں پروفیسر رفیق بھٹی شریک ہوئے مجھے انہوں نے اپنے کلام اور گفتگو سے متاثر کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ ان کے اندر کوئی جادوئی طاقت ہے فنی اعتبار سے تو میں شاعری کے عیوب و محاسن سے واقف نہیں البتہ

Marfat.com

ظاہری حُسن وتاثر کے لحاظ سے بھٹی صاحب جب کلام پڑھتے ہیں تو سامعین کو متاثر کرتے ہیں جس محفل میں شریک ہوتے ہیں اس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ پروفیسر امین طارق قاسمی نے ان کے بارے میں صحیح لکھا ہے کہ ''موصوف جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے '' بھٹی صاحب نے گوجری سنگت کے پلیٹ فارم سے بھی گرانقدر علمی و ادبی کام کیا ہے جب میر پور میں علاقائی ادب کے فروغ کے تحریک کا آغاز ہوا تو پروفیسر محمد رفیق بھٹی، بابائے گوجری رانا فضل حسین، رانا غلام سرور صحرائی، بشیر سرتاج راجوروی، مرحوم و مغفور فیض اللہ جوشی، چوہدری منیر حسین، محمد شریف طارق ایڈووکیٹ اور دیگر کچھ لوگوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بالخصوص پروفیسر محمد رفیق بھٹی اور بابائے گوجری رانا فضل حسین نے علاقائی ادب کا دامن وسیع اور چہرہ روشن کرنے میں قابل قدر کام سرانجام دیا ہے بھٹی صاحب بڑی رواں اور شُستہ گوجری بولتے ہیں اور مجھے بھی گوجری زبان میں گفتگو کی ترغیب دیتے رہتے ہیں ایک بار جب میں نے موصوف سے روانی سے گوجری زبان بولنے کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ میری دادی صاحبہ مرحومہ و مغفورہ گوجر قبائل سے تھیں اور میرے آبائی گاؤں کے گرد ونواح میں بیشتر آبادی گوجروں کی ہے جن سے روزمرہ کے معاملات میں اشتراک کے باعث میں بخوبی گوجری زبان بولتا ہوں مجھے بھٹی صاحب کی اس بات سے کامل اتفاق ہے کہ علاقائی ادب کے فروغ کے بغیر ملکی یا قومی ادب کی ترقی ممکن نہیں موصوف بجا طور پر کہتے ہیں کہ علاقائی زبانیں دریا ہیں اور قومی زبان سمندر، اگر دریا خشک ہو جائیں تو سمندر سمٹ جاتے ہیں ان کا دامن سکڑ جاتا ہے اور گہرائی کم ہو جاتی ہے۔

یہ چند باتیں تو میں نے بھٹی صاحب سے اپنے ذاتی تعلق کے حوالے سے بیان کی ہیں ان کا

Marfat.com

تعلق موصوف کے روزمرہ معاملات اور معمولات سے ہے جہاں تک ان کی علمی و ادبی خدمات کا تعلق ہے اس بارے میں کچھ لکھنے یا کہنے کے لیے ضروری تھا کہ میرے پاس بھٹی صاحب کی منظوم یا منثور تخلیقات ہوں جن کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کچھ لکھ سکوں یا کہہ سکوں میری یہ ضرورت ان کی شائع شدہ کتب ''ستونِ دار'' ''لہونگر'' اور ''مُحسنینِ کشمیر'' حصہ اول سے پوری ہوئی یہاں میں کُھلے دِل سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں نہ تو تنقید نگار ہوں نہ تجزیہ کار اور نہ ہی سوانح نگار۔ البتہ کسی شخص یا ادب پارے کے بارے میں آسان لفظوں میں بے لاگ تبصرہ کرنا میرے لیے کوئی بڑی آزمائش نہیں میں اپنے دوست رفیق بھٹی کا رفیق ہوں رفاقت کے اس تعلق کی بنا پر مجھے ان میں خوبیاں ہی نظر آنی چاہیں لیکن میری یہ تحریر محض دوستانہ حوصلہ افزائی نہیں، مثبت سوچ کی حقیقت پسندانہ اپروچ ہے۔

''ستونِ دار'' ان کے شاعرانہ ذوق کا نقشِ اول ہے جو ان کی حُب الوطنی کا شاہکار اور مزاحمتی ادب کی ولولہ انگیز کاوش ہے یہ تحریکِ حریّتِ کشمیر کا منظوم تاریخی ریکارڈ ہے جسے پڑھ کر جہاں ریاست جموں و کشمیر کی گذشتہ تابناک تاریخ کا ادراک ہوتا ہے۔ وہاں کشمیریوں کی محکومیت اور مظلومیت کے اسباب کا پتہ بھی چلتا ہے اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ رفیق بھٹی ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ کا گہرا شعور رکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ اس ریاست کے جغرافیے سے بھی بخوبی واقف ہیں موصوف نے یہ کتاب جذبۂ آزادی سے سرشار ہو کر تاریخی و جغرافیائی حقائق کے حوالے سے لکھ کر شہیدوں اور غازیوں کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے ساتھ ہی اس بات کو بھی واضع کیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کی محکومی اور مفلوک الحالی کے اسباب خارجی کم اور داخلی زیادہ ہیں چھتیس (36) منظوم تحریروں کا یہ گلدستہ سرزمینِ وطن

Marfat.com

سے رفیق بھٹی کی والہانہ وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے نامور شاعر اور دانشور پروفیسر نذیر انجم ''وطن کا دردمند شاعر'' کے عنوان سے رفیق بھٹی کی شخصیت اور فن پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''محمد رفیق بھٹی'' نے وطن کے غم کو غم معاش پر ترجیح دی ہے وہ وطن سے عشق کو محترم اور مقدم سمجھتے ہیں وہ اپنی سانسوں اور تار پور کو وطن کی امانت سمجھتے ہیں ''پاکستان اور آزاد کشمیر کے نامور ماہرِ تعلیم ادیب اور شاعر پروفیسر محمد اکرم طاہر ''ستونِ دار'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''پروفیسر صاحب کا زیرِ نظر مجموعۂ کلام تاریخ و تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا فکر انگیز اور معنی خیز مرقع ہے جس کی ہر نظم پر دِل دھڑکنے لگتا ہے ''جہانِ علم و ادب کی جانی پہچانی شخصیت پروفیسر امین طارق قاسمی رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں ''آپ نے طالب علمی سے لے کر معلّمی تک کے طویل سفر میں ذوقِ سخن کو برقرار رکھا اُردو نظم و نثر کے میدانوں میں یکساں طبع آزمائی کی ذرائع ابلاغ کے تمام محاذوں پر کامیابی کے جھنڈے گاڑے متعدد ادبی تنظیموں کی تشکیل اور تکمیل میں حصہ لیا جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے ''''ستونِ دار'' کشمیری حریت پسندوں کا منشور ہے۔ 1989ء سے ریاست جموں و کشمیر میں آزادی کے لیے لڑی جانے والی جنگ کے مجاہدین کی فکری تربیت میں ''ستونِ دار'' کا بڑا عمل دخل ہے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت نے اس کتاب پر پابندی عائد کر رکھی ہے کیونکہ اس کی تحریریں بھارتی استبداد کے خلاف طبلِ جنگ کی حیثیت رکھتی ہیں اپنی ایک نظم میں گنگا جمنا کے باسیوں سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں

یہ عصرِ حاضر کا زندہ جاوید معرکۂ وجود کیا ہے؟
جنوب مشرق میں ویتنامی بہادروں کی نمود کیا ہے؟

Marfat.com

دلیر افغانیوں کے دستِ گرہ کش کی کشود کیا ہے؟
بدل رہا ہے جو رنگ چرخِ کبود اس کا سرود کیا ہے؟

رفیق بھٹی حرکت اور اُمید کے شاعر ہیں انہیں یقین ہے کہ حرکت میں برکت ہے اور اندھیروں کے بعد روشنی نمودار ہوتی ہے یہ شاعرِ مشرق کے فکر وفن سے فیضیاب ہیں یہ اندھیروں کے دبیز پردوں کے پیچھے آفتابِ جہاں تاب کو جلوہ افروز دیکھتے ہیں .اپنے ہم وطنوں کو روشن مستقبل کی نوید دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

صبح کا تارا روشن ہوگا رات کی کالی چادر سے
بس دو چار قدم باقی ہیں منزل آنے والی ہے
خاکِ وطن کو خونِ جگر سے قدم قدم شاداب کرو
آزادی کی محفل اپنا رنگ جمانے والی ہے

اپنی نظم ''سرگزشتِ کشمیر'' میں بھٹی صاحب نے لہورنگ کشمیر کا جو منظر بیان کیا ہے اسے پڑھ کر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں یہ منظر نامہ خیالی یا طلسماتی نہیں یہ وہ واردات ہے جو انہوں نے بچشم خود دیکھی ہے اور جس کی گواہی وادیٔ کشمیر کا پتا پتا اور بوٹا بوٹا دیتا ہے غاصب بھارتی افواج کی بربریّت کو ایسے اثر انگیز انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ چنگیزی جبروت بھی شرمانے لگتا ہے ایک بند ملاحظہ ہو۔

شبِ تاریک میں پُرہول گھٹائیں دیکھو
ارضِ کشمیر پہ ٹوٹی ہیں بلائیں دیکھو
ضبطِ مظلوم پہ ظالم کی ادائیں دیکھو

Marfat.com

جور پہ جور جفاؤں پہ جفائیں دیکھو
اتنے جاں سوز ہلاکو کے فسانے بھی نہیں
روم و یونان کے شاہوں کے زمانے بھی نہیں

بھٹی صاحب کی شاعری حالات سے سمجھوتہ کرنے کی بجائے حالات سے مقابلہ کرنے کے تصور پر قائم ہے ظلم برداشت کرنا ظلم کو فروغ دینا ہے ظالم وہ نہیں جو ظلم کرتا ہے بلکہ ظالم وہ ہے جو ظلم سہتا ہے مدافعت، مزاحمت اور مقابلہ بھٹی صاحب کی فکری اساس ہے ان کا سارا کلام اسی فکر پر استوار ہے اس سلسلہ میں ''ستونِ دار'' کی نظم ''ہم چھین کے لیں گے آزادی'' ''جنگ رہے گی جنگ رہے گی'' اور ''صبحِ آزادی'' بڑی مزاحمت افروز ہیں ''ستونِ دار'' میں بھٹی صاحب نے صرف تاریخِ حریت کو منظوم نہیں کیا بلکہ روشن مستقبل کی قندیلیں بھی روشن کی ہیں ''شکوہ'' ''جوابِ شکوہ'' اور ''منشورِ آزادی'' روشن مستقبل کی روشن دلیلیں ہیں۔

''ستونِ دار'' کی اشاعت سے رفیق بھٹی صاحب کی بے چین روح پوری طرح مطمئن نہ ہو سکی تو انہوں نے مزاحمتی ادب میں ایک اور جست لگائی ایک اور منزل سر کی جو ''لہونگر'' کے روپ میں ان کی وطنی شاعری کا کمال ہے ''لہونگر'' میں رفیق بھٹی نے شہیدانِ وطن کے گرم لہو کو خراج عقیدت پیش کیا ہے بقول ان کے یہ کتاب تحریک حُرّیت کشمیر کا عملی پہلو ہے کتا ب میں ''لہو کی خوشبو'' کے عنوان سے موصوف لکھتے ہیں۔

زبان و فن کا نہیں نمونہ
دل و جگر کی نمود ہے یہ

Marfat.com

سفر ہے تحریکِ حُرّیت کا
لہو نگر کا سرود ہے یہ

جواد جعفری صاحب سابق ڈائریکٹر کشمیر اکیڈمی پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا تعارف کرواتے ہوئے بجا لکھتے ہیں ''محمد رفیق بھٹی کی شاعری جہاں ایک بے چین روح کی پکار ہے وہیں اپنے اندر اس عصر کا پیغام بھی رکھتی ہے یہ پیغام کشمیر کے ان مجاہدوں کے نام ہے جو اپنے گرم لہو سے لوحِ عصر پر اعلانِ آزادی لکھ رہے ہیں '' پروفیسر صفیہ اکرم صاحبہ ناظمِ تعلیمات کالجز میر پور ڈویژن (ریٹائیرڈ) نے لہونگر کے مندرجات پر جو پُر مغز تبصرہ کیا ہے اس کی چند سطور ملاحظہ ہوں ''لہونگر پڑھتے ہوئے مجھے ایسا لگا جیسے رفیق بھٹی علم اٹھائے ہوئے میدانِ کارزار میں میرے آگے آگے چل رہے ہیں اور وطن کے بیٹوں میں آزادی کے لیے تڑپ پیدا کر رہے ہیں یہ آن یہ شان تو دیکھنے والی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے اور دردمند دِل ہی محسوس کر سکتا ہے بھٹی صاحب کے حصے میں یہ دولت کچھ زیادہ ہی آئی ہے۔''

جناب جسٹس عبدالمجید ملک چیف جسٹس (ریٹائیرڈ) عدالت عالیہ آزاد حکومت جموں و کشمیر نے ''لہونگر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے کلام میں قدم قدم جموں و کشمیر کی آزادی کی پکار کے ساتھ ساتھ شہداء کے خون کے موتی کہکشاں کی مانند فروزاں ہیں بھارت کا غاصبانہ، جابرانہ اور ناجائز تسلط، ریاستی دہشت گردی اور وحشیانہ انداز میں انسانی عظمت اور حقوق کی پامالی کو اُجاگر کرتے ہوئے انہوں نے حُرّیت پسندوں کو نئے ولولہ اور عزم سے روشناس کیا لہونگر میں مندرج کلام میں انوکھا پن بدرجہ اَتَم پایا جاتا ہے نوجوان نسل بالخصوص بھٹی صاحب کی فکر سے روشنی حاصل کر کے وطن کی آزادی کو قریب تر کر دے

Marfat.com

گی ''ادبی دُنیا کی ایک قد آور شخصیت شاعر، ادیب اور علاقائی ادب کے ماہر جناب مشتاق شادمرحوم ومغفور نے اس منظوم شاہکار پر ''لہونگر میں ایک سفر کے عنوان'' سے جو مضمون باندھا ہے اس سے زیادہ جاندار تبصرہ شائد ہی کسی اور سے ممکن ہو وہ لکھتے ہیں ''رفیق بھٹی حساس اور دردمند دِل رکھنے والے شاعر ہیں وطن کا پیار اور مٹی کی محبت ان کے ہر قطرہ خون میں رچی بسی ہے ''لہونگر'' ان کی اس وطن دوستی کا دوسرا ثبوت ہے اس سے پہلے 1994ء کے اوائل میں ان کی کتاب ''ستونِ دار'' اپنی ولولہ انگیز نظموں کی وجہ سے قبول عام کی سند حاصل کر چکی ہے اتنے قلیل عرصہ میں ایک اور بھرپور کتاب کی تخلیق پا جانے میں جہاں خدائے بزرگ وبرتر کی مرضی و منشا شامل ہے وہیں رسول پاک ﷺ کی غیبی امداد بھی شاملِ حال ہے ''''لہونگر'' کے حوالے سے محاذ رائے شماری کے بانی بزرگ سیاستدان جناب عبدالخالق انصاری ایڈووکیٹ کے خیالات رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کے لیے پیش کیے جانے والے خراجِ تحسین کی معراج معلوم ہوتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔ ''لہونگر'' کے مطالعے سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اس کا اجمالی خاکہ یہ ہے کہ پروفیسر محمد رفیق بھٹی صرف حُب الوطنی کے ایمان افروز جذبوں سے سرشار ایک شاعر ہی نہیں بلکہ تاریخ وتحریکِ حُرّیت کے بیباک ترجمان اور حُرّیتِ فکر وعمل کے علمبردار بھی ہیں ان کے کلام میں پاکیزگی افکار اور شیرنئی زبان کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی نغمگی اور سرور آور لطافت بھی ہے۔۔۔۔۔لہونگر مزاحمتی اور عصری ادب میں ایک گرانقدر ادبی اضافہ ہے۔''

دانشوروں کی ان آراء سے پروفیسر رفیق بھٹی کی شخصیت اور فن کی تابناکی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کلام کی بے ساختگی، خیالات کی پاکیزگی، فکر کی بلندی، موضوعات کی رنگا

Marfat.com

رنگی،لفظوں کی شیرینی اور شعروں کی نغمگی ایسے محاسن ہیں جنہیں قدرت کا عطیہ ہی کہا جاسکتا ہے خود ساختہ نظریات کی کڑی دھوپ میں رفیق بھٹی کا کلام ایک ایسا سایہ دیوار ہے جس کے نیچے بیٹھ کر قاری قلبی آسودگی اور ذہنی سکون محسوس کرتا ہے۔یوں ''لہونگر'' کی ہر نظم قابض بھارتی فوج اور اکھنڈ بھارتی سامراج کے لیے شمشیرِ بے نیام اور برقِ خرمن سوز ہے لیکن جن نظموں نے میرے دِل و دماغ میں طوفان برپا کیا ہے اُن میں ''نوحہ لکھوں کہ مرثیہ''''لہونگر کا شباب دیکھو''''آب رودِ پونچھ''''حبہ کدل ہے کہ کربلا ہے''اور''زنجیر ٹوٹنے کی آواز آرہی ہے''قابل ذکر ہیں نظم''نوحہ لکھوں کہ مرثیہ'' کا آخری بند ملاحظہ فرمائیں۔

شب ڈھل رہی ہے صبح کا منظر قریب ہے
بادِ صبا بہارِ چمن کی نقیب ہے
دیکھے گا رنگ و نور جو روشن نصیب ہے
میں حریّت کے خواب کی تعبیر کیا کروں
نوحہ لکھوں کہ مرثیہ تحریر کیا کروں

''آب رودِ پونچھ'' میں دریائے پونچھ سے مخاطب ہوکر بھٹی صاحب نے جس دردمندی کے ساتھ پانی کی روانی اور موجوں کے اضطراب سے خطاب کیا ہے وہ وطن کی مٹی سے محبت اور وطن کی آزادی کی تڑپ کا ایمان افروز انداز ہے ذرا اس بند پر غور فرمائیں۔

دشمنِ ارضِ وطن نے کر دیے ہیں پائمال
وہ ترے پُرکیف منظر وہ ترا حُسن و جمال
خون میں ڈوبا ہوا ہے تیرے چہرے کا گلال

Marfat.com

بھول سکتا ہی نہیں دِل سے مرے تیرا خیال
اب نہ موجوں میں تڑپ باقی نہ وہ گرداب
جو سنا افسانہ ہے اور جو بھی دیکھا خواب ہے

نظم ''آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا'' پڑھتے ہوئے ریاست جموں وکشمیر کے قابل فخر ماضی پر سر فخر سے بلند اور حال کی بدحالی سے دِل بے چین ہو جاتا ہے بے چینی کے عالم میں شب تاریک کے پردے سے روشن و درخشاں مستقبل کا آفتابِ جہاں تاب بھی ابھرتا دکھائی دیتا ہے .ذیل کا بند تابناک مستقبل کا الہام ہے۔

اپنے شہیدوں کے صدقے تقدیر بدلنے والی ہے
آزادی کی شمع اس محفل میں جلنے والی ہے
جورو جفا کی تاریکی تنویر میں ڈھلنے والی ہے
بس دو چار قدم پر روشن منظر ہے اجیاروں کا

آؤ بچو تمہیں سناؤں میں اک گیت چناروں کا
آزادی کا ایک ترانہ نوحہ ظُلم کے ماروں کا

تحلیلِ نفسی کی مناسبت سے رفیق بھٹی کا کلام بڑا اضطراب انگیز اور روح پرور ہے ''لہونگر'' میں ''روز ڈر کر جاگ جاتا ہوں'' اور ''جھنڈیاں ہم نے چرائی تو نہیں'' ایسی نظمیں ہیں۔جن کی تخلیق نے رفیق بھٹی کو امر کر دیا ہے انسان کے اندر خوف اور معاشرتی تفاوت نے عام آدمی کے لیے بیچارگی اور بے چہرگی کا جو ماحول پیدا کر رکھا ہے اسے محسوس کرنا ہو تو ان دو نظموں کو

Marfat.com

پڑھ لیجئے دہشت گردی اور معاشی استحصال کا جو کلچر پروان چڑھ رہا ہے وہ ان نظموں کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔

ان دو مطبوعہ شعری تصانیف کے علاوہ حال ہی میں رفیق بھٹی نے ''مُحسنینِ کشمیر'' حصہ اول لکھ کر نثر کا میدان بھی مار لیا ہے یوں تو موصوف تین دہائیوں سے اخبارات اور مجلّات کے لیے علمی و ادبی اور تحقیقی مقالات لکھتے آ رہے ہیں اور ایک جاندار نثر نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ لیکن ''مُحسنینِ کشمیر'' حصہ اول کی اشاعت جہاں ادبی دُنیا اور تحقیقی میدان میں ایک گرانقدر پیش رفت ہے وہاں کشمیریات کے شعبہ کے لیے ایک قابلِ فخر اثاثہ بھی ہے۔ محبِ وطن کشمیریوں کی نوجوان نسل کے لیے بھٹی صاحب کی یہ کتاب بڑی فکر انگیز ہے یہ ادیبانہ رواداری اور محققانہ غیر جانبداری کا عالمانہ شاہکار ہے نامور شاعر اور ادیب آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی کے پروفیسر نذیر انجم اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں ''سرزمینِ کشمیر نے جن عظیم سپوتوں کو جنم دیا ہے اُن میں بعض مشاہیر کا تذکرہ لکھ کر پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اہم علمی ضرورت کو پورا کیا ہے پروفیسر رفیق بھٹی روشن خیال اور صاحبِ اسلوب قلم کار ہیں جو اپنی تحریروں میں اپنے عہد کی گواہی دیتے نظر آتے ہیں انہوں نے اپنی زیرِ نظر تصنیف میں تاریخی حقیقتوں کا اظہار اعلیٰ ظرفی اور تہذیبی سبھاؤ کے ساتھ کیا ہے اور صداقت کے آئینے کو ذاتی نظر کی گرد سے بچا کر صرف صداقت کی معروضیت کو پیشِ نظر رکھا ہے ان کی تحریروں میں آفاقی علویّت اور خالص انسانیت کا رچاؤ ہے ''مُحسنینِ کشمیر'' لفظی طلسم بندیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ تاریخی حقیقتوں کی آئینہ دار جامع دستاویز ہے'' پاکستان ٹی وی اور قومی اخبارات نے اس کتاب کے مندرجات کو سراہا ہے قومی اخبارات میں روزنامہ پاکستان اسلام آباد

Marfat.com

مورخہ 30 اکتوبر 2001ئمیں ''وادی جمالی'' کے معروف کالم نگار جناب عبدالقادر بٹ نے ''محسنینِ کشمیر'' پر جو کالم لکھا ہے وہ اہلِ فکر ونظر کے ساتھ ساتھ ایوانِ اقتدار میں مسند نشین صاحبانِ بست وکشاد کے لیے بھی چشم کشا ہے۔

''حرفِ تمنا'' کے عنوان سے پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اس کتاب کے نفسِ مضمون کو بڑی بیباکی اور عمدگی سے بیان کیا ہے کتاب کا مختصر زبانی تعارف کرواتے ہوئے موصوف نے مجھے بتایا کہ جس طرح شہروں، قصبوں، سڑکوں اور سرکاری املاک پر لوگوں نے ناجائز تجاوزات کر لی ہیں اسی طرح تحریکِ حُریّت کشمیر پر بھی تجاوزات کا عمل جاری ہے جن لوگوں نے اس کی آزادی اور تاریخی وجغرافیائی شناخت کی بحالی کے لیے بلا کسی صلہ وستائش کے مالی جانی اور علمی ایثار کیا ہے وہ پس منظر میں چلے گئے ہیں اور جن کی ہینگ لگی نہ پھٹکڑی وہ تحریک کے ہیروز شمار ہو رہے ہیں۔ دانشورانِ کشمیر کو چاہیئے کہ وہ ان تجاوزات کو ہٹائیں حقداروں کو ان کا حق ادا کریں قلمی جہاد کے ذریعے حق و باطل میں واضح خطِ امتیاز کشید کریں ''حرفِ تمنا'' سے مندرجہ ذیل سطور نمونے کے طور پر ملاحظہ ہوں ''اس داستانِ غم (تحریکِ حُریّت) کا فکر انگیز پہلو یہ بھی ہے کہ گذشتہ صدی میں شعوری یا غیر شعوری طور پر غیر ملکی سامراجی قوتوں نے بڑی شاطرانہ دوراندیشی سے یہاں ایسے لوگوں کو مختلف حیلوں بہانوں سے متعارف کروایا جنہیں میں اپنے لفظوں میں تجاوزات سمجھتا ہوں ضروری ہے کہ ان تجاوزات کو گرا کر اصل محسنینِ کشمیر کے قد کاٹھ نمایاں کیے جائیں جو پوری ریاست جموں وکشمیر کی جغرافیائی وحدت اور تاریخی شناحت کے لیے عمر بھر وقف رہے اور وطن کی محبت میں وہ قرض بھی ادا کر گئے جو ان پر واجب نہ تھے یہ کام بڑا مشکل، صبر آزما اور حوصلہ شکن بھی ہے لیکن اس اُمّید پر کہ اچھا کام

Marfat.com

تھوڑا ابھی لائقِ تحسین ہوتا ہے ضرور کیا جانا چاہیئے۔"

"مُحسنینِ کشمیر" حصہ اول کی تخلیق بھی رفیق بھٹی کے جذبۂ حب الوطنی کا نتیجہ ہے کتاب میں ادبی اور تاریخی حقائق کو شُستہ اور شگفتہ مگر سہل زبان میں دلنشین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے "رفیق بھٹی کے نام ایک شام" کی بھرپور محفل میں پروفیسر محمد سعید ظفر نے رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے اس بات کا عالمانہ اعتراف کیا ہے کہ شاعر اور ادیب ہونے کے علاوہ رفیق بھٹی نے "مُحسنینِ کشمیر" حصہ اول تصنیف کر کے ثابت کر دیا ہے کہ موصوف محقق بھی ہیں اور مورخ بھی پروفیسر سعید ظفر صاحب نے اپنی عالمانہ گفتگو میں فرمایا کہ تاریخ کے طالب علم اور استاد ہونے کے باوجود "محسنینِ کشمیر" کے مطالعے سے تاریخِ کشمیر کے بارے میں میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔

ادبی اعتبار سے "مُحسنینِ کشمیر" کا انداز بیان پرکشش، علمی اعتبار سے اس کا مواد جدت افروز اور فکری اعتبار سے اس کے موضوعات انقلاب انگیز ہیں نثر کے میدان میں رفیق بھٹی کی یہ مربوط اور مبسوط علمی کاوش علم و ادب دونوں کے لیے خوبصورت تصنیف شمار ہوگی رفیق بھٹی علم و ادب کے میدان میں جس مقام پر کھڑے ہیں یہ اتفاقیہ یا حادثاتی نہیں موصوف یہاں پہنچتے پہنچتے عمر عزیز کی کئی منزلوں سے گذرے ہیں ان کی کئی شامیں اداس اور کئی راتیں مضطرب گذری ہونگی کئی خاردار جھاڑیوں اور سم آلود ہواؤں نے انہیں روکا ہوگا۔ کہیں بادل گرجے ہونگے۔ کہیں ژالہ باری ہوئی ہوگی لیکن اس مسافر نے ہر طرح کی آزمائشوں میں اپنا سفر جاری رکھا ہوا ہے کاغذ اور قلم سے ان کا رشتہ جنون کی حد تک ہے جہاں تک میں نے دیکھا ہے پڑھنے اور لکھنے سے انہیں عشق ہے اس عشق پر نہ جانے انہوں نے کتنے

Marfat.com

معاشقے قربان کیے ہونگے مگر لکھنے پڑھنے کا یہ عشق ان کی حُب الوطنی کی کوکھ میں پرورش پاتا ہے۔ان کی تحریروں میں نثر کے علاوہ شاعری کی کم وبیش تمام اصناف ملتی ہیں خالص انسانی جذبوں کے تحت لکھتے ہیں میرا یہ تبصرہ ان کی شائع شدہ تین کتب کا احاطہ کرتا ہے حالانکہ انہوں نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے جس پر یقیناً مستقبل کے قلم کار قلم اٹھائیں گے آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ رفیق بھٹی قلمکار قبیلے کے اس گروہ کے فرد ہیں جن کے افکار میں جدت خیالات میں پاکیزگی، جذبات میں متانت اور اظہار میں شائستگی رچی بسی ہے علم وادب کے لیے ان کی خدمات کا اعتراف عالمانہ دیانتداری اور دانشورانہ انصاف ہے جس کے لیے سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور آزاد کشمیر کے منتظمین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

پروفیسر محمد شریف راجوروی
انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز
آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

ایک ہمہ جہت شخصیت

جناب صدرِ محفل، گرامی القدر مہمانِ خصوصی

محترم صاحبِ شام، دانشورانِ ملت

صحاف صاحبان و حاضرینِ کرام

سب سے پہلے میں سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے منتظمین جمیل احمد جمیل، قدیر احمد قدیر اوران کے ساتھیوں کو دِلی مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے حالات وواقعات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے خطۂ کشمیر کے ایک نامور دانشور، شاعر اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ شام منانے کا احسن فیصلہ کیا ہے بلاشک وشبہ یہ لائقِ تحسین فیصلہ ہے پروفیسر رفیق بھٹی کو یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ آج میر پور کے اہلِ علم، دانشور اور ماہرین تعلیم انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے اتنی بڑی تعداد میں جمع ہیں۔

حضراتِ گرامی پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں ایک لائق استاد، ایک ماہرِ تعلیم، دانشور، محقق، ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ کامیاب منتظم بھی ہیں موصوف میری غلام دھرتی کشمیر جنت نظیر کی پہچان ہیں اور اپنے اعلیٰ خیالات ونظریات، اپنی محنت ولگن اور وطن دوستی کی وجہ سے ہمارے دِلوں کی دھڑکن بن چکے ہیں خطہ کشمیر کے ہر حصہ میں ان کے دوست احباب اور شاگردوں کی ایک کثیر تعداد جذبۂ آزادی سے سرشار وطن کی آزادی کی جنگ جاری رکھے ہوئے ہے یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے اس اعلیٰ علمی وادبی خدمت اور قلمی جہاد کی وجہ سے پروفیسر رفیق بھٹی کو فرزندِ کشمیر

Marfat.com

اور شاعرِ کشمیر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے اس حوالے سے ان کی خدمات اور کاوشوں کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔

علم وادب میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ پروفیسر رفیق بھٹی ایک اعلیٰ پائے کے منتظم بھی ہیں مجھے ان کے ساتھ کچھ عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا ہے میں نے انہیں اپنے فرائضِ منصبی میں ہمہ وقت مصروف کار پایا ان کی فرض شناسی اور انتظامی استعداد قابلِ رشک ہے. آزاد کشمیر کے شعبہ تعلیم میں گذشتہ 30 سالوں سے منسلک چلے آرہے ہیں اور ان کا شمار آزاد کشمیر کے سنئیر موسٹ پرنسپلز میں ہوتا ہے باحیثیت پرنسپل آپ مختلف اداروں میں اپنی انتظامی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں بھٹی صاحب ایک خوش گفتار، معاملہ فہم اور دوٹوک و بروقت قوتِ فیصلہ رکھنے والے منتظم ہیں طلبہ اور اساتذہ کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ معاشرتی رویوں کی اصلاح کے لیے بھی سرگرم عمل رہتے ہیں کالجوں میں نظم ونسق کا مسئلہ ہو یا یونیفارم کا نفاذ، نصابی وہم نصابی سرگرمیاں ہوں یا تعمیر وترقی کا کام نظامِ تعلیم ہو یا معیارِ تعلیم کی بات بھٹی صاحب ہر مسئلہ بڑی دانشمندی اور مہارت سے حل کرتے نظر آتے ہیں میرے علم کے مطابق آپ واحد پرنسپل ہیں جو انگریزی، اُردو، ہندی فارسی، پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبانوں میں اپنا نکتہ نظر خوبصورتی سے پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں میں یہ بات پورے یقین سے لکھ رہا ہوں کہ پروفیسر رفیق بھٹی طلبہ، اساتذہ اور تعلیمی امور کا عالمانہ ادراک اور ان کے سلجھانے کی مہارت تامہ رکھتے ہیں یہی خوبیاں موصوف کو دیگر ماہرینِ تعلیم اور منتظمین سے ممتاز کرتی ہیں۔

جنابِ من..... پروفیسر محمد رفیق بھٹی کو اللہ تعالیٰ نے علم وادب کے ساتھ حُسنِ خطابت سے بھی

Marfat.com

نوازا ہوا ہے کوئی بھی مشکل سے مشکل موضوع زیر بحث ہو آپ اس کا حق ادا کر دیتے ہیں یار لوگوں نے تو کئی بار اس کی آزمائش بھی کی ہے بن بتلائے کسی تقریب یا فنکشن میں لے گئے وہاں اظہارِ خیال کے لیے بلایا گیا تو موصوف نے حُسنِ مہارت سے اپنے خیالات کو موثر انداز میں پیش کر کے سامعین کو متاثر کیا اس اعتبار سے ان کی صلاحیتیں قابلِ داد ہیں اگرچہ معاشیات کے استاد ہیں لیکن دیگر علوم پر بھی آپ کی گرفت قابلِ رشک ہے کسی پیچیدہ اور اہم موضوع پر بحث و مباحثہ میں آپ کا دِل و دماغ فوراً حرکت میں آجاتے ہیں اپنے مخصوص انداز میں لیکچر شروع کر دیتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے حاضرین و سامعین کے لیے ایک زبانی مقالہ گوش گذار کر دیتے ہیں یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ موصوف بعض اوقات کسی محفل میں بن بلائے آجاتے ہیں اور سقراط کی طرح اپنے دانشورانہ خیالات کا اظہار شروع کر دیتے ہیں ان کا یہ انداز نمائشی نہیں ہوتا بلکہ حاضرین کی فکری سطح کو بلند کرنے کی غرض سے ہوتا ہے اس عالمانہ روش پر بعض لوگ انہیں تنقید کا نشانہ بھی بناتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کی نظر دور نا معلوم مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات پر ہوتی ہے جن کی سچائی کا بہت بعد میں احساس ہوتا ہے۔

پروفیسر رفیق بھٹی اپنے ادارے میں کسی استاد کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتے طلبہ کے خالی پیریڈز میں جانا اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں اور جس بھی کلاس میں جاتے ہیں طلبہ کو مطمئن کرتے ہیں. بھٹی صاحب صوفیاء کرام سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں. صوفیاء کا کلام انہیں ازبر رہتا ہے خاص کر میاں محمد بخشؒ سے عقیدت کا یہ عالم ہے کہ ان کے عرس مبارک پر بھی حاضری دیتے ہیں اور سیف الملوک کے سینکڑوں اشعار زبانی سنا سکتے ہیں شاعرانہ کمال کے اعتبار

Marfat.com

سے حضرت میاں محمد بخشؒ کو پنجابی زبان کا بائرن Byron قرار دیتے ہیں اور کئی حوالوں سے میاں صاحبؒ کو بائرن سے برتر ثابت کرتے ہیں انگریزی ادب کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میں نے بھی بائرن کا مطالعہ کیا ہے مگر رفیق بھٹی صاحب کی زبانی میاں محمد بخشؒ کے عارفانہ کلام کی تشبہات اور استعارے (Symbols and Imageries) سن کر میں بھی بائرن کو (Poetic Justice) کی بنا پر میاں صاحبؒ سے کم تر سمجھنے لگا ہوں بھٹی صاحب کی میاں محمد بخشؒ شناسی نے مجھے ان کا گرویدہ کر رکھا ہے۔

حضراتِ محترم..... بعض لوگ بھٹی صاحب کے بارے میں عجیب وغریب قسم کے نظریاتی اختلافات رکھتے ہیں مگر میری معلومات کے مطابق پروفیسر رفیق بھٹی مذاہب عالم کا گہرا ادراک رکھتے ہیں اور اس کا عالمانہ اظہار کر کے ہمیں دعوت فکر دیتے رہتے ہیں جس کے باعث انہیں شدید تنقید کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے مگر اپنے موقف کو دلائل سے ثابت کرتے ہوئے ثابت قدم رہتے ہیں اب تو یہ عالم ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو عالم گیر علم وادب کی تخلیق وتشکیل کے لیے وقف کر رکھا ہے ان کے ہاتھوں میں ہر وقت مسودات کا ایک لفافہ اور قلم ہوتا ہے جس پر ان کے ساتھی حیرت سے متوجہ ہوتے ہیں ادبیاتِ کشمیر کے گہرے مطالعے کے ساتھ جذبۂ آزادی سے سرشار ہو کر رفیق بھٹی نے جو منظوم ومنثور کُتب تخلیق کی ہیں وہ کشمیریات میں ایک گراں مایہ اضافہ ہیں اپنی ان تخلیقات کے باعث پروفیسر رفیق بھٹی نے فرزندِ کشمیر کی حیثیت سے اپنی پہچان کروالی ہے آج جب کہ تحریکِ حُرّیت کشمیر اور دہشت گردی (Terriorism) کو گڈمڈ کیا جارہا ہے اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم رفیق بھٹی کی شاعری کے حوالے سے تحریکِ حریت اور دہشت گردی میں واضح فرق کو ملکی اور عالمی سطح

Marfat.com

پراجاگر کر کے آزادی کی تحریک کو جاری وساری رکھیں تاکہ جس مقصد کے لیے کشمیری قوم نے ہزاروں بے گناہ انسانوں کی قربانیاں دیں ہیں اس کے حصول میں کوئی سازش رکاوٹ نہ بن سکے۔

جنابِ والا..... پروفیسر محمد رفیق بھٹی سے میرا ایک اور تعلق بھی بنتا ہے وہ یہ کہ پروفیسر بھٹی آزاد کشمیر کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن کے منتخب نائب صدر اور قائم مقام صدر بھی رہے ہیں انہوں نے نہ صرف آزاد کشمیر میں بلکہ پاکستان میں بھی اساتذہ کے معاملات اور مسائل کو حل کرانے میں تاریخ ساز کام کیا ہے بھٹی صاحب آج آزاد کشمیر کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن سے ایک قدم آگے بڑھ کر آزاد کشمیر پرنسپلز ایسوسی ایشن کے کنوئینر بن گئے ہیں اور اس حیثیت میں اپنی ذمہ داریاں بھی اَحسن طریقے سے نبھا رہے ہیں آج جب کہ ہمارے قومی تعلیمی معاملات کو سیاسی اور ذاتی مفادات کے طابع کر دیا گیا ہے رفیق بھٹی جیسے دانشور اور ماہرِ تعلیم کو آگے بڑھ کر اس کی اصلاح کے لیے اپنی خداداد صلاحیتیں بروئے کار لانی چاہیں حکومت اور حکمرانوں کو بھی ایسے لوگوں کی مشاورت اور راہنمائی سے استفادہ کرنا چاہیئے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا ذہن مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا ادراک رکھتا ہے جبکہ ان کی نظر نیلگوں آسمان کی وسعتوں میں ٹمٹاتے تاروں کے حالات سے آگاہ ہے اسی دوراندیشی اور بلند فکری کے باعث ان کے خیالات وافکار سے بعض لوگوں کو اختلاف ہو جاتا ہے مجھے ان کے اس قول سے پورا اتفاق ہے کہ "Reality lies not in being but in becoming" یعنی حقیقت بننے میں ہے ہونے میں نہیں موصوف کی فکری اساس شاعرِ مشرق کے اس شعر پر ہے۔

Marfat.com

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

حضراتِ محترم..... آخر میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پروفیسر محمد رفیق بھٹی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں جو اپنے علمی وادبی اور تعلیمی وتحقیقی ذوق وشوق کے حوالے سے ایک بلند مقام پر فائز ہیں ان کے افکار میں پاکیزگی، گہرائی اور بالغ النظری ہے اپنے سائنسی اندازِ فکر ونظر کی وجہ سے بلاشک وشبہ ملک وملت کے روشن مستقبل کے لیے فکرمند رہتے ہیں ان کی دوراندیشی اور بصیرت ہمارے لیے اثاثے کی حیثیت رکھتی ہے میں اس محفل کے شرکاء کے ساتھ پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی وادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی درازیٔ عمر کے لیے دعا گو ہوں شکریہ

پروفیسر محمد بشیر چوہدری (شعبہ انگریزی)
گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور آزاد کشمیر

Marfat.com

ہر فن مولا

صاحبِ شام برادرم پروفیسر محمد رفیق بھٹی

صدرِ محفل، مہمانِ خصوصی و سامعین کرام

اس محفلِ شام کا دعوت نامہ تو بروقت ملا لیکن میں قدرے دیر سے حاضر ہوا ہوں اس تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں مجھ سے پہلے بہت سے عالم و فاضل ساتھیوں نے پروفیسر رفیق بھٹی کے بارے میں مضامین پڑھے ہیں اور گفتگو بھی کی ہے جن سے موصوف کی شخصیت اور فن کے کئی گوشے اجاگر ہوئے ہیں ان کی شاعری اور ادب کے بارے میں بہت باتیں ہوئیں ہیں اور جتنی باتیں ہوئیں ہیں وہ بلا مبالغہ ہیں رفیق بھٹی ایک کثیر الجہت شخصیت ہیں لیکن میں ان کے ایک انسان ہونے کے حوالے سے بات کروں گا میرا ان کے ساتھ پرانا اور قریبی تعلق رہا ہے جو اب تک موجود ہے میرے ان کے ساتھ تعلق کے کئی حوالے ہیں، یہ میرے ساتھی طالب علم رہے ہیں میرے رفیقِ کار رہے ہیں میرے دوست رہے ہیں اور دوست ہیں میں زمانۂ طالب علمی سے ان کو جانتا ہوں سچی بات یہ ہے کہ رفیق بھٹی طالب علمی کے دور سے ہی ایک منفرد حیثیت کے حامل تھے جب ہم گورنمنٹ ڈگری کالج پونچھ (مقبوضہ کشمیر) میں زیرِ تعلیم تھے اس وقت بھی کالج میں ان کی علمی و ادبی شناخت تھی ان کی شاعری اس وقت بھی ساتھی طالب علموں کے لیے پُرکشش تھی۔

ابھی محترم برادرم پروفیسر محمد سعید ظفر نے فرمایا ہے کہ شروع شروع میں مجھے رفیق بھٹی کی شاعری میں کوئی کشش دکھائی نہیں دی۔ لیکن میرا مشاہدہ ان سے بالکل مختلف ہے میرے

Marfat.com

مشاہدے کی تاریخ پرانی ہے یعنی 1960ء کی دہائی سے تا حال اس پورے عرصہ میں رفیق بھٹی صاحب میرے نزدیک ایک اچھے شاعر اور قلم کار کی حیثیت سے نمایاں رہے ہیں لیکن شاعر اور ادیب کے مقام سے بڑھ کر موصوف ایک دردِ دِل رکھنے والے ہمدرد انسان ہیں جو دوسروں کے دُکھ درد کو اپنا روگ بنا لیتے ہیں یہ خوبی بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے پڑھنے لکھنے میں یہ کتابوں کے کیڑے اور کاغذوں کے دشمن ہیں طالب علمی کے زمانے سے لے کر تا حال ان کی شخصیت کا یہ پہلو قابلِ ستائش ہے۔

ان کی شخصیت کی ایک اور خوبی جس کا میں بطور خاص ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ موصوف اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتے اگرچہ کہ سبھی انسانوں کا یہی خاصا ہے لیکن بھٹی صاحب کے حصے میں یہ خوبی کچھ زیادہ آئی ہے نہ صرف اپنے معاملات میں مداخلت برداشت نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے معاملات میں بھی دخل اندازی نہیں کرتے بھٹی صاحب عدمِ مداخلت کی پالیسی کی ایک عملی تصویر ہیں مدبرانہ خیالات کے حامل دور اندیش آدمی ہیں انقلابی نظریات رکھتے ہیں مذاہبِ عالم پر ان کا مطالعہ وسیع بھی ہے اور گہرا بھی اکثر کہتے ہیں کہ دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی بنیادی تعلیم میں یکسانی پائی جاتی ہے جدتِ خیالات کے باوجود صوفیانہ مسلک کے پیروکار ہیں بابا فرید گنج شکرؒ، شاہ حسینؒ، سائیں بلھے شاہؒ، سید وارث شاہؒ اور حضرت میاں محمد بخشؒ جیسے صوفیاء کی تعلیمات سے متاثر ہیں۔

ان کے دِل پر تصوف اور دماغ پر سائنس کا قبضہ ہے معاشی محرکات کو معاشرے کی تشکیل کی غالب اور مؤثر قوت قرار دیتے ہیں معاشیات کے بڑے اچھے استاد ہیں میری معلومات

Marfat.com

کے مطابق آزاد کشمیر میں معاشیات کا شاید ہی کوئی دوسرا استاد ان سے بہتر ہو اپنے طالب علموں میں بے حد مقبول ہیں اپنے سائنسی اندازِ فکر کے باعث بعض لوگ ان سے اختلاف بھی رکھتے ہیں یہاں تک کے فتوؤں سے بھی نوازے جاتے ہیں بڑے مذہبی آدمی ہیں لیکن مذہب کو انسان اور خدا کے مابین ایک مقدس اور خفیہ رشتہ مانتے ہیں ان کے بارے میں کئی اور باتیں کرنے کی ہیں جو تلخ تو ہیں لیکن حقیقت کے قریب بھی ہیں قانون کے طالب علم ہونے کے ناطے اکثر کہتے ہیں کہ عدالتیں فیصلے کرتی ہیں انصاف نہیں کرتیں انصاف صرف اللہ کی ذات کر سکتی ہے جو علیم و خبیر ہے۔

بھٹی صاحب ملک کے ایک بڑے بینک، حبیب بینک لمیٹڈ کی آفیسری کو لات مار کر پیغمبروں یا قلندروں کے پیشے میں شامل ہوئے ہیں اگر بینک میں رہتے تو بڑے اعلیٰ مقام پر ہوتے کیونکہ ذہین اور محنتی آدمی ہیں یہ علم و ادب سے ان کی شعوری یا لاشعوری وابستگی کا نتیجہ ہے کہ مالی مفادات کو چھوڑ کر علمی مفادات کو ترجیح دی معاشیات کے طالب علم ہونے کے باوجود بظاہر ان کا یہ رویہ مجھے غیر معاشی محسوس ہوتا ہے انہیں علم سے محبت اور تدریس کے شوق سے کیا ملا! اس کے بارے میں یہی بہتر جانتے ہیں میں تو یہ کہوں گا کہ محکمہ تعلیم نے ان کی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ نہیں کیا۔ پوری سروس گاڑیوں پر سفر میں گذار دی بڑی ہمت والے، جرأتمند بلکہ غیرت مند استاد ہیں پوری ملازمت میں خودداری کو قائم رکھا وزیروں، مشیروں اور حکام بالا کے دفاتر میں حاضری نہیں دیتے البتہ اپنا کام پوری پیشہ ورانہ دیانت داری سے سرانجام دیتے ہیں کسی تنظیم یا گروپ میں شامل نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ میں خود ہی ایک تنظیم ہوں. ان کی ایک کمزوری یہ ہے کہ دوسروں کے فائدے کے لیے اپنے لیے

Marfat.com

مشکلات پیدا کر لیتے ہیں دوسری کمزوری جس کا میں ذکر کروں گا یہ ہے کہ انتظامی امور میں بے لچک ہیں ان کا کہنا ہے کہ گدھے اور گھوڑے میں تمیز ہونی چاہیئے ان کے ماتحت رفقاء کار کو ان سے شکایت رہتی ہے کہ قلم کی مار دیتے ہیں اس موضوع پر جب کبھی ان سے پوچھا گیا تو کہتے ہیں کہ کمتر کو بہتر کہنا بہتر کو کم تر بنانا ہے بہر حال محکمہ تعلیم میں ان کا شمار اچھے اساتذہ اور اچھے پرنسپلز میں ہوتا ہے۔

ان کی ذہانت کا میں بہت قائل ہوں مجھے یاد ہے کہ ایم۔ اے کر لینے کے بعد انہیں خیال آیا کہ ایل ایل۔بی کا امتحان بھی پاس کرلوں یہ 1970ء کی بات ہے ہمارے کئی ساتھی ان دنوں ایل ایل۔بی کے طالب علم تھے بھٹی صاحب نے ایل ایل۔ بی میں داخلہ لیا اور کورس کی مدت کے اندر چلتے پھرتے اچھے نمبروں سے ایل ایل۔ بی کا امتحان پاس کرلیا جب ایل ایل۔ بی کا فائنل امتحان دینا تھا تو ان دنوں میں حبیب بیک لمیٹڈ کی تربیت کے لیے کراچی میں تھے۔ وہاں سے بطورِ خاص چند ایام کی رخصت لی اور محنت اور ذہانت کے باعث قانون کا امتحان پاس کرلیا۔ ایک پرچے کی تیاری تو انہوں نے کراچی سے لاہور کے سفر میں ریل گاڑی میں بیٹھے ہی کر لی۔

بھٹی صاحب بڑی قائدانہ صلاحیتوں کے مالک ہیں موصوف آزاد کشمیر کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن کے منتخب نائب صدر اور صدر بھی رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب ان کے سر آزاد کشمیر کالج ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر کی ذمہ داریاں تھیں ان دنوں حکومت نے ڈاکٹروں اور انجینئروں کو پانچ اضافی ترقیاں منظور کی تھیں کالج اساتذہ نے اس سلسلہ میں برابری کی بنیاد پر اضافی ترقیوں کا مطالبہ کر دیا چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے کالج اساتذہ نے احتجاجی پروگرام

Marfat.com

بنایا۔ بھٹی صاحب ایکٹا کے صدر تھے اس سلسلہ میں کراچی میں آل پاکستان لیکچررز ایسوسی ایشن کا کنونشن بلایا گیا بھٹی صاحب اپنے ساتھ مجھے بھی کراچی لے گئے وہاں ناظم آباد کے ایک کالج میں کنونشن منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں کے کالج اساتذہ کے نمائندے شریک ہوئے اس کنونشن میں بھٹی صاحب نے ایکٹا کے صدر کی حیثیت سے ایک یادگار اور زبردست تقریر کر کے اپنی خطابت اور قیادت کا حق ادا کیا اس کنونشن کے بعد حکومت نے کالج اساتذہ کے لیے پانچ اضافی ترقیوں کا نوٹیفیکیشن جاری کیا اس دور میں بھٹی صاحب نے ایکٹا کے صدر کی حیثیت سے اور بھی کئی اہم مسائل حل کروائے جب میں ایکٹا کا صدر منتخب ہوا تو مجھے بھی ان کی مفید مشاورت اور راہنمائی حاصل رہی آج کل رفیق بھٹی آزاد کشمیر کے پرنسپلز کی ایسوسی ایشن کے کنوینئر ہیں اور اس حیثیت میں بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں مصروف ہیں بے شک موصوف ایک قومی اثاثے کی حیثیت رکھتے ہیں باحیثیت انسان رفیق بھٹی میں بھی خامیاں ہوں گی کیونکہ کوئی انسان فرشتہ نہیں بن سکتا لیکن ان کی خوبیوں کا پلہ اتنا بھاری ہے کہ خامیوں کا تذکرہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گا اور حسد یا بدنیتی سمجھا جائے گا ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے بارے میں بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ Self Made ہیں تقریر سنو تو خیال افروز، تحریر پڑھو تو سبق آموز، گفتگو سنو تو لذت آمیز، شاعر بھی ہیں ادیب بھی اور قائد بھی غرضیکہ ہر فن مولا میں یہ کہوں گا کہ یہ (Diverese Personality) کثیر الجہت شخصیت ہیں۔

پروفیسر سرفراز احمد خان (صدر شعبہ کیمیاء)
گورنمنٹ ڈگری کالج میر پور آزاد کشمیر
(حال پرنسپل)

Marfat.com

اِنقلاب و اِرتقاء کا پیامبر

اس کائناتِ خداوندی کے اندر فطرت کے تابع ہمہ قسم مخلوق کا عمل جاری و ساری ہے۔ لیکن اس تمام کارخانہ قدرت میں ''نیابتِ الٰہیہ'' کے شرف سے مزیّن حضرتِ انسان کا طے شدہ کردار اس حقیقت کا متقاضی ہے کہ وہ اسے اپنے انتہائی غور و فکر کے ساتھ اپنے مطالعہ کا مرکزی موضوع بنائے تا کہ اُس کی تخلیق کے اندر رکھے گئے خود بینی اور خود شناسی کے جوہر میں تحریک کا عنصر ''اِنقلاب و اِرتقاء کی منزل کی طرف اپنے اصلی سفر کا آغاز کر سکے۔ تجسّس و جستجو اور عملی سرگرمی و جدوجہد کی کارفرمائی ہی فطرت کے مقاصد کا مظہر نظر آتے ہیں اور اسی سے منشاء الٰہی اور مشیّتِ ایزدی کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔

دنیا میں حضرتِ انسان تخلیق و فناء کے عمل سے ہر لمحہ گزر رہا ہے اور ہر ایک اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ فکری صلاحیتیں بھی ضرور ہی لیکر آتا ہے لیکن کثرت صرف اُن انسانوں کی ہے، جو اس کائنات کے مادی وسائل سے اپنی فطری حاجات تو پوری کرتے یا پوری کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اسی تگ و دو میں سفر اختیار کر جاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو اس کی کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی اور اُن کی قربتوں میں رہنے والوں کی یادوں سے انتہائی قلیل عرصہ میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ جیسے انہوں نے اللہ کی اس سرزمین پر قدم ہی نہیں رکھا تھا خوابوں میں آئے اور نہ کسی کے خیالوں میں!

نوع انسانی کی ایک قبیل وہ بھی ہے جسے اس اتنی بڑی حسین و جمیل کائنات

Marfat.com

میں اپنے وارد ہونے کا بھر پور احساس ہوتا ہے اور بعض دوسرے ہم جنسوں سے کچھ جداگانہ اہلیت کی حامل مخصوص صلاحیتیں لے کر آتے ہیں جو فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرتے ہوئے اپنی اعلیٰ وارفع منزل کا تعین کر کے سرگرمی وجدوجہد کو درست سمت میں بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ جس سے دوسروں کے لئے زندگی کی بامقصد راہیں واضح طور پر متعین ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ اس لامحدود وسیع وعریض کائنات اور اس میں بستے ہوئے انسانی معاشرے کی گوناگوں نیرنگیوں کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس کی ''تنظیمِ نو اور تعمیرِ نو'' کے لئے ایسی جہدِ مسلسل کا پیغام دیتے ہیں جو ''اِنقلاب و اِرتقاء'' کے عمل میں حُسنِ سلیقہ پیدا کرنے کی ضمانت ہوتی ہے۔

لائقِ صد احترام الحاج حضرت نواب دین بھٹی مرحوم ومغفور کے قابلِ فخر فرزندِ ارجمند جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی بچپن سے لیکر تا حال اگر زندگی کا احاطہ کیا جائے تو ان کا تعلق بھی فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرنے والے اور اِنقلاب واِرتقاء کے عمل میں حُسن وسلیقہ پیدا کرنے والے اسی ہی با مقصد گروہ یا قبیل سے ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا کی سرحد پر واقع ریاست جموں کشمیر میں دُنیا کی عظیم شخصیتوں حضرت علامہ اقبالؒ، حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ، جناب محمد دین فوقؒ، رستم زماں گاما پہلوان مرحوم اور دیگر نابغہ روزگار خانوادوں یا انہوں نے خود اس خطہ مردم خیز جنت نظیر میں جنم لیا۔ برِ عظیم پاک و ہند کی کشور کی فصیل ہمالیہ بلند، طویل وعریض ترین سلسلہ کوہ ہے جس کے اوپر برف نے دستارِ فضیلت باندھ رکھی ہے اس سلسلہ قدیم سے دیرینہ روزی کے نشاں تک پیدا نہیں ہوئے اور یہ سدا بہار سلسلہ قدیم گردشِ شام وسحر کے درمیان

Marfat.com

بدستور جوان ہے اور یہ اس ریاست جموں وکشمیر کا مسکن بھی ہے۔

اسی سلسلہ کوہ میں متذکرہ بالا خصوصیات و صفات سے متصف سلسلہ کوہ پیر پنجال بھی ہے جو ریاست کے دوصوبوں جموں اور کشمیر کے درمیان واقع ہے پیر پنجال نہ صرف انتہائی حسین وجمیل مناظرِ فطرت کا ترجمان ہے بلکہ یہ اس ملک کی قدیم راہوں، اور شاہراؤں جن پر ملکی اور غیر ملکی سیاح جادہ پیما رہے اور اس ملک کے تاریخی واقعات کا بھی امین ہے اور اپنی تاریخی اہمیت کا حامل ہونے کی وجہ سے ''Kashmir a Historical And Political Record'' 1859 کے مصنف Richard Temple اور کئی دیگر یورپین مورخین کی گہری توجہ کا مرکز رہا ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی جائے پیدائش ساج نامی گاؤں ہے اور اِن کے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بھی اِسی پیر پنجال کے دامن میں گذرا ہے اس میں شک نہیں کہ شعروشاعری کا ملکہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے جو پروفیسر محمد رفیق بھٹی کو بھی اِن کے والد گرامی حضرت الحاج نواب دین بھٹی مرحوم ومغفور سے توارث میں منتقل ہوا اُن کی علمی، ادبی اور فکری کاوشوں کا گہرا مطالعہ کرتے ہوئے ایسا بجا طور پر محسوس ہوتا ہے ''کہ گلستانِ شعروادب کی خوشہ چینی'' اِن کے جدِ امجد کی ''سُخنوری اور اور سُخن شناسی'' کی مرہونِ منت ہے۔

چربِ دست وتر دماغ پیدا کرنے والے مردم خیز خطۂ کشمیر کا ایک اپنا جداگانہ تشخص ہے اور پھر اس خطے کا اپنا حسین وجمیل اور دلکش و دلفریب طبعی اور فطری ماحول ہے۔ جس سے متعلق حضرت علامہ اقبالؒ بے اختیار بول اٹھے تھے۔

Marfat.com

کوہ و دریا و غروبِ آفتاب
من خدا را دیدم ایں جا بے حجاب

(اس خطے کے پہاڑوں، دریاؤں اور یہاں پر سورج کے غروب ہونے جیسے فطری نظاروں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنا پردہ اٹھا کر اپنے آپ کو بالکل ہی ظاہر کر دیا ہے۔)

اور یقیناً یہ وہ طبعی و فطری ماحول ہے، جس نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی خداداد فطری صلاحیتوں کو جلا بخشتے ہوئے علم و ادب کی فکری دُنیا میں ایک منفرد مقام عطا کر دیا ہے۔ یہ تمام کی تمام واقعائی صورتِ حال بھٹی صاحب کے جادو اثر کلام میں اول سے آخر تک بخوبی نظر آتی اور محسوس کی جا سکتی ہے۔ دورِ حاضرہ کی مایہ ناز علمی، ادبی اور فکری شخصیات جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر، جناب پروفیسر طارق امین قاسمی، جناب پروفیسر نذیر انجم، جناب عبدالخالق انصاری ایڈووکیٹ اور جناب چیف جسٹس عدالتِ عالیہ اور دیگر اہلِ علم نے جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی فکری تخلیقات پر اپنی کامیاب آرا کا ہر ممکن حد تک اظہار کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اسی ضمن میں برِعظیم پاک و ہند کے مایہ ناز ماہرِ تعلیم، دانشور اور سخن شناس جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر نے پروفیسر بھٹی کی ایک نظم پیش کئے جانے پر فرمایا تھا "حضرت علامہ اقبالؒ کی روح رفیق بھٹی میں حلول کر گئی ہے درحقیقت یہ فیضانِ اقبالؒ ہے۔"

جناب پروفیسر اکرم طاہر جیسے ماہرِ فن کیساتھ اتفاق کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے جب ہم نظم بعنوان "پنجال کی ہواؤ" میں رفیق بھٹی کو پیر پنجال کی اپنی دلکش اداؤں

Marfat.com

میں مگن مخاطب پاتے ہیں اس موقعہ پر ہماری توجہ حضرت علامہ کی ''بانگِ درا'' میں مشہور نظموں ''ایک آرزو'' اور ''بزمِ انجم'' کی طرف بھی جاتی ہے۔

نظم ''ایک آرزو'' کے بیس اشعار میں سے حوالہ کے لئے صرف چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

گُل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جہاں نما ہو

طوالت کے احساس اور موضوع کے پیشِ نظر دو اشعار سے دانستہ صرف نظر کرتے ہوئے:

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں ندّی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو
ہو دلفریب ایسا کوہسار کا نظارہ پانی بھی موج بن کر اُٹھ اُٹھ کے دیکھتا ہو
آغوش میں زمیں کی سویا ہوا ہو سبزہ پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو
مہندی لگائے سورج جب شام کی دلہن کو سرخی لئے سنہری ہر پھول کی قبا ہو
راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم اُمّید اُن کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو
ہر درد مند دل کو رونا میرا رُلا دے بے ہوش جو پڑے ہوں شائد انہیں جگا دے

مقصدیت اور منظر کشی سے بھر پور اِن ہی ''لہروں اور بحروں'' میں پروفیسر بھٹی گردشِ شام وسحر کے درمیان جواں پیر پنجال کی ہواؤں کا حوالہ دیتے ہوئے انتہائی دلکش لطیف پیرایہ میں اظہارِ آرزو کرتے یوں گویا ہیں:

رستہ تمہارا تکتے مدت گذر گئی ہے
بالوں میں اب ہمارے چاندی اُتر گئی ہے

Marfat.com

تقدیر سو گئی ہے ہمت مُکر گئی ہے
دل مضطرب ہے آ کر ڈھارس مری بڑھاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

1931ء سے لیکر 1947ء تک اور پھر آج تک جموں کشمیر کی تحریکِ حریت و آزادی بین الاقوامی تحریکوں میں بوجوہ اپنے نمایاں خدوخال کی حامل ہے اس میں شک نہیں کہ 1947ء سے بین الاقوامی سازشوں اور گٹھ جوڑ کے تحفظ میں بھارتی ظلم و جور اور قتل و غارت کا ایک لا متناعی سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اِس خطۂ ارض پر منقسم ریاست جموں و کشمیر کے بسنے والے منقسم اپنے قریبی اور خونی رشتوں سے محروم شدید حسرتیں لئے ہوئے دارِ بقاء کو سدھار ے جاتے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حسرت و یاس ان باشندوں کا ہمیشہ کا مقدر بن چکا ہے۔

تاریخ کے اس بے جا جبر کی دلسوز و دلگداز وارداتوں کو وہاں کے حسنِ فطرت کے ساتھ پروفیسر بھٹی یوں بیان کرتے ہیں۔

اس پار اب وطن کا احوال کس سے پوچھوں
کیا رنگ ہے چمن کا پنجال کس سے پوچھوں
ہر آن کس کو دیکھوں ہر سال کس سے پوچھوں
پہرے لگے ہوئے ہیں ان کو ذرا ہٹاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

صورتِ حال کے واقعاتی نتائج سے پروفیسر بھٹی پوری طرح واقف دوسروں

Marfat.com

کو بھی باخبر کر رہے ہیں۔ حقیقت بھرا اندازِ ساحرانہ چشمِ بینا کو کیسے دعوتِ فکر دیتا ہے! کہتے ہیں۔

میں جانتا ہوں کتنے طوفان چل رہے ہیں
انسان کٹ رہے ہیں گھر بار جل رہے ہیں
دشمن کی دشمنی کے پہلو بدل رہے ہیں
سنگیت غم کے چھیڑ و نغمے وفا کے گاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ
کیا لالہ ہے پریشاں چشمِ چنارنم ہے؟
کیا جھیل ڈل کے اندر پانی میں زیر و بم ہے؟
کیا بادلوں میں بجلی اور بجلیوں میں دم ہے؟
تم وادیوں میں گھومو اور گھائیوں میں جاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ
کیا پربتوں کے دامن پھولوں کے پاسباں ہیں؟
کیا سبزہ زار اب تک گلپوش و گلفشاں ہیں؟
کیا ندّیوں کے ساحل موجوں کے راز داں ہیں؟
ہے بوجھ میرے دل پر آ کر اسے ہٹاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

حضرت علامہ اقبالؒ کی "بانگ درا" میں مشہور نظم "پرندے کی فریاد" میں "بے

Marfat.com

زبان قیدی''، پرندے کو''اپنے گھونسلے کی ''آزادیاں'' اور اپنے ''باغ کی بہاریں'' یاد آتی ہیں۔ اور جب اُسے اُس کے قفس میں فطری لطافتوں سے محرومیوں کے فطری احساس کی شدت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تو اُس کے اندر ''رہائی'' کی آرزو بھی اس سے کئی گنا زیادہ شدید ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس قیدی پرندے کی اپنی آزادی کے لئے حتمی جدوجہد ''دعا'' تک ہی محدود رہ سکتی ہے جو وہ بلاشبہ کر گزرتا ہے۔

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ وہ باغ کی بہاریں وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی اپنی خوشی سے آنا اپنی خوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا

آتی نہیں صدائیں اس کی میرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

''بے زبان قیدی'' بدنصیب پرندہ اپنی حالتِ زار کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

اس قید کا الٰہی دُکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں مَیں غم سے مر نہ جاؤں

چمن سے محرومی کے بعد اس کی حالت یہ ہے:

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے دل غم کو کھا رہا ہے غم دل کو کھا رہا ہے
گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے دُکھتے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

آزاد مجھ کر کردے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دُعا لے

Marfat.com

آیئے ! ذرا پروفیسر بھٹی صاحب کی کیفیت ملاحظہ کریں کہتے ہیں اور کیا ہی خوب کہتے ہیں!

آتے ہیں یاد مجھ کو خوشبو کے تازیانے
کہسار اونچے اونچے جنگل ہرے سہانے
گلرنگ وادیوں میں بادل کے شامیانے
کیوں یاد آرہے ہیں آکر مجھے بتاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ
جھرنوں کے میٹھے نغمے، چشموں کے ٹھنڈے پانی
جنگل ، پہاڑ ، جھیلیں دریاؤں کی روانی
رنگین نوا پرندے ، پُر کیف زندگانی
میں خواب دیکھتا ہوں آکر مجھے جگاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ
کلیوں سے مسکراہٹ پھولوں سے رنگ لے کر
اک مطرب چمن سے میٹھا سا انگ لے کر
گلپوش وادیوں کی خوشبو کو سنگ لے کر
اک صبح آکے میرے رستے میں گنگناؤ!
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

جب ظالموں اور غاصبوں نے جموں کشمیر پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے اور حقیقی اہلِ

Marfat.com

وطن اس اپنی ہی سرزمین میں اجنبی بنا دیئے گئے ہیں۔ آر پار جانا غیروں کی مرضی ٹھہری تو بھٹی صاحب کے پاس وہاں کا حال جاننے کے لئے ذریعہ صرف پیر پنجال کی ہوا ہے جس سے وہ انتہائی دلکش پیرائے میں استفادہ کرتے ہیں۔

پھرتی ہو وادیوں میں رستوں میں گھومتی ہو
کلیوں سے کھیلتی ہو پھولوں کو چومتی ہو
ہر سمت لہلہاتی گاتی ہو جھومتی ہو
آ کر کبھی تو میرا دروازہ کھٹکھٹاؤ
پنجال کی ہواؤں کیا حال ہے سناؤ

مادی اور روحانی آنکھوں کے سامنے قدرت کے حسین مناظر اور وطن کی پُر درد کیفیتیں پروفیسر بھٹی کی اپنی کیفیت کو حضرت علامہؒ کے ''پرندے کی فریاد'' سے مختلف حال میں نہیں رہنے دیتیں جسے ہم پوری طرح محسوس کر سکتے ہیں کہتے ہیں:

کیا یاد کر کے روؤں کیا یاد کر کے گاؤں
غم ہے خوشی کا سایہ دُکھ سُکھ ہے دھوپ چھاؤں
دل ہے بڑا پریشان میں کیا تمہیں بتاؤں
روکے کہاں رکا ہے تقدیر کا بہاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

1947ء سے وطن کے اُس پار سے قریبی خونی رشتہ داروں کا آنا تو ایک ناممکن سی صورت حال سے دو چار ہے۔ لیکن وہاں کی ہوا پر تو تا حال قبضہ نہیں کیا جا

Marfat.com

سکا۔ حسرت و یاس کے اس عالم میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی پنجال ہاؤس خالق آباد، میر پور میں ہوا کو دعوت دے کر کس طرح اپنی آرزو کا اظہار کرتے ہیں!

آنا ہمارے گھر پر آنا ضرور آنا
کس حال میں وطن ہے آ کر مجھے بتانا
بدلی ہوئی ہے محفل یا رنگ ہے پرانا
لبریز ہے میرا دل اس کو نہ آزماؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

پنجال کی ہواؤ! ''آنا''، آنا'' اور ضرور آنا'' اور بھٹی صاحب کو وطن کا حال اور اُس میں محفل کے رنگ ڈھنگ بتانا کیونکہ اُن کا اور اُن جیسے کئی دوسروں کا بھی دل اب یقیناً لبریز ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ مدتوں سے منتظر پُردرد دل میں اب آزمائے جانے کی سکت کہاں باقی رہ جاتی ہے۔ یہ انوکھا، پُرتاثیر اور لطیف اندازِ فکر و بیاں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شخصیت کو مخصوص ابھار دیکر نمایاں اور ممتاز کرتا ہے۔

اُردو شاعری کا مطالعہ اور چھان پٹخ کرنے والا قاری اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر یقیناً نہیں رہ سکتا کہ متقدمین میں ایک طبقہ ایسے اہلِ فن کا بھی ہے جنہوں نے اُردو نظم کی صنف غزل کو بالعموم ذریعہ اظہار بنایا اور اُن کا ذوقِ جمالیات اور جبلتِ جمالیات کا دائرہ فکر زیادہ تر عشق و عاشقی، بہار و خزاں، گُل و بُلبُل، رُخ و رُخسار، گیسو وزلف، پھول و کلی، بو و خوشبو اور دیگر سارا کچھ اور پھر اس کے ساتھ جدائی و فرقت، شکوہ و شکائت اور پھر اسی کیساتھ رونے دھونے اور خوب ''رواس پٹاس'' تک ہی محدود ہو کر

Marfat.com

رہ گیا۔ اس میں کیا شک ہے کہ یہ صورت حال بھی ایک مناسب حد تک انسانی زندگی کا ایک پہلو ضرور ہے۔ لیکن زندگی کا وقف اسی کے لئے بھی تو کسی طور جائز و لازم نہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا نظم کی اس صنف میں بھی رنگِ تغزل اپنی ایک منفرد اور جداگانہ ''اِنقلابی اور اِرتقائی مزاج'' کی واضح جھلک دیکھنے اور محسوس کرنے میں دقت پیش نہیں آتی۔

بستی بستی لرزاں لرزاں گھر گھر میں طوفان لگے
دامن دامن کرچی کرچی نظر نظر ویران لگے
پیاسا پیاسا ، گلشن گلشن ، کلی کلی سہمی سہمی
منزل منزل پیچاں پیچاں سمت سمت ہیجاں لگے
محفل محفل شورش شورش غزل غزل شکوہ شکوہ
مصرعہ مصرعہ نشتر نشتر شعر شعر پیکان لگے
سینہ سینہ بوجھل بوجھل قدم قدم پتھر پتھر
رستہ رستہ سونا سونا ڈگر ڈگر سنسان لگے
مدہم مدہم تارا تارا کرن کرن بہکی بہکی
لحظہ لحظہ بپھرا بپھرا پلک پلک بحران لگے
راہی راہی بھٹکا بھٹکا سفر سفر کھٹکا کھٹکا
بھولا بھولا راہبر راہبر روش روش انجان لگے
ورقہ ورقہ خالی خالی حرف حرف مہمل مہمل
کاغذ کاغذ پرزہ پرزہ قلم قلم بے جان لگے
حلقہ حلقہ ٹوٹا ٹوٹا رُت رُت الجھی الجھی سی
اِنسان اِنسان تنہا تنہا نگر نگر گنجان لگے

Marfat.com

1931ء سے لیکر آج تک تحریکِ آزادیٔ کشمیر قومی اور بین الاقوامی سطح پر محل نظر رہی رہے۔ 1947ء تک کے دور میں ڈوگرہ آمرانہ راج کے خلاف جدو جہد آزادی باقاعدگی کیساتھ منظّم ہوئی۔ یہاں کے حکمرانوں کے خلاف تحریکیں چلیں۔ اپنے جائز اور بنیادی حقوق کے حصول کے لئے عوام نے اُس دور کے قائدین کی راہنمائی میں قربانیوں کا سلسل شروع کر دیا سازشیں ہوئیں اور بغاوتیں ہوئیں اُس عہد کا رسوائے زمانہ برطانوی نو آبادیاتی نظام ریاست کے حکمرانوں کے ساتھ اپنی مروّجہ منافع بخش تاجرانہ ساکھ نبھاتے ہوئے بھرپور تحفظ فراہم کرنے کی پوری سعی کرتا رہا لیکن جب اس برطانوی سامراج کی برِعظیم پاک و ہند سے بساط لپٹی جانے لگی تو اُس وقت کے سیاسی حالات کے پسِ منظر میں ریاسی عوام نے اپنی خالص آزادی کے لئے سیاسی جدوجہد کے ساتھ مسلح جدوجہد کا بھی آغاز کر دیا جو آج تک اپنی مختلف شکلوں میں رواں دواں اور حصولِ منزل تک مختلف سازشوں کے تانوں بانوں سے گزرتی ہوئی جاری و ساری رہے گی۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی متحرک اور دوسروں کو متحرک کرنے اور متحرک رکھنے والی فطرت بقولِ اقبالؒ

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بُلبُل
نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی

(اے بُلبُل! اگر غنچوں میں نیند کا کچھ اثرا بھی تک باقی ہی ہے جس کی وجہ سے نغمے کے ذوق میں کمی ہے تو پھر اپنی آواز کو اور تلخ

Marfat.com

(اونچا اور تیز) کرتا کہ نیند کا اثر بالکل جاتا رہے۔

یا پھر:

تڑپ صحنِ چمن میں آشیاں میں شاخساروں میں
جدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی
وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی
ضمیرِ لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہیدِ جستجو کر دے

کے مصداق انہیں ہمیشہ جہدِ مسلسل پر اُبھارے رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی اپنی زندگی اُس پار کے بچپن، لڑکپن اور اُٹھتی جوانی سے اس پار کے تاحال کے زمانہ تک آزادی کے لئے فکری اور مسلح جدو جہد سے عبارت ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی سوچ اور فکر نے شروع سے لیکر آج تک کبھی بھی ظلم و استبداد سے اتفاق نہیں کیا۔ پیر پنجال کے دامن میں انہوں نے حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ بندوق بھی اٹھا رکھی تھی۔ انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیم کا زیادہ حصہ 1965ء میں اس پار آ کر مکمل کیا۔

حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ وطن کی آزادی کے لئے بیک وقت مسلح اور فکری جہاد بلاشبہ اُن کا طرہ امتیاز ہے یہی وجہ ہے کہ وہ قوانینِ فطرت کے شناسا اس جدوجہد کے نتائج سے پوری طرح واقف ہیں۔ جس کے پسِ منظر اور پیشِ منظر کو اُن کی مایہ ناز

Marfat.com

تصنیف ''لہونگر'' کی ایک انتہائی پُرمغز نظم '' دروازے کھلے رکھنا'' انتہائی خوبی اور اپنے فن کی دلکشی کیساتھ پیش کرتی ہے۔ اہلِ وطن کے لئے اب بے حد ضروری ہے کہ حقائق کا ادراک کرتے ہوئے چوکس اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ کیونکہ:

اُفق کے پار مشرق میں
ہمالہ کی فلک آثار دیواروں کے کنگروں سے
نیا سورج نئی تنویر لے کر گامزن ہوگا
شفق مہکے گی اور شفاف کرنیں جگمگائیں گی
نئے انداز سے اک کارواں محو سفر ہوگا
سحر بیدار ہوگی رات کے تاریک پردے سے
اندھیرے کا گریباں چاک ہوگا ، نور پھیلے گا
بڑھے گا کارواں منزل بہ منزل روشنی ہوگی
سجیں گی محفلیں اور ہر طرف اِک سرخوشی ہوگی
درو دیوار ہر سو گلکدوں میں خیمہ زن ہونگے
کرینگے رقص گلشن جھومتے سرو و سمن ہونگے

نئے سورج کی حدت سے
چٹانوں پر پڑی صدیوں پرانی برف پگھلے گے
بیاباں کی سلگتی ریت کو آسودگی ہوگی
جدھر دیکھو گے تا حدِ نظر روئیدگی ہوگی

Marfat.com

فضا مہکے گی اور ماحول سارا خوشنما ہوگا
چمن زاروں میں رنگ و نور کا طوفاں بپا ہوگا
خوشی کا اور خوشبو کا مہکتا کارواں آخر
تمہارے گھر کے آنگن سے گزر کر جانے والا ہے
تم اپنے گھر کے دروازے کھلے رکھنا
دریچے کھڑکیاں روزن سجا لینا
کہیں ایسا نہ ہو یہ کارواں آکر گزر جائے
کسی انجان کے گھر میں اُتر جائے
گلی کوچوں گذرگاہوں میں ہر جانب
نظر رکھنا بڑی گہری نظر رکھنا
ہر اک آہٹ کو سننا جاگتے رہنا
امیر کارواں کی جستجو میں بھاگتے رہنا
وگرنہ کارواں آگے نکل جائے گا بستی سے
تمہیں پچھتانا پڑ جائے گا اِس احوال مستی سے
جہاد زندگانی میں جنہیں ادراک ہوتا ہے
امیرِ کارواں کا اور گزرتے کاروانوں کا
وہ اپنی منزلِ مقصود کو زنجیر کرتے ہیں
خود اپنے ہاتھ سے تقدیر وہ تحریر کرتے ہیں

Marfat.com

رکھیں جو بند دروازے گزرتے کاروانوں پر
وہ علم و آگہی کے نور کی تحقیر کرتے ہیں
تغیّر اور تبدّل کا جنہیں احساس ہوتا ہے
بدلتے موسموں کی نبض پر وہ ہاتھ رکھتے ہیں
انہیں منزل کی چاہت صورتِ سیماب رکھتی ہے
نئے حالات میں اُن کو بڑا بیتاب رکھتی ہے
ملا کر جو قدم چلتے ہیں بڑھتے کاروانوں سے
انہیں تائید ملتی ہے زمینوں آسمانوں سے

ریاست جموں وکشمیر میں مختلف علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں جو یہاں کی ثقافت کے مختلف رنگوں کو نمایاں کرتی ہیں۔اس ضمن میں بعض ادارے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ سرینگر سے نکلنے والے ایک رسالے ''شمس بری'' کے مدیر جناب ظفر اقبال منہاس اور اُن کے دیگر ساتھیوں نے اس میدان میں بہت کافی پیش رفت کی ہے۔ ''شمس بری'' کے زیادہ تر مضامین تحقیقی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنے اظہارِ خیال کا ذریعہ صرف اردو تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ انہوں نے اپنے علمی، ادبی اور فکری خیالات کے اظہار کے لئے یہاں کی دیگر مقامی زبانوں پہاڑی، پنجابی، گوجری اور ہندی جیسی شیریں زبانوں کو بھی اپنا ذریعہ ابلاغ بنا کر ایک خدمت سرانجام دی ہے۔ جو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اکنامکس میں ماسٹر ڈگری اور اس کے بعد

Marfat.com

ایل ایل. بی کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بنک کی ملازمت اختیار کی ایک مختصر عرصہ اس ملازمت میں گزارنے کے بعد اسے خیر باد کہا بعد میں وہ حکومت آزاد کشمیر کے محکمہ تعلیم میں اکنامکس کے لیکچرر کی حیثیت سے باقاعدہ پیشہ درس تدریس سے منسلک ہو گئے اور آج تک انتہائی باقاعدگی اور کامیابی کے ساتھ اسی پیشہ سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔

جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی کو ممکن ہے کہ بنک کی ملازمت میں کئی ایک مالی مراعات اور زندگی کی بہت زیادہ سہولیات حاصل ہو جاتیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قسامِ ازل کو منظور تھا کہ علم و ادب، عقل و دانش، اصلاح و فلاح، اِنقلاب و اِرتقاء اور درس و تدریس کے اوصاف سے معتصف اِن کے اندر کا انسان دوسروں کے اُن انمول احساسات و جذبات کی اپنی پوری قوت سے آبیاری کرے اور اُن میں زندگی کی مقصدیت کا احساس پیدا کرتے ہوئے منزل کی جانب رواں دواں رہنے کے لئے متحرک کرے۔ بلاشبہ بھٹی صاحب کی تمام تر فکری کاوشیں اور علمی و ادبی تخلیقات اپنی پوری سادگی، جوش اور ''خالص و پاکیزہ خلوص'' کی خوبیوں کیساتھ جدو جہد اور عملی زندگی کا پیغام دیتی ہیں۔

ان میں لفاظی، مبالغہ آرائی، تعلّی اور دیگر شاعرانہ خیالی نہیں بلکہ اس سرزمین پر زندگی کی وہ حقیقتیں ہیں جن کا ادراک احساس کرسکتا ہے اور آنکھیں مشاہدہ کرسکتی ہیں۔

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کا پہلا مجموعہ کلام ''ستونِ دار'' جنوری 1994ء میں منظرِ عام پر آیا۔ جس کا انتساب شہدائے جموں کشمیر، دخترانِ جموں کشمیر اور حُرّیت

Marfat.com

پسندوں کے نام ہے جو آزادئ وطن کے لئے کفن بدوش شمشیر بدست ہیں۔

اس کتاب کا تعارف پروفیسر جناب خواجہ خورشید احمد، ''وطن کا دردمند شاعر'' کے عنوان سے، پروفیسر جناب نذیر انجم ، بعنوان ''مٹی کی خوشبو'' ممتاز ماہر تعلیم ۔ دانشور، شاعر اور قلمکار جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر ''ڈین جامعہ آزاد جموں کشمیر نے تحریر کیا ہے۔ جس کا موزوں ترین مجموعی عنوان ''آئینہ'' ہے۔ اس اختصار کو ایک انتہائی موزوں شعر میں قلمبند کیا گیا ہے۔

چھیڑ دے وہ نغمۂ دل کش شکستہ ساز سے
اک جہاں بیدار ہو جائے تیری آواز سے

مجددِ کشامرہ:

منشی محمد الدین فوق

اس مجموعہ کے عنوان ''پیش لفظ'' میں بھٹی صاحب نے حقیقتِ حال کو دوٹوک لفظوں میں بیان کر دیا ہے کہ وہ وطن کی آزادی کی نغمہ سرائی ہی کو اولیت دیتے ہیں کیونکہ:

گلُ وبُلبلُ کے افسانے سنا سکتا ہوں میں لیکن
مرے بُلبلُ شکستہ پر مرے گلُ سر بریدہ ہیں
نہیں زیبا مجھے رخسار و زلفِ یار کی باتیں
مری خاکِ وطن کے سارے منظر خوں چکیدہ ہیں

''ستونِ دار'' کی اصلیت اور حقیقت بیان کرنے کے لئے مجھے بلاشعبہ نامور ماہرِ تعلیم ، دانشور، نکتہ بیں ، نکتہ چیں، نکتہ شناس ونکتہ سنج پروفیسر جناب امین طارق

Marfat.com

قاسمی کا کامیاب سہارا لینا پڑ رہا ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر مجھ میں حقیقت شناسی کی سکت نہیں ہے۔ جناب قاسمی تحریر فرماتے ہیں۔

'' ستونِ دار اِن کی شاعری کا نقش اول ہے۔ جس میں اُن کا خون جگر شامل ہے۔ اُمید ہے کہ یہ نقشِ حسین اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کی بنا پر اہل دل اور اہل نظر سے خراج تحسین حاصل کرے گا اور شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار میں جگہ پائے گا۔''

پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی دوسری مایہ ناز تخلیقی پیشکش '' لہو نگر'' ہے جس کا انتساب '' ریاست جموں کشمیر کی اُس نسل کے نام ہے جو مقبوضہ کشمیر میں آزادی کا سورج طلوع ہوتا دیکھ سکے گی۔''

اس کتاب کے ابتدائیہ پیش لفظ میں ''لہو کی خوشبو'' کے عنوان سے اہلِ علم و قلم پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے جموں کشمیر میں تحریکِ آزادی اور جدوجہد کی حقیقی تاریخی وارداتوں کا خلاصہ انتہائی سلیس انداز میں حقیقت پسندی کے تمام تقاضون کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمو دیا ہے اور کشمیر کی دھرتی سے تعلق رکھنے والے آفاقی شاعر حضرت علامہ اقبالؒ کے پیغام:

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آزرد کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہیدِ جستجو کر دے

کو حالات حاضرہ کے تناظر میں '' قضیۂ کشمیر'' کے سماجی اور سیاسی حقائق کے پس

Marfat.com

منظر کی نشاندہی کرتے ہوئے غیر ملکی حاکموں کے عیارانہ کردار کا ذکر کرتے ہیں۔

"کہ اس کے باشندوں کو نہ تو اپنا تابناک ماضی یاد رہا، نہ حال کی بدحالی کا احساس، اور نہ ہی مستقبل کی فکر دامنگیر رہی۔ انحطاط پذیری کا یہ عمل تسلسل اور شدت کے ساتھ جاری رہا گا ہے گا ہے ان کی رگِ حمیت پھڑکتی رہی لیکن خواب گراں سے بیدار ہونے کی ہر کوشش کو حکمرانوں کی ساحری نے اس طرح تھپکایا اور دبایا کہ بقول غالبؔ:

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

کے مصداق ٹھہرے۔"

اسی "لہو کی خوشبو" میں لکھتے ہیں۔ "کشمیری اہلِ قلم کو یقین کر لینا چاہیے کہ دُنیا کا سب سے بڑا ہتھیار ایٹم بم نہیں نوکِ قلم ہے اس کے آگے "اگنی"، "ترشول"، "پرتھوی"، "آکاش" کی کوئی حیثیت نہیں۔ بقول شاعر مشرق:

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھر تھراتا ہے جہان چار سو و رنگ و بو

وہ اس عالمگیر سچائی کا ذکر کرتے ہوئے کہ:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

لکھتے ہیں: "تاریخ گواہ ہے کہ کرۂ ارض پر انسانوں کے ایک طبقہ نے دوسرے طبقے کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کی یہ انسانی سرشت ہے مستقبل میں بھی یہ عمل جاری

Marfat.com

رہے گا آئندہ بھی کسی ابراہیم کو نمرود، کسی موسیٰ کو فرعون اور کسی حسین کو یزید سے ٹکرانا پڑے گا۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہمیں مزاحمتی ادب کی ضرورت پیش نہ آئے یہ ایک تسلسل ہے جو جاری رہتا ہے کیونکہ بقول حکیم الاُمت:

موسیٰ و فرعون و شبیرؓ و یزید ایں دو قوت از حیات آید پدید

حضرت علامہ اقبالؒ کی فکرِ حریت و آزادی کے جموں کشمیر کے اندر پرتو اور 21 اپریل 1938ء کے بعد بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کلامِ اقبالؒ کا تتمہ پروفیسر محمد رفیق بھٹی اپنی تخلیقی کاوش ''لہونگر'' کی سوغات لے کر ایک بار پھر اپنے ہموطنوں، تحریکِ حُریّت کشمیر کے محُسنوں اور دُنیا کے آزادی پسند انسانوں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں:

زبان و فن کا نہیں نمونہ دل و جگر کی نمود ہے یہ
سفر ہے تحریکِ حُریّت کا لہو نگر کا سرود ہے یہ

حضرت علامہؒ کے نظریات حُریّت و آزادی کی تجدید انہیں مجدد کی حیثیت عطا کر دیتی ہے۔

لہونگر جیسی بیش بہا علمی، ادبی اور فکری کاوش کا تعارف دیگر اہلِ علم کے علاوہ جنوب مشرقی ایشیاء کے قانون و سیاست کا گہرا مطالعہ اور علم رکھنے والے آزادی و حُریّت پر یقین کامل رکھنے اور اس نصب العین کے لئے جدوجہد کرنے والے اہل فکرو عمل نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شخصیت اور ان کی ہر دو تصنیفات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

Marfat.com

جناب عبدالحمید ملک ریٹائرڈ چیف جسٹس عدالتِ عالیہ آزاد حکومت جموں کشمیر تعارف بعنوان ''عزم نو'' کے آخر میں پر خلوص انداز میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''لہو نگر لائقِ تحسین ہے۔ پروفیسر بھٹی کے کلام میں قدم قدم جموں کشمیر کی آزادی کی پکار کے ساتھ ساتھ شہداٗ کے خون کے موتی کہکشاں کی مانند فروزاں ہیں۔ بھارت کے غاصبانہ، جابرانہ اور ناجائز تسلط ریاستی دہشت گردی اور وحشیانہ انداز میں انسانی عظمت اور حقوق کی پامالی کو اجاگر کرتے ہوئے انہوں نے حُریّت پسندوں کو نئے ولولہ اور عزم سے روشناس کیا۔''

''لہو نگر میں انوکھا پن بدرجہ اُتم موجود ہے۔ نوجوان نسل بالخصوص بھٹی صاحب کی فکر سے روشنی حاصل کر کے وطن کی آزادی کو قریب تر کر دے گی۔''

اس سے آگے چل کر،

نعرہ ہی نہیں ایمان ہے یہ آزادی کے متوالوں کا
کشمیر کا ذرہ ذرہ ہے کشمیر کے رہنے والوں کا

جناب پروفیسر نذیر انجم کے اس مشہور شعر کی حقیقتوں پر عملی یقین رکھنے والوں کے عظیم راہنما جناب محمد عبدالخالق انصاری ایڈووکیٹ میر پور سے بعنوان ''حُریّت پسند شاعر'' لکھے گئے تعارف کے آخر میں یوں رقمطراز ہیں:

''پروفیسر محمد رفیق بھٹی صرف حُب الوطنی کے ایمان افروز جذبوں سے سرشار ایک شاعر ہی نہیں، بلکہ تاریخ و تحریکِ حُریّت کشمیر کے بیباک ترجمان اور حُریّت فکر و عمل کے علمبردار بھی ہیں۔ ان کے کلام میں پاکیزگی افکار اور شیرینی زبان کے ساتھ اعلیٰ

Marfat.com

درجہ کی نغمگی اور سرور آور لطافت بھی موجود ہے۔ تحریکِ حُریّت کشمیر پر یکے بعد دیگر دو پُرمغز منظوم کتابوں کی اشاعت سے پتہ چلتا ہے کہ رفیق بھٹی کو ایک موضوع کے مختلف پہلوؤں کو بامقصد طریقہ سے بیان کرنے کا ملکہ حاصل ہے کشمیر کی آزادی پر یوں تو ہر درد دل رکھنے والے قلمکار نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ لیکن ادبی محاذ پر جس جدتِ فکر اور جرتمندانہ تدبّر سے رفیق بھٹی نے لکھا ہے وہ ان کی خداداد صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ ''لہو نگر'' مزاحمتی اور عصری ادب میں ایک گراں قدر ادبی اضافہ ہے۔''

موجودہ دور میں اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو شعبہ تعلیم یقیناً بے بسی اور لاچارگی کا شکار ہے۔ اس کے حقیقی اسباب یا وجوہ کیا ہیں ایک الگ موضوع ہے۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ مستثنیات کے قطع نظر اپنے پسِ منظر کی وجہ سے اس شعبے کو ایسے ''شیخِ مکتب'' سے محروم رکھا گیا ہے یا رکھا جا رہا ہے ''جس کی صنعت ہے روح انسانی''

اگر حقیقی صورت حال پر نظر دوڑائی جائے تو اس معاملہ کی تفہیم میں کوئی زیادہ دقت نہیں آتی کہ اس کے اعلیٰ تعلیمی افسران کا درحقیقت عوامی تعلیم سے اپنے طور پر ماسوائے اپنی سہولیات اور مراعات حاصل کرنے کے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ مردم خیز اور مردم پرور شعبہ ایسے لوگوں کی کند چھری کے نیچے کراہ رہا ہے جو دولت سوچ و فکر سے عاری ہیں۔ مشاہدہ کرنے پر یہ صورتِ حال پیش آتی ہے کہ

فلک نے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

یہ قدرت کی خصوصی کرم فرمائی ہے کہ پروفیسر بھٹی جیسے لوگ علم و ادب اور

Marfat.com

درس و تدریس کے لئے معلم کے فطری رجحان سے مالا مال اس شعبۂ تعلیم میں وارد ہوئے جنہوں نے کبھی حالات کی ناموزویت کو پیش نظر نہیں رکھا آپ جس بھی درسگاہ میں رہے وہاں زیرِ تعلیم طلباء کی فطری قوتوں اور صلاحیتوں کی تسحید کر کے آبیاری کی اور پنپنے کے مواقعے پیدا کرنا اپنا فرض خیال کیا۔

بھٹی صاحب کا ہی جذبہ ہے جس کی وجہ سے ایک علمی مجلّہ ''نردبان'' راجہ محمد نجیب گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام گڑھ (اکالگڑھ) آزاد کشمیر، سہ ماہی خبرنامہ چکسواری کالج اور سماہی کالج سے جاری کئے۔ جہاں یہ کاوشیں ایک معلم کی حیثیت سے بھٹی صاحب کے بامقصد ذوق کا پتہ دیتی ہیں وہاں کسی بھی مادرعلمی کی آغوش میں تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے طلباء کے احساسات و جذبوں کو منزل کی مثبت سمت میں رواں دواں کرنے کا سامان بھی مہیا کرتی ہیں پروفیسر بھٹی صاحب نے ''مُحسنینِ کشمیر'' کی جلد اول مکمل کرلی ہے جو کئی خوبیوں کی حامل ہے مزید اُن کا علمی اور تاریخی سفر پورے تواتر کیساتھ جاری ہے۔

یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ پروفیسر بھٹی صاحب جہالت اور جاہلانہ ماحول کے خلاف بدستور نبرد آزما ہیں جبکہ اوسط حوصلہ کے مالک باصلاحیت اساتذہ ہتھیار ڈال چکے ہیں لیکن وہ حضرت علامہ اقبالؒ سے راہنمائی لیتے ہوئے گامزن ہیں۔

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

Marfat.com

سیف الملوک آرٹس اکیڈیمی میر پور آزاد کشمیر 1995ء میں قائم ہوئی۔ اس اکیڈیمی کے بانی اور ڈائریکٹر عزیز القدر جمیل احمد جمیل اور اس کے سیکرٹری جنرل عزیزم قدیر احمد قدیر ہر دو باہم رفقاء باشعور و باصلاحیت نوجوان ہیں یہ اپنے دیگر لائق ساتھیوں کے ساتھ اس انحطاط زدہ معاشرے میں علمی ، ادبی اور فکری کاوشوں کو اپنے وسائل اور ذرائع کی حد تک بڑھانے میں قابلِ ستائش کردار ادا کر رہے ہیں۔

بتاریخ 29 اکتوبر 2001ء اکیڈیمی کے زیرِ اہتمام ''ایک شام محمد رفیق بھٹی کے نام'' تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ ناچیز راقم الحروف کو تقریب میں بطور مہمانِ خصوصی شرکت کرنا تھی لیکن شومئی قسمت ! موقعہ پر اچانک خرابی صحت کے باعث شمولیت نہ کی جا سکی۔ جس کا افسوس ہے۔ تاہم اکیڈمی نے تقریب کی تمام کاروائی پڑھے گئے مقالات اور تقاریر کمپیوٹرائز کرا کر کتابی شکل میں شائع کر دیں جن کا مطالعہ اور استفادہ کرنے کا موقعہ ملا عزیزان جمیل احمد جمیل ، قدیر احمد قدیر اور اُن کے دیگر رفقائے کار کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں توقع ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی اپنا کام جاری رکھیں گے۔ اعتراف ہے کہ:

جو سختیٔ منزل کو سامان سفر سمجھے
اے وائے تن آسانی ناپید ہیں وہ راہی

اکیڈمی کے منتظمین اسی فرمودہ اقبالؒ کی تصویر اور تعبیر ہیں۔

ہمارے معاشرے کی یہ پختہ روایت ہے کہ کسی بھی شخصیت کے سفرِ آخرت پر روانہ ہو جانے کے بعد مثبت یا منفی یا ملی جلی رائے کا اظہار کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ بلکہ پی ایچ.ڈی کا تھیسز لکھنے کے لئے بھی کسی کے چلے جانے کے بعد ہی متعلقہ موضوع تفویض کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جانے والی شخصیت کے لئے اپنی صفائی یا تشریح وتصریح کی گنجائش بھی ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکی ہوتی ہے۔ اکثر موقعوں پر انتہائی ضروری تشریح طلب نکات محض سرگردانی اور سر پھٹول کا سبب بن کر تابع تشنگی ہو کر رہ جاتے ہیں۔

شکر الحمدللہ کہ جناب پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی اب تک کی علمی، ادبی اور فکری کاوشوں اور تخلیقات پر کئی ایک اہلِ علم اظہار رائے کر چکے ہیں۔

مجھے پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب کی تصنیفات میں اب تک اعلیٰ صفات اور خوبیاں ہی ملیں اے کاش! کہ محاسن کے ساتھ کچھ عیوب بھی مل جاتے جو زینتِ قرطاس وقلم ہوتے۔

راجہ خالد اکبر

صدر معلم (ریٹائرڈ)

پائیلٹ ہائی سکول میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

وطن کا شاعر

''ستونِ دار''، ''لہونگر'' اور مُحسنینِ کشمیر'' کے خالق محترم پروفیسر محمد رفیق بھٹی، سے میری یاد اللہ گذشتہ پینتیس سال سے ہے۔ اس طویل رفاقت کا ہر لمحہ ایک خوشگوار تاثر سے عبارت ہے۔ پہروں ملاقاتیں، باتیں لیکن کشمیر اور اہلِ کشمیر سب ملاقاتوں اور گفتگو کا مرکزی نکتہ رہتی۔ اُن کی پہلی کتاب ''ستونِ دار'' کا بیشتر حصہ اُن کے کوٹلی قیام کے دوران مکمل ہوا اور اشاعت سے پہلے ہی اہلِ فکر ونظر میں شہرت پائی۔ خاص طور پر ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' نے تو ہلچل مچادی۔ میرے سمیت کچھ دوستوں نے بھٹی صاحب سے اصرار کیا کہ وہ ''ستونِ دار'' میں اپنی غزلیں بھی شامل کریں ایسا اُس وقت کے سیاسی اور فکری ماحول کا بھی تقاضا تھا کہ کہنے کو تو ملک میں جمہوریت تھی لیکن شملہ معاہدہ کی رو سے بھارت کے خلاف اشاروں، کنایوں میں اظہارِ خیال قابل تعزیز تھا۔ بھٹی صاحب نے غزلیں شامل کرنے کا عندیہ دیا اور اشاعتی مرحلہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ کتاب کا مسودہ اساتذہ فن کی نظروں سے گزر رہا ہے یہ 1977-78 کی بات ہے کچھ عرصہ بعد بھٹی صاحب میر پور آ گئے میرا آب و دانہ بھی 1979ء کے آخر میں میر پور کا ہوا یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ بھٹی صاحب میر پور کی مختلف ادبی تنظیموں کے لئے یکساں مقبول ہیں خود بھی ''گوجری سنگت'' کے نام سے ادبی تنظیم قائم کر لی ہوئی ہے اور دیگر ادبی تنظیموں سے وابستہ ادباء اور شعراء کو ادبی محاذ پر فعال کردار ادا کرنے کے لئے متحرک رکھے ہوئے ہیں مجموعہ کلام کی اشاعت کے بارہ میں

Marfat.com

بات ہوتی تو کہتے کہ تخلیقی مواد کم ہے تھوڑا انتظار کر لیتے ہیں اور پھر تازہ غزل اور کشمیر کے موضوع پر تازہ نظم ضرور سننے کو ملتی تا آنکہ 1994ء میں ''ستونِ دار'' منظر عام پر آئی جس میں بھٹی صاحب نے کشمیر کے موضوع سے ہٹ کر غزل تو درکنار کوئی مصرعہ تک بھی دوسری صنف کا شامل نہ کیا تاہم دوستوں کی خواہش اور اصرار کا جواب یوں دیا۔

گُل و بُلبُل کے افسانے سنا سکتا ہوں میں لیکن
مرے بُلبُل شکستہ پر مرے گُل سر بریدہ ہیں
نہیں زیبا مجھے رُخسار و زُلفِ یار کی باتیں
مری خاکِ وطن کے سارے منظر خون چکیدہ ہیں

یہ جواب بین السطور تھا اپنے بہت حساس دوستوں کے لئے انہوں نے کتاب کے آخر میں اپنی زیرِ اشاعت کتابوں کے نام اشتہار کی صورت میں شائع کئے جن میں مجموعۂ غزل ''رگِ سنگ'' کا نام بھی شامل تھا۔ اُن کی نظموں کا دوسرا مجموعہ ''لہو نگر'' کے نام سے شائع ہوا جو تحریکِ آزادی کشمیر کے حوالے سے ایک قابلِ قدر اضافہ اور منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ ''لہونگر'' کے تعارفی مقالہ (جو تحریکِ آزادی کشمیر کے تناظر میں ایک الگ فکر انگیز تحریر ہے) میں لکھتے ہیں: ''میں کشمیری اہلِ قلم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تحریکِ حُریّت کشمیر کے اس مرحلہ میں اپنے اپنے قلم کا رُخ مزاحمتی ادب کی طرف موڑیں ادبی اور ثقافتی محاذ پر ایسے شاہکار تخلیق کریں جو نئی نسل میں مقبوضہ کشمیر کی غلامی کا بُتِ باطل توڑنے کا حوصلہ پیدا کریں گُل و بُلبُل کے افسانے، حُسن و عشق کے

Marfat.com

نذرانے اور جمالیاتی ذوق کے ترانے آئندہ نسل کے لئے رہنے دیں۔ کیونکہ ان پر اُن کا حق ہے جن کی جبینوں پر آزادی کا سورج چمکے گا ہمیں اپنے حصے کا کام کرنا چاہیئے۔''

وہ قلم کی نوک کو ایٹم بم سے زیادہ طاقتور سمجھتے ہیں قلم کی قوتِ تخلیق اور اثر پذیری سے آشنا ہیں قوم کے فکری انحطاط و زوال کے نتیجہ میں مسلسل غلامی اور محکومی سے نجات کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں وہ جرأت اظہار ہی نہیں بلکہ بہت ہی توانا جرأت اندیشہ سے بھی معمور ہیں اپنی اسی فکری توانائی کی بدولت اُن کے لہجے میں اعتماد اور نصب العین میں پختگی ہے۔ انداز بیان میں جواں عزم و حوصلہ اور قطعیت کا رنگ ملاحظہ ہو۔

زمانے میں جہاں بھی سومناتی سر اٹھائیں گے
وہاں تلوار لے کر آج بھی محمود آئیں گے
ستم جب حد سے بڑھتا ہے تو پھر آسان لگتا ہے
ستم کاروں کو ہم یہ معجزہ اپنا دکھائیں گے
کفن باندھے ہوئے سر سے نکل آئے ہیں دیوانے
بچائیں گے وطن اغیار سے یا سر کٹائیں گے

اے خاکِ وطن میں تری تقدیس پر قربان
اکِ تیرے سوا کچھ مجھے درکار نہیں ہے

Marfat.com

کٹ جائے گی زنجیر مری نوکِ قلم سے
کیا غم جو مرے ہاتھ میں تلوار نہیں ہے
وہ شخص جو شاہوں کے قصیدوں میں ہے مصروف
تاجر ہے یقیناً وہ قلمکار نہیں ہے
اک خون کا دریا ہے یہ آزادی کی منزل
دشوار ہے ، پرخار ہے ، ہموار نہیں ہے
میں جنتِ کشمیر کے لکھتا ہوں ترانے
کچھ اور مری خوبیٔ گفتار نہیں ہے

اس آئینے میں جب خود کو دیکھتا ہوں تو اپنے اس خیال سے بھی شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ بھٹی صاحب سے بے تکلفی کے باوجود یہ اظہار ہی کیوں کیا تھا کہ وہ نظم کے ساتھ ساتھ غزل کی اشاعت کا بھی اہتمام کریں۔

خود پر بھی نہ کھولئے کبھی دل کی واردات
آئینہ سامنے ہو تو چہرہ چھپایئے

محترم بھٹی صاحب نے ایک اور دقیق اور محنت طلب موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور ''محسنین کشمیر'' کے نام سے اکابرین کشمیر کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔ جس کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ اس آئینہ میں ہم اپنے ماضی اور حال کا چہرہ دیکھ سکیں گے اور شائد ہمیں اس سوال کا جواب آسانی سے مل جائے کہ کیا ہم اپنے حصے کا کام کر رہے ہیں؟ جہاں تک بھٹی صاحب کا تعلق ہے اُن کا کام صرف اردو نظم و نثر پر ہی موقوف

Marfat.com

نہیں بلکہ گوجری ، پنجابی اور پہاڑی زبانوں میں بھی وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں کشمیر اور اہلِ کشمیر کو مرکزیت حاصل ہے۔ یعنی ہر وہ ذریعہ جس سے وہ اپنے وطن کا کرب بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں بلا تامل اہلِ وطن تک پہنچا رہے ہیں اس حوالے سے وہ غیر متزلزل مزاج اور حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے فکری مکتب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحریر ہو یا تقریر، نظم ہو یا نثر جو بات اُن کے جذبات ، حواس اور افکار کو متاثر کرتی ہے وہ کمال جرأت سے براہ راست کہہ دیتے ہیں ، اپنی Comitment پر کوئی سمجھوتہ کرتے ہیں نہ مصلحت کا شکار ہوتے ہیں۔ اپنے تخلیقی کام کے بارہ میں کہتے ہیں:

> ''تحریکِ حُریّتِ کشمیر میں ایک تازہ ولولہ پیدا کرنے کی خاطر ایک مدت سے میرے دل میں یہ ارمان پروان چڑھتا رہا کہ شاعرِ مشرق، فرزندِ کشمیر حضرت علامہ محمد اقبالؒ کی تقلید میں اُن کے روحانی فیض سے ''شکوہ'' اور '' جوابِ شکوہ'' کی طرز پر نظمیں لکھ کر اہلِ کشمیر کو ان کے تابناک ماضی اور المناک حال سے باخبر کروں تا کہ تحریکِ آزادی تیز سے تیز تر ہو'' ..... ''تحریکِ آزادی کشمیر میرے فکر وفن کی اساس ہے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کا جذبہ میرے تمام جذبات پر حاوی ہے ادبی حلقوں میں میری شناخت بھی یہی رہی ہے اور میں اس شناخت کو قائم رکھنے پر فخر کرتا ہوں۔''

جناب پروفیسر محمد اکرم طاہرؔ ''ستونِ دار'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''پروفیسر بھٹی کا یہ مجموعۂ کلام تسلسل ہے اُس سلسلۃ الذہب کا جس

Marfat.com

کے پیشروؤں میں شبلیؔ ، حالیؔ اور اقبالؔ کے نام آتے ہیں، اشعار میں وہی کلاسیکی رچاؤ لفظ و بیان میں وہی سوز وساز آرزو و مندی اور فکر میں وہی پاکیزگی و بلندی جو متذکرہ بالا شعراؔ کا طرہ امتیاز ہے پروفیسر بھٹی نے ان کی سنت کو تازہ کیا ہے اور اعلائے کلمۂ حق کر کے اہلِ قلم کی طرف سے کفارہ ادا کیا ہے''۔

جناب محمد رفیق بھٹی کی شعری اور نثری تخلیقات میں دو حوالے مرکزی حیثیت کے حامل ہیں ایک کشمیر اور دوسرا اقبالؒ۔ آزادیٔ وطن کے موضوع پر وہ اپنے دعویٰ میں بجا طور پر حق بجانب ہیں کہ اس سے پہلے اتنی طویل نظم نہیں لکھی گئی۔ یہ سفر کمال ذوقِ یقین سے جاری ہے ہر چند کہ موضوع کے اعتبار سے حضرت علامہ اقبالؒ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی یہاں گنجائش نہیں۔ محترم بھٹی صاحب چونکہ حکم الامت کو اپنا فکری امام تصور کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کا تصورِ وطن اور وطنیت جدید ریاستی یا ملکی حدود سے وسیع تر ہے جبکہ بھٹی صاحب کے سارے تخلیقی کام میں یہ تصور صرف ریاست جموں کشمیر کی جغرافیائی حدود تک ہے اس لئے اس امر کی مختصر صراحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کی حد تک حکیم الامت اور بھٹی صاحب میں کس حد تک فکری مطابق اور ہم آہنگی ہے۔

گوہر نوشاہی اپنی کتاب ''مطالعہ اقبال'' میں اقبال کے دل میں کشمیر کی محبت اور ''وطن'' کے حوالے سے اُن کے نظریات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اقبال نے اپنے اردو اور فارسی کلام میں جہاں کہیں کشمیر کا ذکر

Marfat.com

کیا ہے، محبت اور دل سوزی سے کیا ہے۔"

اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر کیا وجہ تھی کہ ایک ایسا عظیم المرتبت اور عالمگیر شہرت رکھنے والا شاعر اور فلسفی، جس کی تعلیم وطنیت اور ذات پات کی تقسیم سے بالاتر تھی ایک محدود خطے کے مسلمانوں کی زبوں حالی اور مظلومیت کی داستانیں سن کر تڑپ اٹھتا اور کہتا تھا:

توڑ اس دستِ جفا کیش کو یارب جس نے
روحِ آزادیٔ کشمیر کو پامال کیا

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اُس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ

نصیبِ خطہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہو کلیمانہ

یہ بات تو یقیناً ہر شخص تسلیم کرے گا کہ اقبالؒ کے ذہن کا حقیقی اور پختہ رنگ وہی تھا جو آخری زمانہ میں نظر آتا ہے، یعنی وہ جغرافیائی حدود اور قومی و نسلی بتوں کو توڑ کر ایک عالمگیر انسانی برادری قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے وہ جو کچھ کہتے تھے اس کی حیثیت محض تجربے کی سی تھی۔ ان تجربات و نظریات میں بعض تو ایسے ہیں جنہیں انہوں نے اپنے بلند معیار کے مطابق پایا اور آخر تک نبھایا اور اکثر ایسے ہیں جنہیں پست یا وقتی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ لیکن کشمیر اور اہلِ کشمیر سے محبت و ہمدردی کا معاملہ کسی پہلو

Marfat.com

سے بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہ تھا وہ خود کشمیری الاصل تھے کشمیران کے آباؤ اجداد کا وطن تھا، کشمیر کی محبت وطن کے لحاظ سے بھی اور وہاں کی تباہی و پامالی کے لحاظ سے بھی ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی اس بنا پر ان کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کرتے اور ان کے حقوق و مطالبات منوانے کے لئے اپنے معجزہ نما کلام کا کچھ حصہ وقف رکھتے تھے بلکہ بعض اوقات یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ ظالموں سے باز پرس کرنے والی ہستی فوراً اپنی گرفت مضبوط کیوں نہیں کرتی اور بداعمالیوں کی سزا دینے والے دن (قیامت) کے لمحے نزدیک کیوں نہیں آ جاتے؟ وہ دراصل وطن کے نہیں بلکہ وطنیت کے دشمن تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ وطن ایک مرکز اتحاد ہے ان تمام لوگوں کے لئے جو اس میں رہتے بستے ہیں یہ وطنیت اسلام سے ٹکراتی ہے لیکن وطن اور اسلام میں کوئی تصادم نہیں اقبال نے خود اس نکتے کی تشریح کی ہے وہ فرماتے ہیں:

> ''اگر قومیت (وطنی قومیت) کے معنی حُب الوطنی اور ناموسِ وطن کے لئے جان قربان کرنے کے ہیں تو ایسی قومیت مسلمانوں کے ایمان کا ایک جزو ہے اس قومیت کا اسلام سے اُس وقت تصادم ہوتا ہے جب کہ وہ ایک سیاسی تصور بن جاتی ہے اور اتحادِ انسانی کا بنیادی اصول ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اسلام شخصی عقیدے کے پس منظر میں چلا جائے اور قومی زندگی میں حیات بخش عنصر کی حیثیت باقی نہ رہے۔''

اس اجمالی جائزہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ ریاست جموں و کشمیر اور

Marfat.com

اس کے عوام کے ساتھ حکیم الامت کی وابستگی اُن کی زندگی کے آخری لمحات تک برقرار رہی اور وہ ریاستی عوام کی آزادی کے لئے نہ صرف خود اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے رہے بلکہ اس سلسلہ میں ریاستی ادیبوں ، شاعروں اور سیاست دانوں کی بھر پور راہنمائی کرتے رہے۔ جناب رفیق بھٹی ، حکیم الاُمت حضرت علامہ اقبالؒ کے فکر و فلسفہ کے اسی پہلو کی وجہ سے اُن کو اپنا فکری امام تصور کرتے ہیں اور ریاست جموں و کشمیر کی آزادی پر اپنی سوچ و فکر کے تمام سوتوں کے ارتکاز کی بھی یہی ایک وجہ جواز معلوم ہوتی ہے باقی رہا اُن کی نظم ونثر پر جودت و درایت کا معاملہ یہ اُن لوگوں کا کام ہے جو صاحبانِ علم و بصیرت ہیں جو نقد ونظر کے علم اور فن کی سند مانے جاتے ہیں میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں نے بھٹی صاحب کے جذبۂ حُریت سے لبریز اُن کے تخلیقی سفر کے صرف اس پہلو کی نا تمام نشاندہی کی کوشش کی ہے جو اس سارے سفر کا محرک ہے۔ ناقدینِ فن اُن پر جب بھی کچھ لکھیں تو اُن کے جذبہ حُریّت کو کسوٹی بنائیں جو بحور عروض اور فنی حدود کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے۔

ذاکر نسیم
پراجیکٹ منیجر لوکل گورنمنٹ
میر پور۔ آزاد کشمیر

Marfat.com

محبّ وطن شاعر

جناب صدرِ محفل، مہمانِ خصوصی

صاحبِ شام وحاضرینِ محترم

مجھے سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کی طرف سے علمی وادبی محافل میں شرکت ک لیے دعوت نامے ملتے رہتے ہیں لیکن کسی نہ کسی مصروفیت کے باعث شمولیت کا موقع نہیں ملتا رہا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں آج بھی میری طبیعت گراں تھی لیکن ایک تو اکیڈمی کی انتظامیہ کا خیال تھا اور دوسرا اپنے ہم پیشہ بھائی پرانے رفیقِ کار اور مخلص ساتھی پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے ساتھ گذرے ایام کا تقاضا تھا کہ ان کے ساتھ منائی جانے والی شام میں شرکت کروں میں رفیق بھٹی کا مداح ہوں یہ ایک محنتی باہمت اور دردِ دِل رکھنے والے انسان ہیں۔ شروع شروع میں مجھے ان کی شاعری میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوئی لیکن مسلسل محنت، مطالعہ اور جانفشانی سے انہوں نے ادبی دُنیا میں ایک نام پیدا کرلیا ہے جس پر بجا طور پر ہمیں فخر ہے آج نہ صرف آزاد کشمیر میں بلکہ پاکستان میں بھی لوگ انہیں پہچانتے ہیں ان کی شاعری میں حُب الوطنی غالب ہے یہ کشمیر کی آزادی کی بے پناہ تڑپ رکھنے والے انسان ہیں کشمیر ان کی رگ رگ میں سرایت کیے ہوئے ہے گذشتہ دنوں مجھے ان کی نئی تصنیف شدہ کتاب ''محُسنینِ کشمیر'' پڑھنے کا موقع ملا جسے پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ موصوف ایک بڑے محقق اور تاریخ دان ہیں اگرچہ کہ میں خود تاریخ کا طالب علم اور استاد ہوں لیکن ''محُسنینِ کشمیر'' میں دیے گئے بعض حقائق ایسے ہیں جو پہلے میرے علم میں بھی نہیں تھے بلاشک وشبہ

Marfat.com

رفیق بھٹی کا حق بنتا ہے کہ ان کے اعزاز میں شام منائی جائے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اسٹیج سے میرا نام بھی پکارا جائے گا اگر مجھے لکھنے یا بولنے کے لیے باقاعدہ بتایا جاتا تو میں رفیق بھٹی کی علمی وادبی خدمات اوران کی شخصیت کے بارے میں مزید کچھ گفتگو کرتا میں اکیڈمی والوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یاد رکھا انہیں اس محفل کے انعقاد پر مبارکباد دیتا ہوں اور اُمّید رکھتا ہوں کہ اکیڈمی کی نوجوان قیادت علم وادب کی مشعل روشن رکھے گی شکریہ

پروفیسر محمد سعید ظفر (سابق پرنسپل)
گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور

Marfat.com

عظمت کی دلیل

صاحبِ شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی
صدرِ محفل بوٹا خان راجس، منتظمینِ اکیڈمی
اور حاضرینِ محفل

آج کی شام ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے یہ ایک خوبصورت تقریب ہے بھٹی صاحب کے لیے بھی اور اکیڈمی والوں کے لیے بھی میں مبارک باد دیتا ہوں اکیڈمی کے نوجوان منتظمین جمیل احمد جمیل، قدیر احمد قدیر اور ان کے ساتھیوں کو جنہوں نے اس کا اہتمام کیا اس موقع پر میرے ذہن اور میری زبان پر جو شعر انگڑائی لے رہا ہے وہ یوں ہے:-

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

خوشی کی بات ہے کہ بھٹی صاحب ابھی زندہ ہیں اور زندگی ہی میں پتھر کھانے کے ساتھ صاحبِ شام کے مقام پر بھی آ گئے ہیں یہ ان کی عظمت کی دلیل ہے کہ ان کے ساتھ خوبصورت محفلِ شام منائی جا رہی ہے ایسی محافل علم و ادب کے فروغ کے لیے زبردست تحریک رکھتی ہیں ہمارے یہاں بہت سے عالم و فاضل اور اصحابِ فکر و فن موجود ہیں جنہوں نے تحریکِ آزادیٔ کشمیر اور انسانی قدروں کے فروغ کے لیے نمایاں کام کیا ہے ہمیں انہیں بھی ایسے ہی اعزاز سے نوازنے کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ اکیڈمی کے نوجوان منتظمین اس مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے علم و ادب اور ثقافت کے فروغ کے ساتھ ساتھ شاعروں، ادیبوں اور فنکاروں کی عزت افزائی کے لیے یہ سلسلہ جاری رکھیں گے شکریہ

پروفیسر محمد عارف کمپلوی (شعبہ اُردو)
گورنمنٹ کالج افضل پور میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

ہجرتوں کا اسیر

ہجرت اور ہم جانے کب سے باہم ہوئے، شاید آدم نے جب جنت الفردوس سے اس خاکدان پر قدم رنجہ فرمائے وہ دن اور آج کا دن، متاعِ گم گشتہ کے متلاشی آدم زادے ہجرتوں کے حصار میں گرفتار ہیں رہائی پائیں تو کہاں جائیں؟ لمحہ موجود سے لمحہ آئندہ کی جانب ہجرتوں کا سفر جاری ہے۔

فگار پاؤں مرے، اشک نارسا میرے
کہیں تو مل مجھے اے گم شدہ خدا میرے

بھٹی صاحب نے بھی عین عالمِ شباب میں اپنا گھر چھوڑا وہ رختِ سفر کے طور پر پنجال کی رفعت اور ندیا کی روانی بھی ہمراہ لے آئے نصف صدی سے کچھ برس اوپر ہونے کو ہے پنجال کے دامن میں بہتی ندیوں کی طرح ان کے ہاں تخلیق کے سوتے خشک نہیں ہوئے، بس ایک متوازن اور ہموار رفتار کے ساتھ ان کے بہاؤ کا تسلسل جاری ہے بھٹی صاحب اپنی ذات میں انجمن کی صورت ہیں عصری شعور سے آگاہ، اقتصادیات کا آئیڈیل معلم، اچھا ادیب، اچھا شاعر اور اتنی ساری اچھائیوں کے پس منظر میں ایک بہت اچھا انسان اچھا ادب صرف ایک اچھا انسان ہی تخلیق کر سکتا ہے۔

زندگی آمیز اور زندگی آموز افکار پر مبنی ان کی شاعری ارفع مقاصد کے حصول کی تگ و دو سے عبارت ہے ان کے ہاں عقلیت، رومانویت اور ترقی پسندی کے دھارے باہم گلے ملتے نظر آتے ہیں وہ غلامی پر نوحہ کناں ہیں، آزادی کی تڑپ رکھتے ہیں اور بہتر مستقبل کے آرزومند ہیں۔ وہ سماج کی پیوند زدہ قبا اُتار کر اسے حریر و پرنیاں کی پوشاک پہنانا چاہتے ہیں۔ اُمید، اثبات، یقین اور تحرک سے ترکیب پائی ہوئی اس شاعری میں تخلیقی حُسن آب و تاب کے ساتھ جگ مگ، جگ مگ کر رہا ہے اور اقتصاد کی حقیقتوں کا قاری خیال کی دنیا کو کن کن گلابوں سے مہکا رہا ہے زیرِ نظر مقالات، تاثرات اور خطبات فی الاصل رفیق سے رفاقتوں

Marfat.com

کے وہ حوالے ہیں جن میں محبت اور خلوص کی مہک رچی بسی ہے اور شاعر کی شخصیت اور فن کے نہاں گوشوں کی عمدگی سے تصویر کشی کی گئی ہے۔

ان تحریروں میں تاثیر کی شدت، تخلیق کا حُسن اور فنی مہارت جھلک رہی ہے مقالہ نگار حضرات بجا طور پر ستائش کے مستحق ہیں ان تحریروں کے بین السطور نہ جھانکا جائے اور سرسری طور پر عنوانات کو ایک آدھ سطر میں یکجا کر دیا جائے تو اس سے بھی موصوف کے سراپے کے سارے دلکش خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔

''شام غربت سے صبحِ بشارت تک''، ''محبتوں کا سفیر''، ''کچھ یادیں کچھ باتیں''، ''کشمیر کا قومی شاعر''، ''لہو کا خراج''، ''چلتی پھرتی آرٹ گیلری''، ''حرکت اور امید کا شاعر''، ''ایک ہمہ جہت شخصیت''، ''ہر فن مولا''، ''انقلاب اور ارتقاء کا پیامبر''، ''وطن کا شاعر''، ''اتنی ڈھیر ساری محبتیں'' رفیق بھٹی کے تخلیقی جذبہ کو مزید جلا بخشیں گی۔ ''اللہ کرے زور قلم اور زیادہ''

گورنمنٹ کالج کوٹلی میں قیام (1973-1978) کے دوران بہت سی شاموں میں بھٹی صاحب کے ہمراہ ''افق کی آگ میں ستارہ شام کو جل بجھتے دیکھا'' میں اس تعلق خاطر پر ہمیشہ نازاں اور شاداں رہا اور آج جب یہ سب کچھ ماضی کی دُھند میں اُتر چکا ہے ہماری محبت میں کمی نہیں آئی۔

تم اپنے گرد حصاروں کا سلسلہ رکھنا
مگر ہمارے لئے کوئی راستہ رکھنا

مشتاق احمد خان
صدر شعبہ اردو / وائس پرنسپل
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج مظفر آباد
17 فروری 2002ء

Marfat.com

خطاب مہمانِ خصوصی

صدرِ محفل بوٹا خان راجپوت صاحب

عزیز بھائی، ساتھی اور پرانے کلاس فیلو صاحبِ شام

پروفیسر محمد رفیق بھٹی اور حاضرینِ محترم

میں آج جب روزمرہ کی پیشہ ورانہ مصروفیت سے فارغ ہو کر گھر پہنچا تو میرے ٹیبل پر ایک دعوت نامہ میرا منتظر تھا جب دعوت نامہ پڑھا تو پتہ چلا کہ آج پریس کلب میں ''ایک شام رفیق بھٹی کے نام'' منانے کا اہتمام کیا گیا ہے پہلے تو مجھے اپنے دیرینہ دوست بھائی اور کلاس فیلو رفیق بھٹی کی یاد ستانے لگی اور ساتھ ہی سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میرپور کے ڈائریکٹر جمیل احمد جمیل اور قدیر احمد قدیر کی محبت نے بھی مجبور کیا کہ اس محفل میں ضرور شرکت کروں میں نے جلدی میں کچھ کھایا، پیا، نماز ادا کی اور کوشش کی کہ وقت پر پہنچ جاؤں کیونکہ دعوت نامے پر ساڑھے تین بجے شام کا وقت دیا گیا تھا میں اس عجلت میں اپنی چپل کا کلپ بھی پوری طرح باندھ نہیں سکا جب پریس کلب میں پہنچا تو مجھے تو پتہ چلا کہ میرے نصیب میں اس یادگار محفل کا مہمانِ خصوصی بننا لکھا ہوا ہے یوں میں ''ایک شام رفیق بھٹی کے نام'' کی اس بزم میں جس میں شہر کے اہل علم صاحبان فکر و نظر اور دانشور بیٹھے ہیں قسمت کی یاوری سے مہمانِ خصوصی بنا دیا گیا ہوں۔

عرض یوں ہے کہ رفیق بھٹی صاحب اس لحاظ سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ انہیں ہجرت نصیب ہوئی ہے اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان کی ہجرت اپنے ہی وطن کے اندر ہے یعنی

Marfat.com

ریاست جموں وکشمیر کے مقبوضہ علاقے سے آزاد علاقے میں ہجرت جس بھی نوعیت کی ہو سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے انہوں نے ہجرت کر کے سنت بھی پوری کی ہے اورا عزاز بھی حاصل کیا ہے میں ایک دن اپنی گاڑی میں کھنڈا موڑ سے گذر رہا تھا تو سامنے دیوار پر بڑے حروف میں تحریر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قلیل لوگوں کو کثیر لوگوں پر فتح عطا کی ہے تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حق و باطل کے معرکے میں حق پرستوں کی تعداد کم اور باطل پرستوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی ہے لیکن فتح صرف حق پرستوں کو ہوئی ہے جو تعداد میں کم ہوتے ہیں بشرطیکہ کم تعداد میں حق پرست، استقامت اور شجاعت کا دامن تھامے رکھیں رفیق بھٹی صاحب نے 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں ہجرت کی یہ جنگ تقریباً سترہ دنوں تک رہی اور ان سترہ دنوں میں دونوں ملکوں کا سانس پھول گیا پاکستان تو اپنی آبادی اور وسائل کے اعتبار سے چھوٹا ملک ہے. اس کے مقابلے میں بھارت کئی گنا بڑا ہے لیکن اس جنگ میں بھارت کا سانس زیادہ پھول گیا تھا. اب ذرا افغانستان کی طرف دیکھیں کتنے دنوں سے افغانستان پر امریکی بمباری جاری ہے گویا افغانستان کی زمین پر بموں کی قالین بچھائی جارہی ہے اس کے باوجود افغانیوں کا سانس نہیں پھولا انہیں کسی طرف سے کسی قسم کی کوئی مدد نہیں نہ اخلاقی، نہ سیاسی اور نہ عسکری لیکن میں نے نہیں سنا کہ افغانستان کے مجاہدین گھبرائے ہوں انہیں اپنے وطن سے محبت ہے اور وہ اس محبت میں سرشار مشکل سے مشکل حالات میں بھی تازہ دم ہیں۔

جنابِ والا..... جس بندے کو اپنے وطن کی مٹی سے محبت نہ ہو وہ بندہ ہی کیا رفیق بھٹی صاحب کا خمیر جس مٹی سے اُٹھا میرے خیال میں انہیں اس مٹی سے والہانہ محبت ہے. انہوں

Marfat.com

نے اپنی شاعری میں اور باقی تحریروں میں اپنے وطن سے جس محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے وہ کمال اور لازوال ہے اور یہی ان کی شاعری کا روشن پہلو ہے میں رفیق بھٹی صاحب کو کالج کے زمانے سے جانتا ہوں موصوف میرے کالج فیلو بھی تھے اور اچھے دوست بھی میں ان کے بارے میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں یہ تعلق کی بناء پر نہیں ان کے اندر موجود قابلیت کی بناء پر ہے میں پوری ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ان کی تمام تحریروں میں ملک سے محبت، آزادی کے لیے تڑپ اور اپنے اسلاف سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے مجھے ان کی تحریریں بڑا متاثر کرتی ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے کے خیالات مجھ سے مختلف ہوں چونکہ ہر شخص کا اپنا مزاج، اپنا ذوق اور اپنا نکتہ نظر ہوتا ہے اور کسی کو ان کا اندازِ بیان پسند نہ ہو لیکن سچی بات ہے مجھے رفیق بھٹی کا منظوم اور منثور اندازِ تحریر بے حد پسند ہے اور اس کی بنیادی وجہ ان کی وطن سے محبت اور ادیبانہ جرأت ہے۔

میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب رفیق بھٹی 1965ء کی جنگ آزادی کے دوران مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے آزاد کشمیر میں حدِ متارکہ کے اس پار داخل ہوئے تھے تو یہ خود بھی زندگی کے ایک خطہ متارکہ یعنی لڑکپن اور جوانی کی سرحد پر تھے انہوں نے تمام مسائل اور عملی مشکلات کے باوجود، بحیثیت طالب علم میر پور کالج میں اپنا بہترین تاثر قائم کیا بزمِ ادب میں بھی ان کا رول نمایاں تھا اس وقت بھی اچھی اور بامقصد شاعری کرتے تھے اور نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں میں عمدہ کارکردگی کے حامل تھے مجھے طالب علمی کے زمانے میں بھی ان میں اچھائیاں ہی نظر آئیں ان کی کوئی ایسی بات میرے علم میں نہیں جس سے ان کی طالب علمی پر حرف آتا ہو مثالی طالب علم تھے۔

Marfat.com

میں پانچ سال تک آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر کا وزیر رہا اس دوران کئی طرح کے لوگ اور طالب علم مجھے ملتے رہے جب کبھی بھی کسی سے رفیق بھٹی کے بارے پوچھا تو ہر کسی نے رفیق بھٹی کا نام احترام سے لیا اور یہی کہا کہ رفیق بھٹی ایک محنتی، لائق، شفیق اور ذہین استاد ہیں یہ کسی آدمی کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کا تذکرہ اچھے اور عقید تمندانہ الفاظ میں ہو جب کبھی میں لوگوں سے رفیق بھٹی کی حُسنِ کارکردگی کا ذکر سنتا تو میرے دِل میں ان کے لیے عزت اور محبت میں اضافہ ہوتا تھا کسی ہمعصر اور کلاس فیلو کے لیے لوگوں کے اچھے جذبات سے مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے اسی محبت اور مسرت نے مجھے اس محفل میں شامل ہونے پر دِلی طور پر آمادہ کیا اور میں اسے اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہوں جب ہم کالج میں پڑھتے تھے تو اخباروں میں پڑھا کرتے تھے آج کراچی، لاہور یا راولپنڈی میں فلاں شاعر کے ساتھ شام منائی گئی ہم سوچا کرتے تھے کہ وہ لوگ کتنے عظیم ہوں گے جن کے اعزاز میں شامیں منعقد ہوتی ہیں زندگی کے کئی سالوں، مہینوں، دنوں اور راتوں کے بیت جانے پر ہی اہلِ فکر ونظر اس کی خدمات کو سراہتے ہیں اور اس کے اعزاز میں شام مناتے ہیں سوچا جائے تو یہ مرحلہ بڑی محنت اور ہمت کے بعد نصیب ہوتا ہے کئی لوگ یہ حسرت لے کر پیوندِ خاک ہو گئے لیکن آج ہمارے ساتھیوں میں سے ایک خوش نصیب ساتھی رفیق بھٹی نے اس مقام کو حاصل کر کے ہمارے تصورات کی دُنیا کو حقیقت میں بدل دیا ہے میں ان کی علمی وادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں اس اعزاز پر مبارکباد دیتا ہوں یہ واقعی خوش نصیب ہیں کہ اپنی زندگی میں ہی اپنی علمی وادبی خدمات کا شجر بارآور ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ پریس کلب کے اس ہال میں موجود ان کے ساتھ شام منانے کے لیے اتنی

Marfat.com

بڑی تعداد میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کا شریک ہونا قابلِ قدر بھی ہے اور قابلِ رشک بھی میری دُعا ہے کہ رفیق بھٹی کو اپنی زندگی میں ایسی اور بہت سی شامیں منانے کا موقع نصیب ہو سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے نوجوان اور باہمت منتظمین اکیڈمی کے زیرِ اہتمام علم و ادب اور ثقافت کے فروغ کے لیے سرگرم عمل رہیں مقبوضہ کشمیر کے لوگ آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوں جس کے لیے 70 ہزار کشمیری اپنے گرم لہو کا نذرانہ دے چکے ہیں اور بھارت کی شرمناک ریاستی دہشت گردی کے باوجود عَلمِ آزادی اُٹھائے سوئے منزل رواں دواں ہیں اِن شاءاللہ کشمیری اپنی منزلِ مقصود کو جلد حاصل کر کے رہیں گے شکریہ

علی محمد چاچا ایڈووکیٹ
سابق وزیرِ آزاد حکومت
پریس کلب میرپور
29 اکتوبر 2001ء

Marfat.com

خطاب صدرِ محفل

صاحبِ شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی

محترم پروفیسر محمد امین طارق قاسمی

منتظمین سیف الملوک آرٹس اکیڈمی و حاضرینِ کرام

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کے منتظمین اس اعتبار سے قابلِ ستائش ہیں کہ بڑے تسلسل اور محنت سے علمی و ادبی اور ثقافتی و فلاحی سرگرمیاں برپا رکھتے ہیں جب کبھی مجھے اپنے وطن آنے کا موقع ملتا ہے میرے اعزاز میں بھی کوئی محفل بہرِ ملاقات رکھ لیتے ہیں آج کی یہ محفل بھی کچھ اسی زمرے میں آتی ہے اس محفل کے آغاز میں حاضرین کی تعداد کافی زیادہ تھی میرے خیال میں ایک سو کے قریب عالم فاضل و اہلِ نظر اشخاص شریک تھے. لیکن دوسری نشست میں تعداد کم ہوگئی ہے ظاہر ہے علمی و ادبی محفلوں میں دیر تک بیٹھنا بھی آزمائش ہوتی ہے. لہذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسی محفلوں کی رونق اور اہمیت کو بڑھانے کے لیے ہمیں زیادہ وقت دینا چاہیئے تاکہ محفل میں بوریت کا احساس نہ ہو۔

کسی علمی و ادبی شخص کے فن یا شخصیت کے بارے میں کچھ کہنے سے قبل اس کے بارے میں معلومات کا ہونا ضروری ہے میں بھٹی صاحب کے بارے میں اتنا تو جانتا ہوں کہ موصوف بڑے اچھے شاعر ہیں لیکن ان کی شاعری اور نثری تخلیقات کے سلسلہ میں میرے پاس مواد موجود نہیں تھا دو تین دن قبل مجھے عزیزم جمیل احمد جمیل کے ذریعے بھٹی صاحب کی کچھ کتب اور تحریریں ملی ہیں اس تھوڑے سے مگر مصروف وقت میں میرے مطالعے کی رو سے بھٹی

Marfat.com

صاحب وطن کی مٹی سے بے پناہ محبت کرنے والے قلم کار اور آزادی کے متوالے ہیں ان کی شاعری میں وطن ایک قوت کی حیثیت رکھتا ہے۔

وقت کی قلت اور ہال میں دیر سے تشریف فرما محترم سامعین کے اضطراب کے پیشِ نظر میں حاضرین و سامعین کو مزید آزمائش میں ڈالے بغیر بھٹی صاحب کے بارے میں اپنی گفتگو یہ کہہ کر ختم کروں گا کہ اس محفل میں اہلِ فکر و نظر مقالہ خواں حضرات اور مقررین نے ان کے بارے میں جو کچھ پڑھا یا کہا وہ حرف بہ حرف درست ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

چونکہ ہم سب بُلبُلِ کشمیر حضرت میاں محمد بخشؒ عارف کھڑی شریف کے معتقد ہیں اس لیے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم میاں صاحبؒ کے کلام کو لکھتے یا پڑھتے وقت پوری احتیاط برتیں جن الفاظ و مفہوم کے ساتھ حضرت میاں محمد بخشؒ نے اپنا صوفیانہ اور روحانی کلام مثنوی سفر العشق المعروف ''سیف الملوک'' یا دیگر کتب تخلیق کی ہیں ان کو ملحوظِ خاطر رکھیں میں نے کئی تحریروں میں دیکھا ہے اور کئی لوگوں سے سنا ہے کہ وہ ان باریکیوں کا خیال نہیں رکھتے۔ میاں صاحبؒ کا ایک مشہور شعر یوں ہے۔

آئی جان شکنجے اندر جیوں بلنے وچ گناں
روح نوں کہو ہن رو محمد ہن بچیں تاں مناں

اس شعر میں میاں صاحب نے جو روحانی یا صوفیانہ کیفیت بیان کی ہے اسے لوگ گنے یا روّ کے معنوں میں لیتے ہیں حالانکہ میاں صاحب نے واضح طور پر روح کی بات کی ہے اور انہوں نے لفظ ''جیوں'' پر زور دے کر انسان کی داخلی و روحانی کیفیات کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے لیکن ہم اسے دنیاوی زاویے سے ہی بیان کرتے ہیں میں میاں صاحبؒ سے

Marfat.com

عقیدت رکھنے والوں اوران کے کلام کو لکھنے، پڑھنے والوں کو تاکید کروں گا کہ وہ ان کے کلام کے ساتھ احتیاط برتیں اور ایسے معانی ومفہوم نہ لیں جو میاں صاحب کا مدعا نہ ہوں۔

میں رفیق بھٹی صاحب کی تازہ نثری تخلیق ''محسنینِ کشمیر'' حصہ اول سے میاں محمد بخشؒ کے بارے میں لکھے گئے تحقیقی مضمون سے دو اشعار کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جن میں اسی نوعیت کی غلطی موجود ہے مجھے معلوم ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے۔

دانشمنداں دا کم نائیں دُنیا تے دِل لانا
اس وہٹی لکھ خاوند کیتے جو کیتا سو کھانا
جس چھڈی اے بچے کھائی سو یو سگھڑ سیانا
ایسی ڈائین نال محمد کاہنوں نکاح نبھانا

ان اشعار میں جو غلطی ہے وہ یہ ہے کہ میاں صاحب نے لفظ ''عقد'' استعمال کیا ہے ''نکاح'' نہیں۔ میرے خیال میں یہ کتابت ہی کی غلطی ہوگی ہمیں ایسی غلطیوں سے بچنے کی ضرورت ہے بھٹی صاحب کے حوالے سے میں دوبارہ یہی کہوں گا کہ ان کے بارے میں جو کچھ پڑھا گیا وہ صحیح ہے درست ہے شکریہ۔

بوٹا خان راجؔ
صدر محفلِ شام
پریس کلب میرپور
29 اکتوبر 2001

Marfat.com

خطبہ صاحبِ شام

صدرِ محفل، قابلِ قدر محترم مہمانِ خصوصی

حاضرین وسامعین السلام علیکم!

سب سے پہلے میں سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے منتظمین اور اراکین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے مجھ جیسے کم علم شخص کے ساتھ آج کی شام منانے کا اہتمام کیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ میری کون سی علمی وادبی خدمات یا عالمانہ وادیبانہ ادا پسند آئی کہ انہوں نے مجھ سے معتبر ومحترم شخصیات کی موجودگی میں یہ شام میرے نام کی کیونکہ من آنم کہ من دانم میں نے ڈائریکٹر اکیڈمی عزیزم جمیل احمد جمیل اور سیکرٹری عزیزم قدیر احمد قدیر کو بتایا تھا کہ مجھ سے زیادہ صاحبِ کمال اس شہر میں موجود ہیں اگر آپ اپنی اکیڈمی کے زیرِ اہتمام علم وادب کی افزائش کے حوالے سے اہلِ فکر ونظر ادبا وشعراء کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں عزت دینا چاہتے ہیں جو از خود ایک گرانقدر علمی وادبی خدمت ہے تو پروفیسر محمد اکرم طاہر یا پروفیسر امین طارق قاسمی جیسے صاحبِ علم لوگوں کو اولیت دیں جب میں اس قابل ہو جاؤں گا تو بفضلِ تعالیٰ حالات میرے لیے از خود سازگار ہونگے اس پر عزیزم جمیل احمد جمیل نے بتایا کہ محترم جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر سے اس موضوع پر بات ہوئی ہے ''ہم پہلے ان کے ساتھ شام منانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے ناسازیٔ طبیعت کے باعث معذرت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کی یہ پہلی شام پروفیسر رفیق بھٹی کے نام کر دی جائے ''میں چونکہ بزرگوں سے عقیدت رکھنے والا

Marfat.com

اور روایت پسند آدمی ہوں اس لیے میں نے خود استادِ محترم پروفیسر اکرم طاہر سے رابطہ کر کے انہیں آمادہ کرنے کے لیے گذارش کی کہ وہ اکیڈمی مذکورہ کے زیر اہتمام صاحبِ شام کی حیثیت سے شامل ہوں. لیکن انہوں نے ناسازئ طبیعت کی بنا پر اکیڈمی کے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اکیڈمی والوں کو تاکید کی ہے اور اجازت دی ہے کہ یہ شام رفیق بھٹی کے نام کر دی جائے جناب پروفیسر محمد اکرم طاہر نے میرا نام تجویز کر کے میری جو قدر افزائی اور شفقت کی ہے میں اس پر ان کا بھی شکر گزار ہوں موصوف نے طالب علمی سے لے کر تا حال قدم قدم پر علم و ادب کے میدان میں میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ہے میں ان کے علم و فضل کا معترف اور فکر و نظر کا عقید تمند ہوں۔

جہاں تک شعر و ادب سے میری وابستگی کا تعلق ہے یہ بڑا پرانا رشتہ ہے میں نے 1962ء میں شعر و ادب کے خارزار میں قدم رکھا۔ میرے والد محترم الحاج نواب دین پنجابی زبان کے عوامی شاعر تھے۔ وہ واجبی سے پڑھے لکھے تھے۔ پنجابی شعر گوئی کا ملکہ انہیں قدرت کی طرف سے ودیعت تھا۔ میں ان کا کاتب تھا۔ انہوں نے بہت سی حرفیاں لکھیں جنہیں ہم محفوظ نہیں رکھ سکے۔ صرف ایک مثنوی ''عشق نہ پچھے ذاتاں'' کے نام سے ہمارے پاس محفوظ ہے۔ جس کی کتابت ہو چکی ہے اور جلد ہی اشاعت پذیر ہوگی بنیادی طور پر میری شاعری میں بُلبُل کشمیر عارفِ کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخشؒ کی مثنوی '' سفر العشق '' کا عمل دخل ہے میرے والدِ محترم مرحوم و مغفور کو مثنوی سفر العشق المشہور، قصہ سیف الملوک و بدیع الجمال کے بہت سے حصے زبانی یاد تھے اور وہ اس کے اشعار کو ترنم کے سے پڑھا کرتے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت میاں محمد بخشؒ نے ''سیف الملوک'' اپنے بڑے بھائی

Marfat.com

حضرت بہاول بخشؒ کی فرمائش اور تحریک پر لکھی تھی۔

جنوبی کشمیر میں لوگ سیف الملوک کو الہامی اور روحانی کلام کا درجہ دیتے ہیں۔ اس خطے میں لوگوں کے شعری ذوق کا سہرا سیف الملوک کو جاتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا فرمانا ہے کہ جو شخص چالیس روز تک قلب ونظر کی صفائی کے ساتھ سیف الملوک کا مطالعہ کرے تو وہ ''ولی'' بن جاتا ہے۔ اس عقیدے یا تصور نے میرے دِل و دماغ میں سیف الملوک کے مطالعہ کی تشنگی بڑھادی اور میں نے بڑے شوق اور انہماک سے سیف الملوک کا مہینوں تک مطالعہ کیا یہاں تک کہ اس کا تقریباً نصف حصہ مجھے زبانی یاد ہوگیا یہ 1958ء تا 1962ء کے عرصہ کی بات ہے۔ اپنے گاؤں میں خوشی وغم کے ہر موقع پر مجھے سیف الملوک ترنم سے پڑھنے کی فرمائش ہوتی تھی عموماً دو دو آدمی مل کر سیف الملوک پڑھتے تھے سیف الملوک کے یوں پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے میں شائد ولی نہ بن سکا لیکن میرے اندر سَخنُوری اور سُخن شناسی کا ایک جوہر ضرور پیدا ہوا۔ اسی عرصہ میں مجھے پنجابی ادب عالیہ کی دیگر کتب مثلاً تفسیر یوسف، قصص الانبیاً، قصص المحسنین، پورن بھگت، داستانِ امیر حمزہ، قصہ دِل خورشید اور متعدد جنگ نامے بھی پڑھنے کو ملے۔ بعد میں ہیر رانجھا، سسی پنوں اور سوہنی ماہینوال جیسی کتابیں بھی پڑھیں۔ بنیادی طور پر میں حضرت میاں محمد بخشؒ کے روحانی فیض سے فیض یاب ہوں۔ ساتھ ہی پنجابی زبان کے شیکسپیئر سید وارث شاہؒ اور جہاں معرفت کے درخشندہ آفتاب سائیں بھلے شاہؒ کے کلام نے بھی میری فکری تربیت کی ہے۔

جناب صدرِ محفل..... میں گذارش کر رہا تھا کہ ولی بننے کے شوق میں ایک مدت تک مثنوی سفر العشق المعروف ''سیف الملوک'' نے مجھے متوجہ رکھا۔ میں نے اس کتاب سے جہاں تصوف

Marfat.com

اور روحانیت کی رموز سے استفادہ کیا وہاں حُب الوطنی، آزادی، الوالعزمی اور بلندی فکری کے ساتھ رمز و تمثیل کا فیضان بھی حاصل کیا آج اگر میں چند حروف کو تربیت دیکر شعری قالب میں ڈھال لیتا ہوں تو یہ پنجابی کے صوفی شعراء کی دین ہے۔

میں اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھتا شاعری ایک محنت طلب بلکہ ریاضت طلب کام ہے اس کی آبیاری خونِ جگر سے ہوتی ہے. اس کی چار بڑی اقسام ہیں حمدیہ، رزمیہ، طربیہ اور المیہ۔ میں نے اپنے شعری ذوق کو اپنے وطن ریاست جموں و کشمیر کی آزادی کی طرف مبذول رکھا ہے میری پہلی کتاب ''ستونِ دار'' ریاست جموں و کشمیر کی تاریخِ حُرّیت کا منظوم ریکارڈ ہے۔ جبکہ دوسرا شعری مجموعہ ''لہونگر'' ریاست میں جاری تحریکِ حُرّیت کا عملی پہلو ہے یہ دونوں رزمیہ شاعری کے مزاحمتی انداز ہیں مزاحمت سے ہی تخلیقی فکر کا آغاز ہوتا ہے میں نے شاعری میں حُب الوطنی کے جذبہ کو اولیت دی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں شاعری کی دیگر اصناف سے لاتعلق ہوں میرے گھر میں میری تحریروں کی فائلیں .ایم ڈی اے کی فائلیں جتنی ہیں جن کے بازروؤں میں میری منظوم اور منثور تحریریں لپٹی پڑی ہیں زندگی نے ساتھ دیا اور حالات سازگار رہے تو کوشش کروں گا کہ انہیں شائع کروں۔

بہت پہلے 1978ء سے میری یہ کوشش رہی ہے کہ علاقائی زبانوں اور علاقائی ادب و ثقافت کا احیاء ہو. اس مقصد کے لیے بابائے گوجری رانا فضل حسین تمغہ پاکستان، رانا محمد سرور صحرائی، جناب محمد شریف طارق ایڈووکیٹ، مرحوم فیض اللہ جوشی، مظہر جاوید حسن، بشیر سرتاج راجوروی اور چند دیگر احباب کے تعاون سے ہم نے ''گوجری سنگت'' کا قیام عمل میں لایا جس کے پلیٹ فارم سے ہم نے گوجری، پنجابی اور پہاڑی زبانوں کے فروغ اور ان کے

Marfat.com

ادبی ورثے کی طرف توجہ دی میں اس سنگت کا بانی کنوینر ہوں اور مجھے اس کا تاحال صدر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے جبکہ جناب رانا محمد سرور صحرائی تاحال اس کے سیکرٹری جنرل ہیں میں قومی ادب کے فروغ کے لیے علاقائی ادب کے فروغ کو بنیادی شرط قرار دیتا ہوں اپنی ماں بولی میں انسان جس صحت اور آسانی سے اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا ہے وہ کسی دوسری زبان میں نہیں کر سکتا حکومت اور اہل فکر و نظر کو چاہیئے کہ وہ علاقائی ادب کے فروغ میں سنجیدگی سے حصہ لیں اپنی شناخت پریڈ کروائیں اسے تعصب کی عینک سے دیکھنا ذہنی دیوالیہ پن ہوگا۔

سامعینِ محترم میرے ساتھ منائی جانے والی یہ شام رات میں ڈھل رہی ہے باہر شام کی پلکیں، شبنم آلود ہو چکی ہیں ہال کے اندر موجود مہربان اپنے آشیانوں کی طرف لوٹنے کے منتظر ہیں. اگر میں اپنی گفتگو کو طول دوں گا تو یہ آپ کے صبر کا امتحان ہوگا ویسے بھی مصروفیت کے اس دور میں علمی و ادبی محفلوں کے لیے زیادہ وقت نکالنا از خود ایک آزمائش ہے. میں نہیں چاہتا کہ آپ کے آزمائش کی گھڑیاں طویل ہوں یقیناً آپ مجھ سے میرے اشعار سننے کے منتظر ہوں گے مجھے خود بھی شہر کے باہر اپنے گھر پہنچنا ہے لہذا اُردو، پنجابی، پہاڑی اور گوجری زبان سے منتخب کلام آپ کی خدمت میں پیش کر کے آپ سے اجازت لوں گا۔

سب سے پہلے قومی زبان اُردو میں اپنی ایک نظم بعنوان ''پنجال کی ہواؤ'' آپ کی نذر کرتا ہوں یہ نظم جذبۂ حُبُ الوطنی کی مناسبت سے مزاحمتی ادب کا ایک رنگ ہے اس میں کوہستان پنجال سے گذر کر آنے والی ہواؤں سے میرے خطاب کا رنگ یوں ہے۔

Marfat.com

اُس پار اب وطن کا احوال کس سے پوچھوں
کیا رنگ ہے چمن کا پنجال کس سے پوچھوں
ہر آن کس کو دیکھوں ہر سال کس سے پوچھوں
پہرے لگے ہوئے ہیں ان کو ذرا ہٹاؤ !
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ !

میں جانتا ہوں کتنے طوفان چل رہے ہیں
انسان کٹ رہے ہیں گھر بار جل رہے ہیں
دشمن کی دشمنی کے پہلو بدل رہے ہیں
سنگیت غم کے چھیڑو نغمے وفا کے گاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

کیا لالہ ہے پریشاں چشمِ چنار نم ہے؟
کیا جھیل ڈل کے اندر پانی میں زیروبم ہے؟
کیا بادلوں میں بجلی اور بجلیوں میں دم ہے؟
تم وادیوں میں گھومو اور گھاٹیوں میں جاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

Marfat.com

کیا پربتوں کے دامن پھولوں کے پاسباں ہیں؟
کیا سبزہ زار اب تک گلپوش و گُلفشاں ہیں؟
کیا ندیوں کے ساحل موجوں کے رازداں ہیں؟
ہے بوجھ میرے دِل پر آکر اسے گھٹاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

آتے ہیں یاد مجھ کو خوشبو کے تازیانے
کہسار اونچے اونچے جنگل ہرے سہانے
گلُرنگ وادیوں میں بادل کے شامیانے
کیوں یاد آرہے ہیں آکر مجھے بتاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

جھرنوں کے میٹھے نغمے چشموں کے ٹھنڈے پانی
جنگل ، پہاڑ ، جھیلیں ، دریاؤں کی روانی
رنگیں نوا پرندے ، پُر کیف زندگانی
میں خواب دیکھتا ہوں آکر مجھے جگاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

Marfat.com

کلیوں سے مسکراہٹ پھولوں سے رنگ لے کر
ایک مطربِ چمن سے میٹھا سا انگ لے کر
گُلپوش وادیوں کی خوشبو کو سنگ لے کر
اک صبح آ کے میرے رستے میں گنگناؤ !
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

رستہ تمہارا تکتے مدت گزر گئی ہے
بالوں میں اب ہمارے چاندی اُتر گئی ہے
تقدیر سو گئی ہے ہمت مکر گئی ہے
دِل مضطرب ہے آکر ڈھارس مری بڑھاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

پھرتی ہو وادیوں میں رستوں میں گھومتی ہو
کلیوں سے کھیلتی ہو پھولوں کو چومتی ہو
ہر سمت لہلہاتی گاتی ہو جھومتی ہو
آکر کبھی تو میرا دروازہ کھٹکھٹاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

Marfat.com

کیا یاد کر کے روؤں کیا یاد کر کے گاؤں؟
غم ہے خوشی کا سایہ دُکھ سُکھ ہے دھوپ چھاؤں
دِل ہے بڑا پریشاں میں کیا تمہیں بتاؤں
روکے کہاں رُکا ہے تقدیر کا بہاؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

آنا ہمارے گھر پر آنا ضرور آنا
کس حال میں وطن ہے آکر مجھے بتانا
بدلی ہوئی ہے محفل یا رنگ ہے پرانا
لبریز ہے مرا دِل اس کو نہ آزماؤ
پنجال کی ہواؤ کیا حال ہے سناؤ

اب اُردو کی ایک غزل پر توجہ فرمائیں اس کا رنگِ تغزل تکرارِ لفظی کے ساتھ مترنم انداز کا حامل ہے غزل کے اشعار اس طرح ہیں۔

بستی بستی لرزاں لرزاں گھر گھر میں طوفان لگے
دامن دامن کرچی کرچی نظر نظر ویران لگے
پیاسا پیاسا گُلشن گُلشن کلی کلی سہمی سہمی
منزل منزل پیچاں پیچاں سمت سمت ہیجان لگے
محفل محفل شورش شورش غزل غزل شکوہ شکوہ

Marfat.com

مصرعہ مصرعہ نشتر نشتر شعرشعر پیکان لگے
سینہ سینہ بوجھل بوجھل قدم قدم پتھر پتھر
رستہ رستہ سونا سونا ڈگر ڈگر سُنسان لگے
مدہم مدہم تارا تارا کرن کرن بہکی بہکی
لحظہ لحظہ بھرا بھرا پُلک پُلک بحران لگے
راہی راہی بھٹکا بھٹکا سفر سفر کھٹکا کھٹکا
بھولا بھولا رہبر رہبر روش روش انجاں لگے
وَرقہ وَرقہ خالی خالی حَرف حَرف مہمل مہمل
کاغذ کاغذ پُرزہ پُرزہ قلم قلم بے جان لگے
حلقہ حلقہ ٹوٹا ٹوٹا رُت رُت اُلجھی اُلجھی سی
اِنساں اِنساں تنہا تنہا نگر نگر گنجان لگے

اب پنجابی رنگ بھی آپ کے گوش گزار کرتا ہوں غزل سماعت فرمائیں۔

آس ہولارے وچ چڑھا کے مار دتا جے
دِل ساڈا ترسا ترسا کے مار دتا جے
بیڑی اُتے ٹنگ دتا جے چولا ساڈا
شیشہ پتھر سنگ ٹکرا کے مار دتا جے
منزل اُتے لے جاون دا وعدہ کر کے
ادھے رستے وچ بٹھا کے مار دتا جے

Marfat.com

ول اُڈن دا دس کے سانوں ویلے اُتے
بیدردی سنگ پر کٹوا کے مار دتا جے
کچے تہاگے توں کچا سی وعدہ تیرا
وعدے دی سولی لٹکا کے مار دتا جے
خوشیاں دی آساں تے سانوں تکدیاں تکدیاں
غم دیاں پھائیاں وچ پھسا کے مار دتا جے
کس دے اُتے کراں بھروسہ کتھے جانواں
امرت دے سنگ زہر ملا کے مار دتا جے
جگ نوں بھٹی سفنا جان کے جی لینا سی
کچی نیندر وچ جگا کے مار دتا جے

آیئے اب سوہنی اور میٹھی زبان گوجری کا منظوم رنگ دیکھیں اس بزم میں بابائے گوجری رانا فضل حسین تمغۂ پاکستان موجود ہیں گوجری کلام کے بغیر یہ شام نامکمل رہے گی یہاں میں ایک گوجری نظم آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ میری پرانی مگر پسندیدہ گوجری نظم ہے جس کا عنوان ہے ''ترنڈناں لیا'' اس نظم کا خیال یوں ہے کہ ایک ماں اپنی چھوٹی بیٹی سے کہتی ہے کہ شام پڑ رہی ہے جلدی کر اور رات سے پہلے چراگاہ سے جا کر بھیڑ بکریاں گھر لا۔ بقول بُلبُلِ کشمیر حضرت میاں محمد بخشؒ ''شام پئی بن شام محمد گھر جاندی نے ڈرنا'' سماعت فرمائیں۔

Marfat.com

ترنڈ ناں لیا

کسیاں ماں ستیواں نے پا لیو شور اے
تیں کیوں چپ بیٹھی لگے بے طور اے
لِساں ناں پچھے کون ڈاہڈاں کو دور اے
لُٹ لے اِت چلے جس کو وی زور اے
اُٹھ نکی گیدری تیں ننھی ننھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے

گہل گہل جانو اے تے گہل مڑ آتیں
چوکھی ہشیاری نال ترنڈ ناں لیا تیں
سیل مار کُتو بِلو راہ ماں نسا تیں
گلہ کولوں راٹھیاں کا فصل بچا تیں
اُٹھ نکی گیدری تیں ننھی ننھی جا رے

ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے
لیڑیاں ناں جنڈ تے کرنڈ تیں بچایو رے
پولو کوئے لب کے تے پیراں نال لایو رے

Marfat.com

نہیرا کولوں پہلاں پہلاں گھر مُڑ آیو رے
لیلیاں تے چھِلیاں ناں چُک کے لیایو رے
اُٹھ نکی گیدری تیں نٹھی نٹھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے

چھٹِ مناں رِجھنی اے ٹوڑو وی پکاؤں گی
چھاں بدھا چوکھراں ناں کھول گھر لیاؤں گی
مانجھنی اے چاٹی ، جاغ دُدھ ناں وی لاؤں گی
کہڑے ویلے پانی لین چوا ول جاؤں گی
اُٹھ نکی گیدری تیں نٹھی نٹھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے

ادو تیرو مڑ جد گھر در آئے گو
پہلاں ہار اج پہلاں باڑا در جائے گو
خالی باڑا تک کے وہ بڑو غصہ کھائے گو
تھکو ماندو آئے گو تے مناں چہاڑ پائے گو
اُٹھ نکی گیدری تیں نٹھی نٹھی جا رے
ٹہاکہ دروں موڑ کے ترنڈ ناں لیا رے

Marfat.com

سامعینِ محترم..... یہ نظم اشاروں اور کنائیوں کے ذریعے ہمارے موجودہ حالات کی ترجمان ہے۔ ہم ایک بکھرا ہوا ترنڈ ہیں ہم حضرت موسیٰ کی بھیڑ بکریاں ہیں جو ویرانے میں درندوں کی نظروں میں ہیں ہمیں ایک چرواہے کی ضرورت ہے جو ہماری نگہداشت کرے ہمیں یکجاء کرے. کشمیریوں کی موجودہ حالت اس نظم میں منظوم ہے ہم جس عذاب سے گذر رہے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہمیں کوئی ایسا مردِ میدان ملے جو ہمیں جبر و جور اور ظلم و ستم سے نکالے. آزادی کے لیے ہماری یہ جدو جہد پاکستان کے عوام اور حکومت کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں کوئی ملک ازخود اکیلے آزادی کی جنگ نہیں لڑ سکتا جب تک اسے کسی دوسرے ملک کی مدد حاصل نہ ہو. میں جب 1994ء میں ایران گیا تو ایران کے اعلیٰ عہدوں پر فائز افسران نے ایک میٹنگ میں بتایا کہ کشمیر کی آزادی میں پاکستان کا تعاون ناگزیر ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ پاکستان کی مدد اور تعاون کے بغیر ہم آزادی حاصل نہیں کر سکتے. پاکستان کے عوام کے دِل ہمارے ساتھ دھڑکتے ہیں پاکستان کے لوگ ہمیں آزاد دیکھنا چاہتے ہیں. ہماری آزادی کی جدو جہد میں ہمارے پاکستانی بھائی عملی طور پر شامل ہیں مقبوضہ کشمیر میں کشمیری مجاہدین کے ساتھ کراچی، حیدر آباد، پشاور، لاہور، جھنگ اور ملتان کے مجاہد بھی برسرِ پیکار ہیں. ایسا کیوں ہے اس لیے کہ پاکستان کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہم بھارت کے غاصبانہ قبضے سے آزاد ہوں ان کے دِلوں میں ہمارے لیے محبت ہے۔

مجھے ہال میں بیٹھے ہوئے محترم سامعین کی طرف سے پہاڑی کلام، پہاڑی کلام کی خوش کن آوازیں سنائی دے رہی ہیں. حقیقت یہ ہے جو بات اپنی ماں بولی میں کی جاتی ہے اس کی لذت اور قبولیت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اگر میں پہاڑی زبان میں اپنی کوئی نظم یا غزل پیش نہ

Marfat.com

کروں تو یہ خود گریزی بلکہ خود فراموشی شمار ہوگی۔ میں اس الزام کا متحمل نہیں ہوسکتا پہاڑی زبان بڑی زرخیز اور پرتاثیر ہے جب کوئی پہاڑی ماہیا یا گیت سنتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ میری روح چھنک رہی ہے دِل ناچ رہا ہے اور دماغ معطر ہوگیا ہے یہاں میں پہاڑی کلام سے دو غزلیں آپ کی نذر کرتا ہوں۔

پہلی غزل کے اشعار کچھ یوں ہیں۔

جد وی کدھرے سچی گل سنانی پئی اے
جان نمانی سولی پُر لٹکانی پئی اے
دکھاں درداں نچ پیال نہ بنیا کوئی
اپنی پنڈ اساں کی آپو پئی اے
رسنی لکڑ چلہے نچ جدوں وی لائی
ماری ماری پھوکاں اگ پچانی پئی اے
سجناں تواڑے پچھے پچھے ٹُرنیاں ٹُرنیاں
بیری نے جھنڈاں نچ جان پھسانی پئی اے
غیراں اگے اساں کدے وی سر نہینہ سٹیا
اپنیاں کولوں مار اساں کی کھانی پئی اے
دنیا اگوں کپے پچھوں لتاں مارے
عزت بڑیاں مشکلاں نال بچانی پئی اے
اُسنی مہاڑی سنگت پترے اُپر پانی

Marfat.com

لوکاں کولوں بچلی گل لُکانی پئی اے
پہلاں جوشے نچ دِلے نی گل سنائی
فِر بڑیاں ترکیباں نال چھپانی پئی اے
میں تہ دو مصرعے نی غزل سناں لگا ساں
تکی مجلس چنگی گل ودھانی پئی اے
بھٹی جس وی بے قدراں سنگ یار لائی
اُس کی اَکھاں بچوں رت چوانی پئی اے

پہاڑی زبان میں دوسرا رنگِ تغزل یوں ہے:۔

اَگ غماں نی بالی ہڈ پکانے آں
پھٹے لیڑے ککراں پر لٹکانے آں
ویلے نے لُگے کنڈیارے رستے نچ
دروڑی دروڑی اپنے ساہ مکانے آں
پہکھے ننگے بچے پالی پالی کے
فیکٹریاں نے پہیے اساں چلانے آں
راتاں گذری جانیاں خاب خیالاں نچ
تہاڑی حرص ہوا نے چھوٹے کھانے آں
کسراں لبھسی مال اساڑی چوری نا
چوراں کولوں چوراں کی پکڑانے آں

Marfat.com

پھل لگا تہ لوکاں پتھر چائی اندے
نیکی نا اَس بدلہ ٹھیک چکانے آں
چوکیداراں نی اکھ میلی لگنی اے
جاگو لوکو ویلے نال جگانے آں
اس حالت بچ ہور اک ڈاکہ پئی جاسی
رمزاں نال تساں کی گل سمجھانے آں
اکس تہاڑے اُلو پھیرے لاسن گے
سچی گل سویلے ہتھاں بانے آں
بھٹی جی ایہہ طور طریقے چھوڑ دیو
اِس گلوں اَس پہلاں تھیں پچھتانے آں

کشمیریوں کے دِلوں میں بھی پاکستان کے ساتھ محبت ہے کشمیری لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ گجرات، راولپنڈی اور ملتان آنا چاہتے ہیں وہ مدراس، بمبئی یا دلی نہیں جانا چاہتے حکومت پاکستان کو کشمیریوں اور کشمیری قیادت پر بھروسہ کرنا چاہیئے. کسی بھی کشمیری کے دِل میں بھارت کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے بھارت کشمیریوں کا قاتل ہے 70 ہزار کے لگ بھگ کشمیری آزادی کے لیے شہید ہو چکے ہیں کشمیریوں کا خون بھی پاکستان کی طرف بہتا ہے۔ سندھ، جہلم اور چناب کے پانی میں کشمیریوں کی تیرتی ہوئی لاشیں بھی پاکستان کا رخ کرتی ہیں کشمیریوں اور پاکستانیوں میں کوئی مغائرت نہیں ہم اپنی آزادی کا جشن اس

Marfat.com

وقت منائیں گے جب مقبوضہ کشمیر آزاد ہوگا میری دعا ہے کہ وہ دن جلد آئے جب ایسی محفلیں سرینگر اور جموں میں منعقد ہوں۔

میں صدرِ محفل، مہمانِ خصوصی، معزز مہمانوں اور جملہ حاضرین و سامعین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے منتظمین کی تحریک پر میرے ساتھ شام منانے کے لیے اپنے نہایت قیمتی لمحات وقف کیے خلوص اور محبت کے ساتھ اتنی طویل شام منا کر میری حوصلہ افزائی فرمائی میں اس محبت کے قابل نہ تھا یہ آپ لوگوں کا احسان ہے میں چاہوں گا کہ اکیڈمی کے منتظمین دیگر قلم کاروں ادبا اور شعراء کے ساتھ اس طرح کی محفلیں منعقد کریں تا کہ اعلیٰ وارفع مقاصد کے لیے تخلیق پانے والے ادب کی پذیرائی ہو بلاشک وشبہ سیف الملوک آرٹس اکیڈمی نے ایسی محافل کا آغاز کر کے بہت بڑا قومی اور ملّی فریضہ سرانجام دیا ہے جس کے لیے وہ مبارک باد کی مستحق ہے اکیڈمی کے نوجوان باذوق اور دردمند دِل رکھنے والے منتظمین جمیل احمد جمیل، قدیر احمد قدیر، عبدالقیوم چوہدری، راشد اکرم اور ان کے ساتھی اس کام کے لیے ہمارے سرگرم تعاون اور مبارک کے مستحق ہیں شکریہ

صاحبِ شام

پروفیسر محمد رفیق بھٹی

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام گڑھ

29 اکتوبر 2001 پریس کلب میر پور

Marfat.com

★ ★ http://www.nawaiwaqt.com.pk.
email:nawaiwaqtisb@hotmail.com

GOLDEN JUBILEE 61 YEARS 1940 23 MARCH 2001

مسلسل اشاعت کے 61 سال

DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD

روزنامہ
نوائے وقت

بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی
راولپنڈی
اسلام آباد

راولپنڈی / اسلام آباد، لاہور، کراچی، اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

MONDAY, OCTOBER 29, 2001

جلد		صفحات	رجسٹرڈ نمبر	شمارہ
48	پیر 11 شعبان المعظم 1422ھ، 29 اکتوبر 2001ء، 13 کاتک 2058ب فون راولپنڈی 5562676-77، فیکس 2202641-44 UAN 111-222-007 قیمت 7 روپے	12	این پی آر 003	116

میرپور میں "ایک شام رفیق بھٹی کے نام"

میرپور (نمائندہ خصوصی) سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میرپور کے زیر اہتمام نامور ماہر تعلیم، شاعر، ادیب اور دانشور پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے اعزاز میں ایک علمی و ادبی نشست زیر عنوان "ایک شام رفیق بھٹی کے نام" (آج) سوموار چار بجے پریس کلب میرپور میں ہوگی۔ اس علمی و ادبی نشست میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شاعری اور ادبی خدمات کے بارے میں اہل قلم حضرات مقالے پڑھیں

صفحہ 11 بقیہ نمبر 25

رفیق بھٹی

بقیہ: 25 رفیق بھٹی

گے۔ مقابلہ نگاروں میں میرپور آزاد کشمیر کے نامور اہل سخن اساتذہ ادیب اور دانشور شامل ہیں۔ ان میں پروفیسر محمد اکرم طائر پروفیسر امین طارق قاسمی پروفیسر نذیر انجم پروفیسر محمد حنیف خان بابائے گوجری رانا فضل حسین پروفیسر کبیر احمد مرزا مظہر جاوید حسن پروفیسر زبیر احمد قاضی پروفیسر ارشد عادل راٹھور پروفیسر محمد شریف راجوروی پروفیسر محمد بشیر چودھیر اور پروفیسر محمد عرفان چودھری قابل ذکر ہیں۔ جبکہ شعرا کرام بھی پروفیسر محمد رفیق بھٹی کو خراج تحسین پیش کرینگے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پروفیسر موصوف اردو کے علاوہ پنجاب گوجری اور پہاڑی زبان کے بھی مسلمہ شاعر اور ادیب ہیں۔ ان کی منظور اور منشور تخلیقات اور تصنیفات کا نفس مضمون تحریک حریت کشمیر ہے۔ اس حوالے سے موصوف کی علمی و ادبی خدمات قابل قدر اور قابل فخر ہے۔ ممتاز شاعر و ادیب بوٹا خان راجہ تقریب کی صدارت کرینگے۔ جبکہ تحریک آزادی کشمیر کے عظیم مجاہد مرد قلندر راجہ اکبر خان کے فرزند راجہ خالد اکبر مہمان خصوصی ہونگے۔ تقریب کی دوسری نشست میں محفل مشاعرہ ہوگی۔ جس میں شعراء کرام اردو، پنجابی پہاڑی اور گوجری زبانوں میں اپنا کلام پیش کرینگے

Marfat.com

ثبت اور معیاری صحافت کا علمبردار

گجرات لاہور منڈی بہاؤالدین اور میرپور (آزاد کشمیر) سے شائع ہونیوالا واحد اخبار

DAILY

روزنامہ JAZBA میرپور

آزاد کشمیر

جذبہ

مینجنگ ایڈیٹر ___ راجہ طارق محمود

ہفتہ 9 شعبان 1422ھ 27 اکتوبر 2001ء 12 کاتک 2058ب

جلد نمبر 3 قیمت 3 روپے فون 34412-058610 شمارہ نمبر 162

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے زیر اہتمام پروفیسر محمد رفیق کے اعزاز میں ادبی نشست کا انعقاد

ادبی نشست زیر عنوان "ایک شام رفیق بھٹی کے نام" 29۔ اکتوبر 4 بجے شام پریس کلب میرپور میں ہوگی۔

میرپور (اسٹاف رپورٹر) سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کے زیر اہتمام ماہور ماہر تعلیم شاعر ادیب اور دانشور پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے اعزاز میں ایک طعامی و ادبی نشست زیر عنوان "ایک شام رفیق بھٹی کے نام" مورخہ 29۔ اکتوبر بروز سوموار بوقت چار بجے بعد دوپہر پریس کلب میرپور میں ہوگی۔ اس طعامی و ادبی نشست میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی مزاحمتی شاعری اور ادبی خدمات کے بارے میں اہل قلم حضرات مقالے پڑھیں گے اور

باقی صفحہ 2 پر نمبر 6

بقیہ 6

ان کی تصنیفات اور تخلیقات پر گفتگو ہوگی۔ مقالہ جاتوں میں میرپور آزاد کشمیر کے ماہور اہل فن اساتذہ ادبا اور دانشور شامل ہیں۔ مقالہ نگاروں میں پروفیسر محمد اکرم طائر' پروفیسر امین خلیق قاضی' پروفیسر نذیر انجم' پروفیسر محمد حنیف خان' ہمارے گوجری رانا فضل حسین' پروفیسر کبیر احمد مرزا' پروفیسر زبیر احمد قاضی' پروفیسر ارشد عادل راٹھور' پروفیسر محمد شریف راجوروی' پروفیسر محمد بشیر چوہدری' اور پروفیسر محمد عرفان چوہدری قابل ذکر ہیں۔ جبکہ شعراء کرام منظومات کی صورت میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پروفیسر موصوف اردو کے علاوہ پنجابی' گوجری اور پہاڑی زبان کے بھی مسلمہ شاعر اور ادیب ہیں۔ ان کی منظوم اور منثور تخلیقات اور تصنیفات کا نفس مضمون تحریک حریت کشمیر ہے۔ اس حوالے سے موصوف کی علمی و ادبی خدمات قابل قدر اور قابل فخر ہیں۔ اس تقریب کی دوسری نشست میں ایک مقامی مشاعرہ کا انعقاد بھی ہوگا۔ جس میں شعراء کرام اردو' پنجابی' پہاڑی اور گوجری زبانوں میں اپنا کلام پڑھیں گے۔ ممتاز شاعر و ادیب یونس خان راجس صدارت کریں گے۔ جبکہ تحریک آزادی کشمیر کے عظیم مجاہد مرد قلندر راجہ اکبر خان کے فرزند ماہر تعلیم راجہ خالد اکبر خان تقریب کے مہمان خصوصی ہوں گے۔

Marfat.com

VISIT US AT : WWW.KHABRAIN.COM

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت' اسلام آباد سے شائع ہونے والا سب سے بڑا اردو اخبار

A B C CERTIFIED

DAILY
KHABRAIN

اسلام آباد

خبریں

روزنامہ

چیف ایڈیٹر
ضیا شاہد

405

جلد 10 | پیر 11 شعبان 1422ھ 29 اکتوبر 2001ء 14 کاتک 2058ب صفحات 12 قیمت 7 روپے | شمارہ 260

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی کے زیر اہتمام "ایک شام رفیق بھٹی کے نام" آج منعقد ہو گی

میر پور (نمائندہ خبریں) سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میر پور کے زیر اہتمام نامور ماہر تعلیم، شاعر ادیب اور دانشور پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے اعزاز میں ایک علمی و ادبی نشست زیر عنوان ایک شام رفیق بھٹی کے نام مورخہ 29 اکتوبر بروز سوموار بوقت چار بجے بعد دوپہر پریس کلب میر پور میں ہو گی اس علمی و ادبی نشست میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی مزاحمتی شاعری اور ادبی خدمات کے بارے میں اہل قلم حضرات مقالے پڑھیں گے اور انکی تصنیفات اور تخلیقات پر گفتگو ہو گی مقالہ خوانوں میں میر پور آزاد کشمیر کے نامور اہل سخن اساتذہ ادبا اور دانشور شامل ہیں مقالہ نگاروں میں پروفیسر محمد اکرم اطائر، پروفیسر امین طارق قاسمی، پروفیسر نذیر انجم، پروفیسر محمد حنیف خان، بابائے گوجری رانا فضل حسین، پروفیسر کبیر احمد مرزا، مظہر جاوید حسن، پروفیسر زبیر احمد قاضی، پروفیسر ارشد عادل رانھور، پروفیسر محمد شریف راجوری، پروفیسر محمد بشیر چوہدری، اور پروفیسر محمد عرفان چوہدری قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

VISIT US AT : WWW.KHABRAIN.COM

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت' اسلام آباد سے شائع ہونے والا سب سے بڑا اردو اخبار

ABC CERTIFIED

DAILY KHABRAIN

اسلام آباد

خبرین

روزنامہ

چیف ایڈیٹر

ضیا شاہد

جلد 10 | جمعرات 14 شعبان 1422ھ یکم نومبر 2001ء 17 کاتک 2058ب صفحات 12 قیمت 7 روپے | شمارہ 263

میرپور میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے نام ایک شام منائی گئی

صاحب شام کو خراج تحسین کے علاوہ چار مختلف زبانوں میں مشاعرہ بھی ہوا

بقیہ نمبر 20 // پروفیسر محمد رفیق بھٹی

Marfat.com

http://www.nawaiwaqt.com.pk
email nawaiwaqtisb@hotmail.com
مسلسل اشاعت کے 61 سال
DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD
روزنامہ
نوائے وقت
بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی
راولپنڈی
اسلام آباد
راولپنڈی / اسلام آباد، لاہور، کراچی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے
THURSDAY, NOVEMBER 1, 2001
جلد 48 | صفحات 12 | 119 | 003
UAN 111 222 007

کسی لکھاری کو زندگی میں ہی عزت ملنا باعث افتخار ہے: علی محمد چاچا

شاعری میں صوفی شعراء سے فیضیاب ہوا، علم وادب سے خاندانی نسبت ہے: پروفیسر رفیق بھٹی

میرپور (نمائندہ خصوصی) مجھے شروع سے ہی پنجابی ادب عالیہ کے امور صوفی شعراء کا کلام پڑھنے کا موقع میسر آیا۔ شاعری میں بنیادی طور پر میں صوفی شعراء سے فیضیاب ہوں۔ شعر وادب سے میری نسبت ایک لحاظ سے خاندانی بھی ہے کہ میرے والد پنجابی کے اچھے شاعر تھے۔ اردو، انگریزی، فارسی اور ہندی ادب کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے اور یہ عمل اب تک جاری ہے جس کے باعث میں نظم و نثر میں بہت سا تخلیقی کام کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ علمی ادبی خدمات اور مزاحمتی ادب کے حوالے سے میرے

صفحہ 10 بقیہ نمبر 12 علی محمد چاچا

بقیہ: 12 علی محمد چاچا

بارے میں میرے دوستوں اور مہربانوں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ میری علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میرپور کی انتظامیہ نے میرے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا ہے۔ یقیناً یہ علم وادب کے میدان میں فکر و نظر کی قندیلیں روشن کرنے والوں کے لئے اطمینان اور افتخار کی بات تصور ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار آزاد کشمیر کے نامور شاعر، ادیب، دانشور اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنے اعزاز میں منعقدہ ایک شام میں کیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی چاچا علی محمد ایڈووکیٹ سابق وزیر آزاد حکومت نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی تصنیفی اور تخلیقی کامیابیوں کو سراہتے ہوئے عالمانہ انداز میں انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ کسی شخص کو اس کی زندگی میں اس طرح کی عزت ملنا بڑے اعزاز کی بات ہے۔ یقیناً پروفیسر بھٹی اس اعزاز کے مستحق ہیں۔ صدر تقریب نامور شاعر بوٹا خان راجس نے کہا کہ اس محفل میں اہل قلم اور دانشور حضرات نے پروفیسر رفیق بھٹی کو جن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے مجھے اس سے کامل اتفاق ہے۔ پروفیسر محمد سعید ظفر سابق پرنسپل ڈگری کالج میرپور نے پروفیسر بھٹی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ بھٹی صاحب نے اپنی محنت اور ہمت سے اپنے لئے مقام پیدا کر لیا ہے۔ پروفیسر سرفراز احمد خان نے کہا کہ رفیق بھٹی کی ذات کا ہر پہلو توانائی سے بھرپور ہے۔ ان کی شاعری ابتداء سے ہی پرکشش اور پراثر رہی ہے۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے نام اس شام میں جن اہل قلم نے مقالے پڑھے ان میں بابائے گوجری رانا فضل حسین تمغہ پاکستان، پروفیسر محمد حنیف خان، پروفیسر کبیر احمد مرزا اور پروفیسر ارشد عادل راٹھور شامل ہیں۔ آزاد کشمیر اور پاکستان کے نامور شاعر، ادیب اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد اکرم طاہر نے رفیق بھٹی کی علمی وادبی خدمات کو سراہنے کے لئے اپنا مختصر مگر پر مغز مقالہ ارسال کیا جو اکیڈمی کے ایک عہدیدار نے پڑھ کر سنایا۔ تمام مقالات میں پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی وادبی خدمات اور تحریک حریت کشمیر کے حوالے سے تخلیق کردہ مزاحمتی نگارشات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ تقریب کے دوسرے دور میں مشاعرہ ہوا جس میں مقامی شعراء، راشد اکرم، نصیر احمد، جمیل احمد جمیل، اشفاق احمد اشفاق، اقبال احمد، محمد فاروق، محمد زاہد عظیم، ایاز الغنی، قدیر احمد قدیر، غلام سرور صحرائی، پروفیسر عارف کمیلوی، رانا فضل حسین، پروفیسر معین طارق قاسمی، صدر

Marfat.com

مثبت اور معیاری صحافت کا علمبردار

گجرات لاہور منڈی بہاؤالدین اور میرپور (آزاد کشمیر) سے شائع ہونیوالا واحد اخبار

DAILY

روزنامہ جذبہ JAZBA میرپور

آزاد کشمیر

مینجنگ ایڈیٹر ___ راجہ طارق محمود

جمعرات 14 شعبان 1422ھ یکم نومبر 2001ء 17 کاتک 2058ب

جلد نمبر 3 قیمت 3 روپے فون 058610-34412 شمارہ نمبر 167

سیف الملوک کے رقص اکیڈمی کے زیر اہتمام ایک شام پروفیسر رفیق بھٹی کے نام

کی علمی، ادبی زندگی کی عملی اس طرح ہو تعارف اعزاز کی بات ہے

رفیق بھٹی نے صحت اور صحت اپنا مقام بنایا ہے، پروفیسر سید شکور حسین

تقریب میں رانا فضل حنیف خان، کبیر احمد مرزا، راشد اکرم، نصیر احمد ناصر، شخصیات اساتذہ، وکلاء، شاعروں، ادیبوں، سیاسی و سماجی

راشد اکرم، نصیر احمد ناصر، جمیل احمد عدیل، اشفاق احمد، اقبال احمد، محمد قدیر، محمد فاروق، پروفیسر سید شکور حسین کی شاعری پر گفتگو اور پروفیسر رفیق بھٹی کے کام پر مضمون پڑھے

میرپور (نامہ نگار) نامور شاعر پروفیسر رفیق بھٹی کے اعزاز میں سیف الملوک رقص اکیڈمی کے زیر اہتمام ایک شام کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب میں مقامی شعراء، ادباء، اساتذہ، وکلاء، سیاسی و سماجی شخصیات اور شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت ڈاکٹر محمد یونس جنجوعہ نے کی جبکہ نظامت کے فرائض راشد اکرم نے سرانجام دیئے۔ پروفیسر رفیق بھٹی کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں منعقدہ اس تقریب میں راشد اکرم، نصیر احمد ناصر، جمیل احمد عدیل، اشفاق احمد، اقبال احمد، محمد فاروق، محمد زاہد عظیم، ایاز لطیفی، قدیر احمد قدیر، غلام سرور، پروفیسر عارف کیلوی، رانا فضل حسین، پروفیسر امین طارق قاضی، صدر محفل محمد یونس جنجوعہ، جس اور صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنا خوبصورت کلام پیش کیا۔ شعرا کرام نے پہلی بار چار زبانوں میں کلام پڑھ کر زبردست داد تحسین حاصل کی نظامت کے فرائض اکیڈمی کے بانی ڈائریکٹر جمیل احمد عدیل نے ادا کئے۔ تقریب میں صحافیوں، اساتذہ، وکلاء، ڈاکٹروں اور سیاسی و سماجی شخصیات سمیت ہر شعبہ زندگی کے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ قاری مسعود احمد سیفی نے اختتام پر دعا کی۔

بقیہ 2

ہے اور یہ عمل اب تک جاری ہے جس کے باعث میں علم و ادب میں بہت سا تخلیقی کام کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ علمی ادبی خدمات اور مزاحمتی ادب کے حوالے سے میرے بارے میں میرے دوستوں اور مہربانوں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے اس کیلئے میں شکر گزار ہوں مجھے خوشی ہے کہ میری علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں سیف الملوک آرٹس اکیڈمی میرپور کی انتظامیہ نے میرے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا ہے۔ یقیناً یہ علم و ادب کے میدان میں فکر و نظر کی قندیلیں روشن کرنے والوں کیلئے اطمینان اور افتخار کی بات تصور ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار آزاد کشمیر کے نامور شاعر، ادیب، دانشور اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنے اعزاز میں منعقدہ ایک شام میں کیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی چاچا علی محمد ایڈووکیٹ سابق وزیر آزاد حکومت نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی اور تخلیقی کامیابیوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ کسی شخص کو اس کی زندگی میں اس طرح کی عزت منانے اعزاز کی بات ہے۔ پروفیسر بھٹی اس اعزاز کے مستحق ہیں۔ صدر تقریب نامور شاعر یونس جنجوعہ نے کہا کہ اس محفل میں اہل قلم اور دانشور حضرات نے پروفیسر رفیق بھٹی کو جن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے مجھے اس سے کامل اتفاق ہے۔ پروفیسر محمد سعید ظفر سابق پرنسپل ڈگری کالج میرپور نے پروفیسر بھٹی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ بھٹی صاحب نے اپنی محنت اور ہمت سے اپنے لئے مقام پیدا کر لیا ہے پروفیسر سرفراز احمد خان نے کہا کہ رفیق بھٹی کی ذات بڑی کثیر الجہتی ہے۔ اس تقریب میں جن اہل قلم نے اپنے پُر مغز مقالے پڑھے ان میں ہمارے گورنمنٹ رانا فضل حسین تمغہ پاکستان، پروفیسر محمد حنیف خان، پروفیسر کبیر احمد مرزا اور پروفیسر راشد عادل راٹھور شامل ہیں۔ آزاد کشمیر اور پاکستان کے نامور شاعر، ادیب اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد اکرم طاہر نے رفیق بھٹی کی علمی ادبی خدمات کو سراہتے کیلئے اپنا مختصر مگر پُر مغز مقالہ پیش کیا جسے اکیڈمی کے عہدیدار نے پڑھا۔ تقریب کے دوسرے دور میں مشاعرہ ہوا جس میں مقامی شعرا، راشد اکرم، نصیر احمد نصیر، جمیل احمد جمیل، اشفاق احمد اشفاق، اقبال احمد، محمد فاروق، محمد زاہد عظیم، ایاز لطیفی، قدیر احمد قدیر، غلام سرور، پروفیسر عارف کیلوی، رانا فضل حسین، پروفیسر امین طارق قاضی، صدر محفل محمد یونس جنجوعہ اور صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنا خوبصورت کلام پیش کیا۔ شعرا کرام نے پہلی بار چار زبانوں میں کلام پڑھ کر زبردست داد تحسین حاصل کی نظامت کے فرائض اکیڈمی کے بانی ڈائریکٹر جمیل احمد عدیل نے ادا کئے۔ تقریب میں صحافیوں، اساتذہ، وکلاء، ڈاکٹروں اور سیاسی و سماجی شخصیات سمیت ہر شعبہ زندگی کے افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ قاری مسعود احمد سیفی نے اختتام پر دعا کی۔

Marfat.com

★★ http://www.nawaiwaqt.com.pk.
email:nawaiwaqtisb@hotmail.com

مسلسل اشاعت کے 61 سال

DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD

روزنامہ
نوائے وقت
بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی
راولپنڈی
اسلام آباد

راولپنڈی/اسلام آباد/لاہور/کراچی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

TUESDAY, NOVEMBER 20, 2001

جلد		صفحات	رجسٹرڈ نمبر	شمارہ
48	منگل 4 رمضان المبارک 1422ھ 20 نومبر 2001ء 5 ملہر 2058 ب فون: راولپنڈی 5562676-77 اسلام آباد 2202641-44 UAN 111-222-007	12	این پی آر 003	138
	قیمت 7 روپے			

سیف الملوک اکیڈمی کی تقریب

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کے زیر اہتمام کشمیر پریس کلب میر پور میں آزاد کشمیر کے معروف شاعر، ادیب، دانش ور اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی، ادبی، تحقیقی خدمات کے اعتراف میں موصوف کے اعزاز میں ایک [illegible] ایک شام رفیق بھٹی کے نام" کا [illegible] معروف شاعر، ادیب [illegible] نے تقریب کی [illegible] اکیڈمی کے بانی، [illegible] نے انجام دیے۔ تقریب سے [illegible] آزاد کشمیر کے سابق [illegible] اوقاف علی محمد چاچا [illegible] بزرگ رانا فضل حسین، [illegible] پروفیسر ارشد عادل راٹھور، پروفیسر کبیر احمد مرزا، پروفیسر محمد حنیف خان نے محمد رفیق بھٹی کے فن اور شخصیت کے حوالے سے مقالے و مضامین پیش کئے جبکہ ریٹائرڈ پرنسپل پروفیسر سعید ظفر، پروفیسر سردار سرفراز احمد نے اظہار کرتے ہوئے موصوف کی علمی، ادبی و تخلیقات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب کی دوسری نشست میں "مشاعرہ" کا اہتمام بھی ہوا۔ شعراء کرام نے اردو، پنجابی پہاڑی اور گوجری زبان میں اپنا اپنا کلام پیش کیا۔ جن شعراء کرام نے اپنا کلام پیش کیا ان میں بزرگ شاعر پروفیسر امین طارق قاسمی، رانا فضل حسین، پروفیسر عارف کمپلوی، قدیر احمد قدیر، غلام سرور صحرائی، شیخ ایاز الفی، راشد اکرم، فاروق قمر، اشفاق احمد اشفاق، اقبال احمد، سید زاہد حزیں، جمیل احمد جمیل، صدر تقریب بوٹا خان راجس اور صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ تقریب میں معروف شاعر، ادیب، ماہر تعلیم پروفیسر محمد اکرم طاہر کا لکھا ہوا مضمون اکیڈمی کے رکن راشد فخر الدین نے پڑھا۔

Marfat.com

علمی و ادبی تنظیم ادیکا آزاد کشمیر اور کشمیری اہل قلم کا مجلہ

نگران اعلیٰ اعزازی سید ظفر کاظمی

ادبیات کا شمیر

مدیر اعلیٰ مظہر جاوید حسن

میرے والد پنجابی اور پہاڑی کے اچھے شاعر تھے، علاقائی ادب مجھے ورثے میں ملا

میں بنیادی طور پر صوفی شعراء سے فیضیاب ہوں، پروفیسر محمد رفیق بھٹی

کسی شخص کو اس کی زندگی میں اس قدر پذیرائی ملنا بڑے اعزاز کی بات ہے، علی محمد چاچا

تقریب سے بوٹا خان راجس، پروفیسر سعید ظفر، پروفیسر سرفراز احمد خان، حنیف خان اور پروفیسر ارشد عادل راٹھور نے خطاب کیا

Marfat.com

روزنامہ اوصاف اسلام آباد

میرپور: سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں علی محمد چاچا، پروفیسر رفیق بھٹی، جمیل احمد جمیل، پروفیسر امین طارق اور بوٹا خان سٹیج پر بیٹھے ہیں

Marfat.com

35th YEAR OF PUBLICATION

WEEKLY AKHBAR-E-JEHAN,KARACHI

ہفت روزہ اخبار جہان

جلد نمبر ۳۵، شمارہ نمبر ۴۸، ۲۶ نومبر تا ۲ دسمبر ۲۰۰۱ء، ۱۰ تا ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کی خصوصی تقریب

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کے زیر اہتمام کشمیر پریس کلب میرپور میں آزاد کشمیر کے شاعر، ادیب، دانشور اور ماہر تعلیم پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی علمی ادبی و تحقیقی خدمات کے اعتراف میں ایک خصوصی تقریب "ایک شام رفیق بھٹی کے نام" کا انعقاد کیا گیا، برطانیہ میں مقیم شاعر ادیب راجہ یونا خان راجیش نے تقریب کی صدارت کی، نظامت کے فرائض اکیڈمی کے بانی و ڈائریکٹر جمیل احمد جمیل نے سرانجام دیے۔ تقریب کے مہمان خصوصی آزاد کشمیر حکومت کے سابق وزیر جنگلات، قانون و اوقاف علی محمد چاچا

سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کی منعقدہ تقریب میں علی محمد چاچا ایڈووکیٹ، جمیل احمد جمیل، پروفیسر امین طارق قاضی و دیگر اسٹیج پر بیٹھے ہیں

ایڈووکیٹ تھے۔ کرامت حسین کھتری نے عارفانہ کلام سیف الملوک پیش کیا۔ تقریب میں بابائے گوجری رانا فضل حسین، پروفیسر ارشد عادل راٹھور، پروفیسر کبیر احمد مرزا اور پروفیسر محمد حنیف خان نے محمد رفیق بھٹی کے فن اور شخصیت کے حوالے سے مقالے و مضامین پیش کیے جبکہ ریٹائرڈ پرنسپل پروفیسر سعید قنفر، پروفیسر سردار سرفراز احمد نے اظہار کرتے ہوئے موصوف کی علمی ادبی و تحقیقی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ شاعر، ادیب، ماہر تعلیم پروفیسر محمد اکرم طاہر کا لکھا ہوا مضمون اکیڈمی کے رکن راشد فخر الدین نے پڑھا۔ تقریب کی دوسری نشست میں مشاعرے کا اہتمام بھی ہوا۔ شعراء کرام میں سے پروفیسر امین طارق قاضی، رانا فضل حسین، پروفیسر عارف کمبلوی، قدیر احمد قدیر، غلام سرور سحرائی، شیخ ایاز الغنی، راشد اکرم، فاروق نصیر، اشفاق احمد اشفاق، اقبال احمد، سید زاہد حزین، جمیل احمد جمیل، صدر تقریب یونا خان راجیش اور صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی نے اپنا اپنا اردو، پنجابی، پہاڑی، اور گوجری زبان میں کلام پیش کیا۔ مقررین نے پروفیسر محمد رفیق بھٹی کی شاندار علمی و ادبی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ موصوف اپنے فکر و فن سے قلمی جہاد میں ہمہ تن مصروف رہے ہیں۔ موصوف کی شاعری جذبۂ اسلام اور تحریک آزادی کشمیر کے گرد گھومتی ہے۔ مقررین نے سیف الملوک آرٹس اکیڈمی آزاد کشمیر کی مثبت تعمیری علمی و ادبی خدمات کو وقت کا اہم تقاضا قرار دیا۔

Marfat.com

Marfat.com

شرکاء مشاعرہ

☆ پروفیسر امین طارق قاسمی

☆ پروفیسر محمد رفیق بھٹی

☆ بوٹا خان راجسؔ

☆ پروفیسر محمد عارف کمپلوی

☆ بابائے گوجری رانا فضل حسین

☆ رانا غلام سرور صحرائی

☆ اشفاق احمد اشفاق

☆ اقبال احمد

☆ محمد فاروق

☆ محمد زاہد عظیم

☆ قدیر احمد قدیر

☆ جمیل احمد جمیل

☆ ایاز الغنی

☆ راشد اکرم

☆ سید زاہد حزیں

Marfat.com

Marfat.com

صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی (پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام گڑھ)

میر پور آزاد کشمیر

Marfat.com

Marfat.com

سٹیج پر دائیں سے پروفیسر طارق امین قاسمی۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب شام۔ یوٹا خان راجس صدر محفل

شرکا محفل: پروفیسر طارق امین قاسمی، چاچا علی محمد ایڈووکیٹ، مہمان خصوصی،
پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب شام، یوٹا خان راجس، صدر محفل، جمیل احمد جمیل ڈائریکٹر اکیڈمی

دائیں سے پروفیسر طارق امین قاسمی، چاچا علی محمد ایڈووکیٹ مہمان خصوصی۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب شام۔ یوٹا خان راجس صدر محفل

گروپ فوٹو بعد از تقریب ایک شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی کے نام

سٹیج پر بیٹھے ہوئے دائیں سے۔ پروفیسر محمد عارف۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی صاحب شام۔ قدیر احمد قدیر کھڑے ہوئے عہدیداران وکارکنان اکیڈمی

Marfat.com

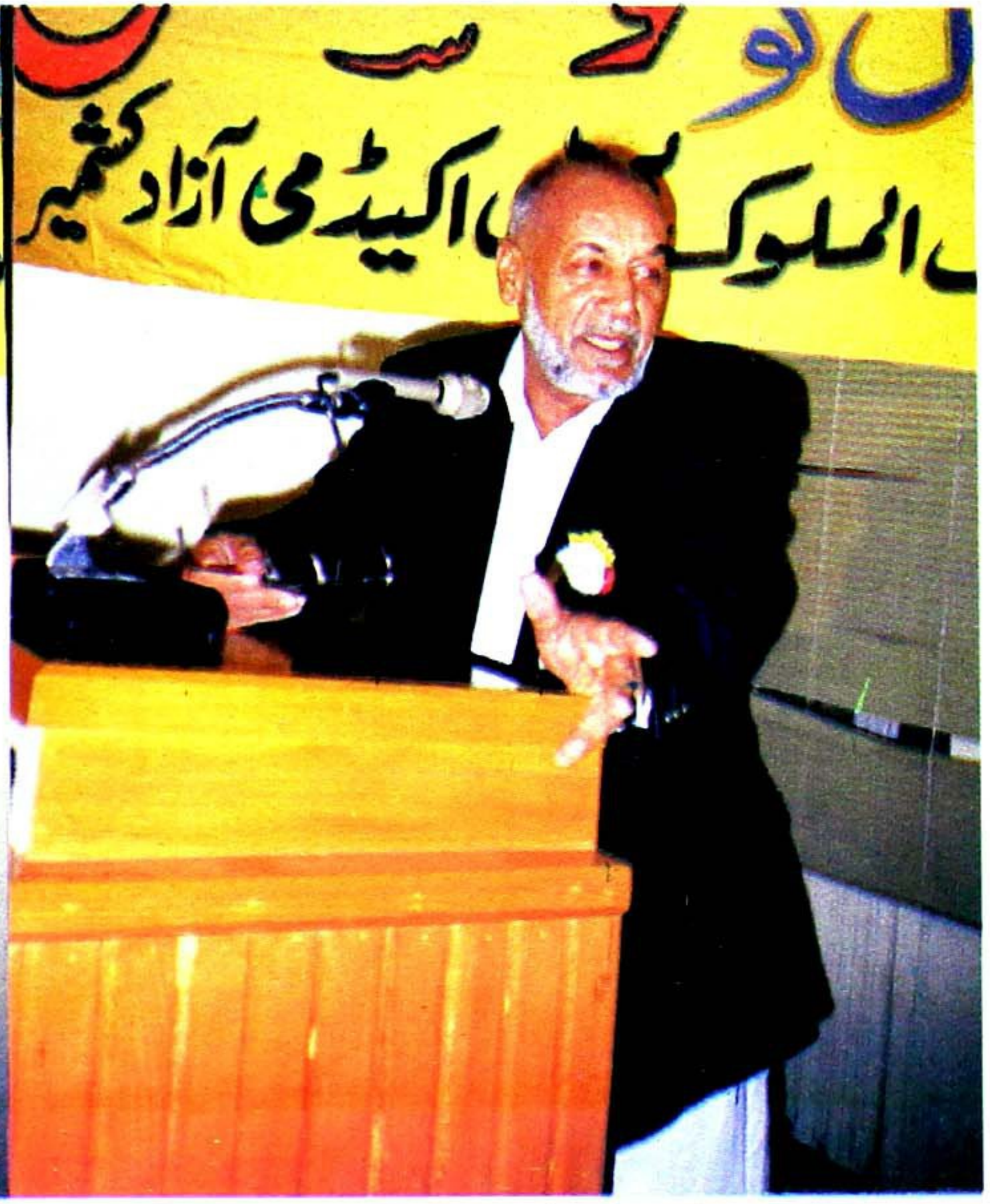

خطاب: مہمان خصوصی چاچا علی محمد ایڈووکیٹ سابق وزیر آزاد حکومت

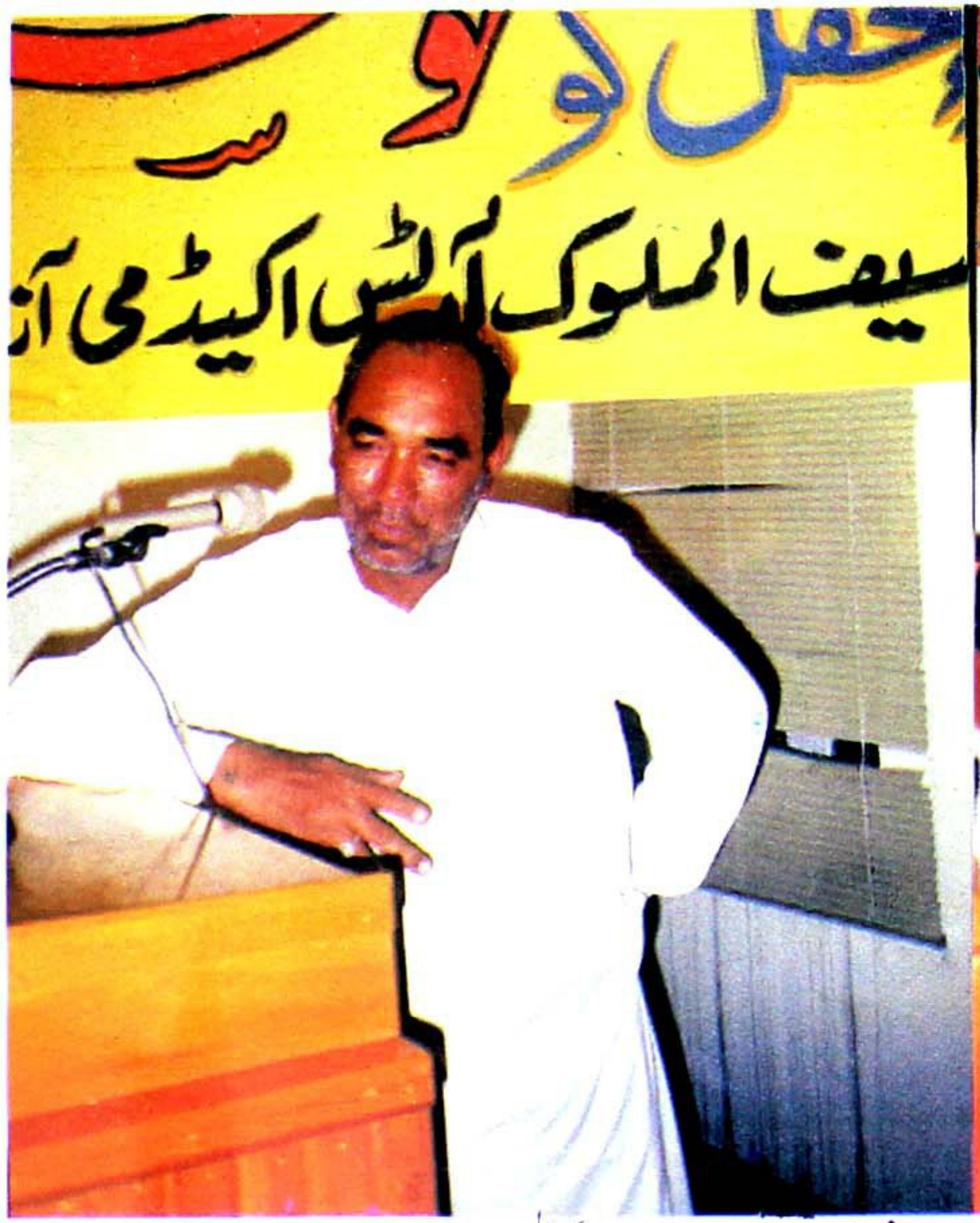

پروفیسر محمد عارف: صاحب شام کی علمی و ادبی خدمات پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

قدیر احمد قدیر: سیکرٹری نشر و اشاعت اکیڈمی اظہار خیال کر رہے ہیں۔

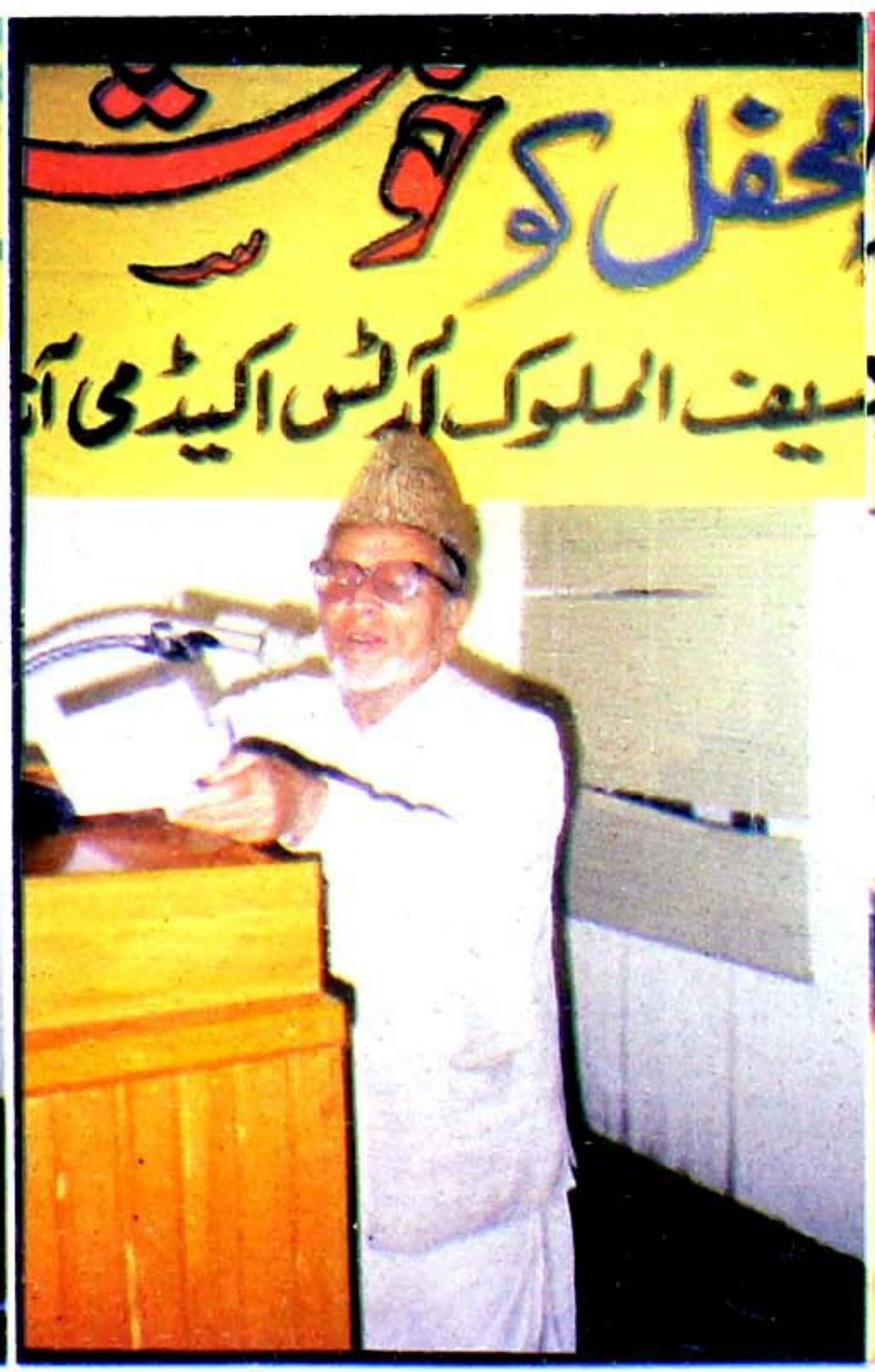

پروفیسر طارق امین قاسمی: خطاب کر رہے ہیں۔

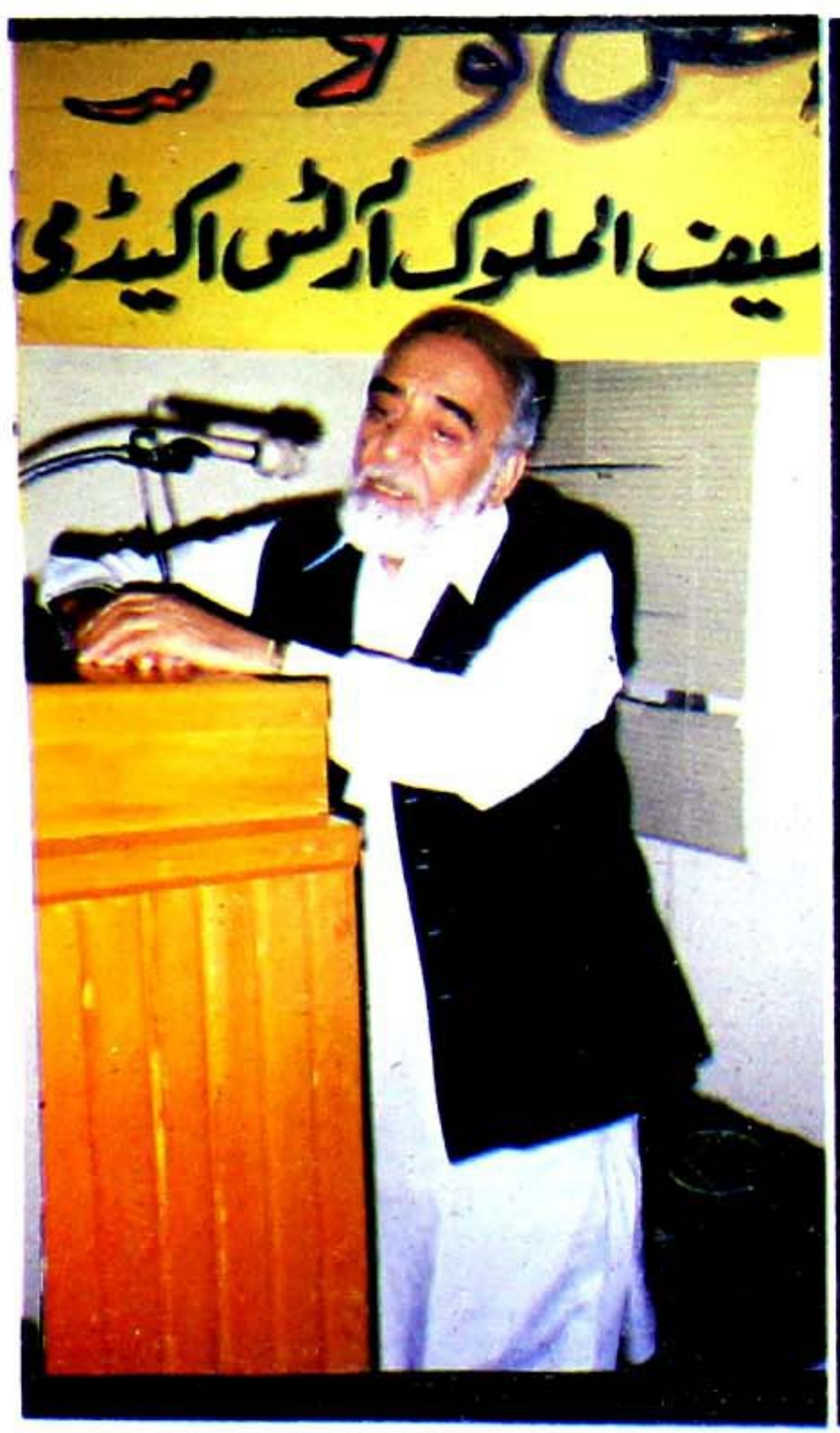

پروفیسر محمد حنیف خاں: مقالہ پڑھ رہے ہیں۔

خطاب: صاحب شام پروفیسر محمد رفیق بھٹی

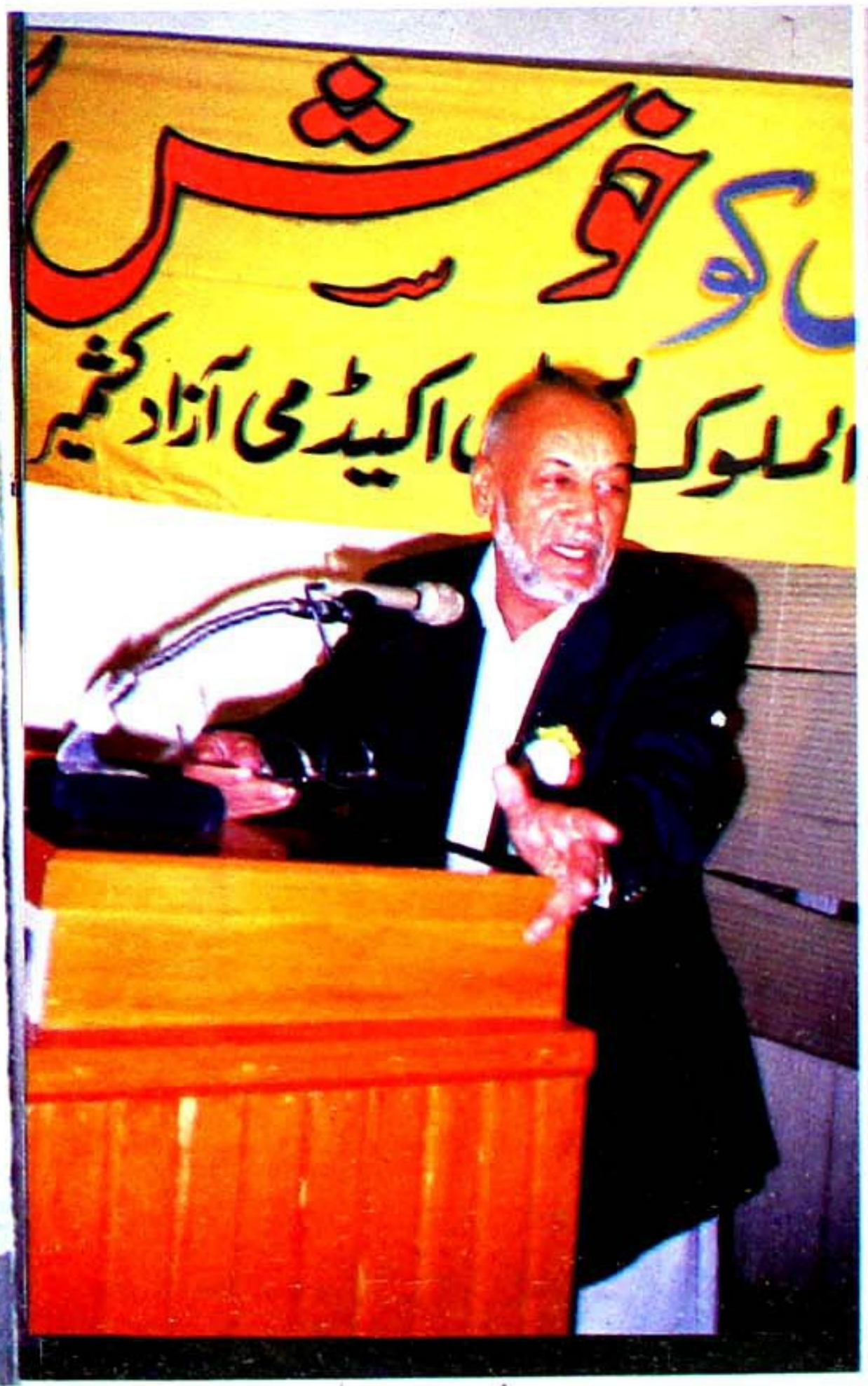

خطاب: مہمان خصوصی چاچا علی محمد ایڈووکیٹ
سابق وزیر آزاد حکومت

خطاب: بوٹا خان راجس (صدر محفل)

Marfat.com

پروفیسر ارشد راٹھور اپنا مقالہ پڑھ رہے ہیں۔ پروفیسر سرفراز احمد خان: صاحب شام کے بارے میں اظہار خیال کر رہے ہیں۔ پروفیسر محمد سعید ظفر: صاحب شام کے فکر وفن پر گفتگو کر رہے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر کبیر احمد مرزا: مقالہ پڑھ رہے ہیں۔ کرامت حسین کھڑی: صاحب شام کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں مقالہ نگار حضرات، شعراء کرام اور حاضرین و سامعین کو خوش آمدید کہتے ہوئے
جمیل احمد جمیل: ڈائریکٹر اکیڈمی

Marfat.com

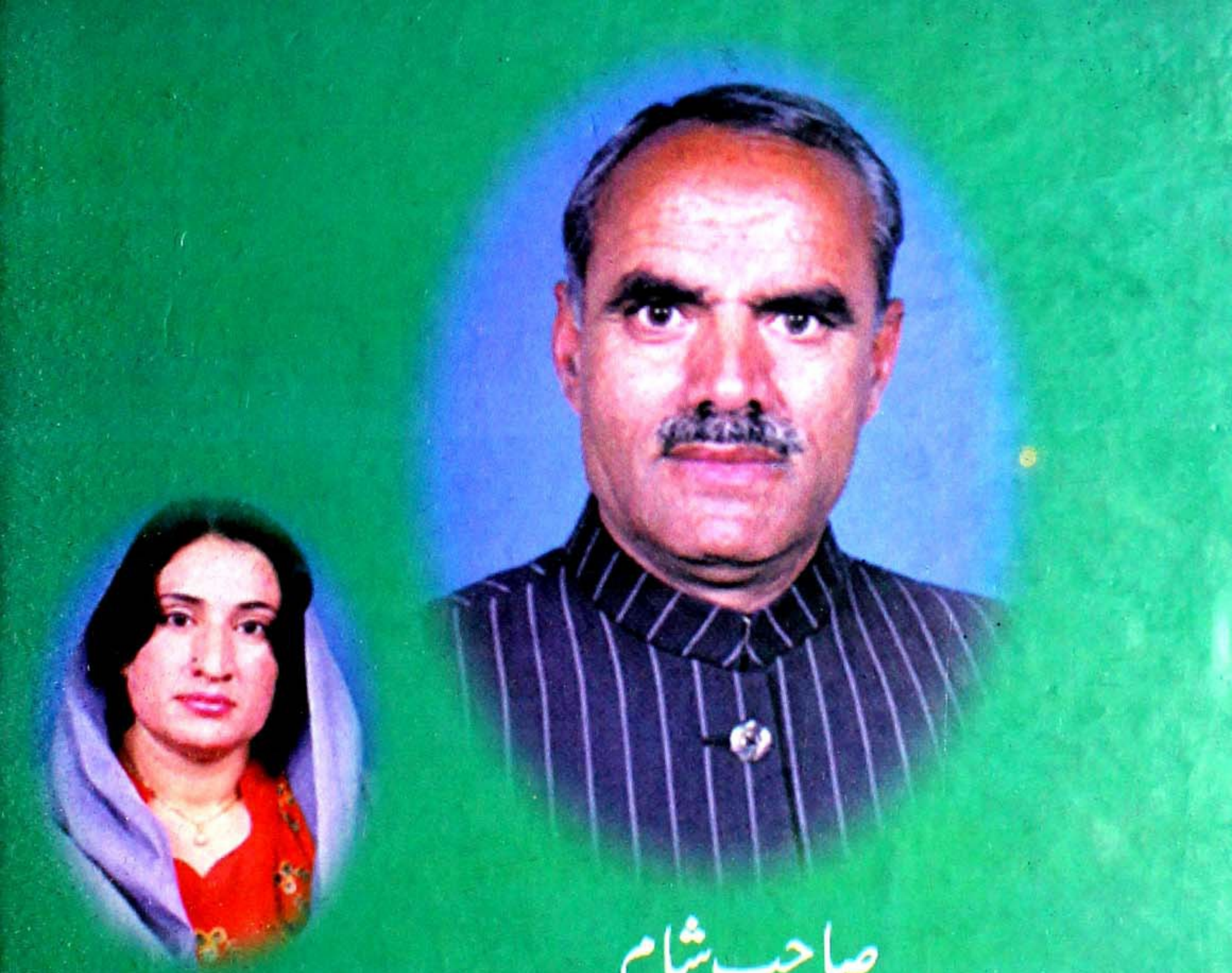

صاحبِ شام

مؤلفہ

بھٹی صاحب نے بھی عین عالمِ شباب میں اپنا گھر چھوڑا اور رختِ سفر کے طور پر پنجال کی رفعت اور ندیا کی روانی بھی ہمراہ لے آئے۔ نصف صدی سے کچھ برس اوپر ہونے کو ہیں پنجال کے دامن میں بہتی ندیوں کی طرح ان کے ہاں تخلیق کے سوتے خشک نہیں ہوئے۔ بس ایک متوازن اور ہموار رفتار کے ساتھ ان کے بہاؤ کا تسلسل جاری ہے۔ بھٹی صاحب اپنی ذات میں انجمن کی صورت ہیں عصری شعور سے آگاہ، اقتصادیات کا آئیڈیل معلم، اچھا ادیب، اچھا شاعر اور اتنی ساری اچھائیوں کے پس منظر میں ایک بہت اچھا انسان۔ اچھا ادب صرف ایک اچھا انسان ہی تخلیق کر سکتا ہے۔

پروفیسر مشتاق احمد خان
صدر شعبہ اردو و اوائس پرنسپل
پوسٹ گریجوایٹ کالج مظفر آباد

طابع: مقصود احمد شرقپوری۔ سورج پرنٹنگ پریس، لاہور

Marfat.com